...بخش مضامین دلکش و رنگین

...شیرین زبان ناظم خوش بیان فصاحت سمور

جناب صاحب ... تخلص نور شاگرد زبدة الشعرا فتح الدولہ مرزا محمد رضا برق

موسوم بہ

ضیاء نور

قطعہ طبع زاد مصنف

...مضمون نئے ہیں چست فقرے کیا کیا

... تاریخ لکھی شیرازۂ دفتر فصاحت زیبا

۱۲۹۱ھ

مطبع ... لکھنؤ باہتمام ... ملک زمانی حسین محمد یعقوب نے چھاپا اور شائع کیا

بسنہ ۱۲۹۶ھ

تقریظ دیوان سرمایہ سرور جناب میر ورید صاحب [illegible] بقلم جادو رقم حاتم علی مہر مرحوم

الحمد للہ نور کا دیوان ہے صل علی محمد و آلہ کس چاپ رنگ کا [illegible] ن بیان ہے [illegible] اگر مثل کرم [illegible] کی یون
تو زیبا ہے لاریب فیہ مصرع سے مصرع چسپان مضمون نور علی نور کا ہے شاہد معا[illegible] نی ترکانہ لا و [illegible] ہر پا ہے قیامت کا [illegible]
غضب ادا و انداز بلا کا عشوہ و ناز منہ دکھاتے چہرے کی شوخی سواد چشم سیہ کی ہے نو[illegible] نگین [illegible] وہ طور سے
جناب دیوان میر وزیر نور وہ عالی خاندان ہین کہ گواہ علو مرتبت و رفعت انکے موسوی [illegible] ان ہین [illegible] شاہ والد اس [illegible]
کے فیروز پور مین بعہدہ جلیلہ کپتانی پر مامور تہے انجم سپاہ مانند ماہ پر نور تہے جب وا[illegible] لکھنؤ [illegible] بادشاہ ہوے کپتان
ممدوح منظور نظر اور مد نگاہ ہوے سید صاحب کو شتر سوار بہیجکے خسرو عالم پناہ نے طلب فرما[illegible] باتین [illegible] معزز ہوا زمرہ
امتیازیون مین خلعت فاخرہ دیکر مخاطب بخطاب اعتماد الملک ہوکر اعزاز و امتیاز پایا [illegible] ملقب بلقب
ہفت ہزاری تہے ہفت اختر معیار خدمت مین معروف خدمتگذاری تہے یہ نجیب الطرفین [illegible] امام ہمام جناب رضا
علیہ السلام سے ہین عالی خاندان و والا دودمان صنادید عظام سے ہین بعد انتقال انکے والد ماجد میر صاحب نور [illegible]
دیوانی سید تصدق حسین خان بہادر جونپوری جج ماتحت کو یہان بمقام فتحپور رہے جب اوس منصب کو [illegible] تحصیلداری
اوپر مامور مرجع جمہور رہے پہر عہد دولت مہد محمد علیشاہ بادشاہ لکہنؤ مین عہدہ امانت پر جسکی ملکات [illegible] مین [illegible] بالکل
عدالت دیوانی منصفی کے جنکو منصف کہتے ہین فرمانروا ہو[illegible] داد معدلت دی فیصلہ مقدمات مین [illegible] والد مغفور میر صاحب [illegible]
تہے اس ذریعہ نیکو سے حسنات جو تہے چنانچہ میر صاحب کو بہی رغبت [illegible] مرثیہ گوئی ہوئی جستجوے بلند نامی و [illegible] میر ظفر حسین صاحب [illegible]
تخلص مرثیہ گوئی نامی و گرامی کی بلند سے اس فن مین مہارت بہم پہونچائی [illegible] اسی ضمن مین تقاضاے [illegible] گوئی اور شعر و شاعری کی
طرف توجہ فرمائی حاضر حضور کرامت ظہور جناب شیخ امام بخش ناسخ مغفور استاد جمہور ہوا اونہون نے زبان [illegible] سے نور تخلص کیا کہ
اسی تخلص سے مشہور ہو لیکن جو ابتداے امتشق سخن تہی اسلیے فتح الدولہ بہادر میرزا محمد رضا [illegible] مشہور و ماذون [illegible] آتش
صادق [illegible] دکہایا اونسے چند رسالہ عروض کی بہی [illegible] حاسد کہوے محسود بنے [illegible] شیخ صاحب کے سبب فاصلہ [illegible] شعر و سخن کا مزا اہی سے
نکلا ہے [illegible] گمراہ رہے طبائع فرصت ہوئی [illegible] مطالع تہوڑے عرصہ مین یا شاگرد تہے یا استاد ہوگئے [illegible] عروض و قافیہ یاد ہو[illegible]
[illegible] مدیہ مین جو اگر کسیکو حاصل ہوتا اور کوئی عرصہ طویل اور زمانہ وافر مین کامل ہوتا یہ رواروی طبع [illegible] کے معلومات
[illegible] مین اکثرون کا قافیہ تنگ کیا ایسی بعید ہے عالم مضامین رنگین کا نشیمن عیان ہے فصاحت عنوان
[illegible] ہے گلستان سعدی انکے مقابلہ مین اوراق گل خزان دیدہ کی طرح [illegible] بوستان
[illegible] سامنے خارستان سے بدتر ہوا ہے [illegible] نطق [illegible] خصوصا عوام کو [illegible]
[illegible] کہہ [illegible] کلیم [illegible]

(۱

ضیائے نظر

کلیات ناظم شیرین زبان

تعداد اشعار	بسم اللہ الرحمن الرحیم	شمار غزلیات
۸		۱

کرون کس منہ سے یارب شکر مین تیری عنایت کا
مزا پاتا ہون نان خشک مین بھی نان نعمت کا

جو اعلے تھے وہ ادنا ہین جو ادنا تھے وہ اعلے ہین
تماشا دیکھتے ہین روز یہ نیرنگ قدرت کا

[illegible] دہی نہین کوئی شریک حال ہے تیرا
وہ کافر ہے یقین جسکو نہین ہے تیری وحدت کا

ہوا ہون جب سے مین پیدا برنگ مہر لرزان ہون
مجھے کیا آج سے ہے خوف فردائے قیامت کا

[illegible] کی رنج مین جسنے وہی راحت اوٹھائیگا
کھلا ہے مفلسون کیواسطے دروازہ جنت کا

مری میت پہ گریان بعد مردن آسمان ہوگا
لحد پر میرے ہوگا شامیانہ ابر رحمت کا

ترا بندہ ہون بعد مرگ کچھ اندیشہ نہ ہو مجھکو
نہین اوٹھے گا صدمہ قبر کے مجھسے اذیت کا

یہی بعد نماز اپنی دعا ہے نور خالق سے
رہی جاری زبان پر مرتے دم کلمہ شہادت کا

۶		۲

شعاع آفتاب دین بنا سایا محمد کا
چراغ ظلمت عصیان ہوا جلوا محمد کا

عبادت اسکو کہتے ہین نماز پنجگانہ مین
بدن معبود کے ڈر سے لرزتا تھا محمد کا

شب معراج دم مین لامکان تک تھے پہونچ جاتے
فزون ہے عرش اعظم سے کہین رتبا محمد کا

اشارہ کرکے اونگلی سے قمر کو دو کیا دم مین
یہ روشن ہر جہان پر معجزا ادنا محمد کا

اسی باعث سے سب نور خدا کہتے ہین مولا کو
کہین آدم سے پہلے نور تھا پیدا محمد کا

٣

سنا ہی مصطفٰے بھی مرتضٰے کے ساتھ آئی ہین
لحد مین نور آئیگا نظر صلوا محمد کا

١٣

شور کعبہ مین ہوا جب ہوی حضرت پیدا
ہوگئے عفو جرائم کے یہ صورت پیدا
زمزمے کیون نکرین مرغ چمن خوش ہوکر
تیرہوین ماہ رجب کی ہی خوشی کا دن ہے
واہ رے زور اوکھاڑا در خیبر دست
تو وہ ہے نور خدا ایک اشارہ جو کرے
شدت ضعف مین جب نام علی لیتا ہون
نائب ختم رسل ہین ہون ازل سے عاشق
یا علی تھی یتیمون کی پرستاری کی
باعث روشنی ظلمت عصیان ہوگا
جس طرح نور محمد کا تھا قبل آدم
یہ وہ ہین جنسے چلی بدر و احد مین تلوار

تو مبارک ہو ہوا رکن شریعت پیدا
میرے دل مین ہوئی حیدر کی محبت پیدا
کہ ہوا رونق بستان رسالت پیدا
آج کعبہ مین ہوے شاہ ولایت پیدا
حق کیجانب سے ہوئی ہاتہ مین طاقت پیدا
ہو دوبارہ ابھی خورشید کی رجعت پیدا
جسم کمزور مین ہوجاتی ہے طاقت پیدا
روز میلاد سے ہے دل مین محبت پیدا
کب ہوا تمسا کوئی صاحب ہمت پیدا
بعد احمد ہوا مہر امامت پیدا
تھی علی کی بھی اوسی شکل سے طلعت پیدا
ایسا ہوگا نہ کوئی صاحب جراءت پیدا

٤

آنکھین ہوجائینگی مردم کی سرون پر ای نور
ہوگی محشر مین جو خاتون قیامت پیدا

١٤

تیری رحمت سے کسی رتبۂ اعلا نہ ہوا
سر نگون بارگہ خاص مین کسکا نہوا
تجھسے افضل کوئی اللہ کا بندا نہوا
رتبہ حیدر کے برابر بھی کسیکا نہوا
دل کو صد شکر کہ عشق رخ زیبا نہوا
کب یہان کفچۂ ثعبان کا تماشا نہوا
کس قیامت کے جنون خیز ہوا چلتی ہی
قاصدا پھر ہمیں یہ زبانی کہہ دے
ایک جہان اور دو قالب تم جہان مین مشہور

بڑہ کے وہ کونسا قطرہ ہی جو دریا نہوا
جھسا در پہ ترے کونسا بندا نہوا
اشرف الناس جہان مین کوئی تجھسا نہوا
جز علی کعبۂ مین خدا کی کوئی پیدا نہوا
وہ نہ بدنام ہوے اور نہ مین رسوا نہوا
نالہ کس روز عصائے کف موسا نہوا
کون ہی وہ کہ جسے زلف کا سودا نہوا
آج بھی وصل پہ راضی وہ ہوا یا نہوا
ترک جو ہمسے ہوے کسکو اچنبا نہوا

دیکھتا دیدۂ مجنون سے جمالِ لیلی
پردہ محمل کا مری آنکھ کا پردا نہ ہوا

نقل کو اصل سے ہوتا نہین عالم مین فروغ
جو رہ مہندی کا چراغ یدِ بیضا نہوا

سرکشی غنچے کی طبیعت مین ہی کب جاتی ہے
پاے خُم تھک گئے پر خم سرِ مینا نہوا

سچ تو یہ ہے نہین ہوتی کی بُرون سے نیکی
ان بتون سے مجھے الفت ہوئی اچھا نہوا

تمسے دلکو بھی پہلو مین جگہ ملجاتی
تجھسے اتنا بھی تو اے سروِ تمنا نہوا

دردِ دل سوزِ جگر کاہشِ جان ضعفِ بدن
کیا کہین ہجر مین اے جان کہ کیا کیا نہوا

خاک ہوکر بھی تو حاسد کی نظر مین کھٹکا
کتنا پیاسا مجھے گردون نی یہ تُرسا نہوا

ساقیا خوب اوڑاتا مین مزے مستی مین
جام آنکھین تو ہوئین دل مرا مینا نہوا

ذکر پہ بوسۂ لب کی خفگی بیجا تھی
بات کہنے مین آتی ہے یہ شکوا نہوا

ای خدا جور بتان تھی جو مقدر مین لکھی
کیسلیے پھر مزا پتھر کا کلیجا نہ ہوا

تیرے دیدار کا مشتاق ہون کن آنکھون سے
دید کا حضرتِ موسی کو تو یارا نہ ہوا

دست رس پای نگارین صنم تک ہوتا
صورتِ نقشِ قدم خاک کفِ پا نہ ہوا

۵

نور ناسخ ہوے آتش ہوے یا برق ہوے
کون انہین سے فنِ شعر مین یکتا نہ ہوا

۱۰

سوال سنکے وہ کہتی ہین بوسۂ لب کا
تری زبان پہ رہتا ہے حرفِ مطلب کا

یہ عشق گیسو و رُخ مین جو اسپ باختہ ہین
وہ دن کا حال جو پوچھین تو مین کہون شب کا

شبِ وصال مین وہ لذتین اوٹھائی ہین
زبان پہ ذائقہ اب تک ہی وصل کی شب کا

بچائے جان مری آکے اوس مسیحا نے
روانہ سوی عدم ہو چکا تھا مین کب کا

براے سیر و تماشا ہے وہ حسین آیا
ستارا اوج پہ ہے آج ماہِ نخشب کا

مثال دیتی ہین شاعر بھبکی کیا اس سے
عقیق مین ہی کہان رنگ یار کی لب کا

نہ چھڑ سکے بالو نہ کسطرح وہ صنم افشان
فلک پہ ہوتا ہے شب کو ہجوم کوکب کا

لگا کے مسی کو عشاق پر ستم ڈھایا
کہ تیتے لوٹ لیا دل دھڑی کی سب کا

تنک مزاج ہین ایسا نہو بگڑ جائین
زبان پہ لا نہین سکتا مین حرفِ مطلب کا

۶

دکھائی شکل ہے کیا وجہ اب تامل کے
درِ حضور پہ حاضر ہے نور کب کا

۱۴

ہاتھ سے سررشتۂ گیسوی جانان چھٹ گیا
تیری نیرنگی سے وہ خورشید تابان چھٹ گیا
موت نے آکر شب غم مین بڑا احسان کیا
اوڑھکر منہ پر دوپٹہ روٹھکر وہ سو رہے
بے سبب کی ترک مجھسے اوس حسین نے دوستی
صورت جیب سحر کرتا گریبان تار تار
نزع مین دیکھا جو مجھکو کم سنی سے ڈر گئے
اونکی کوچے مین مجھے آنے نہین دیتا رقیب
آتی ہی فصل بہاری دل نہ قابو مین رہا
نشہ مین ہمکو جو آئی نہ تھی اعلا خبر
آبلی پاؤن کے پھوٹے کانٹے چبھ کر رہ گئی
چودہوین کا چاند تو بیداغ دیکھا ہی نہین
چشم مست و ناوک جانان کی یہ شہرت اوڑی

دام مین پھنس کر ہمارا طائر جان چھٹ گیا
ساتھ اک مدت کا ای گردون گردان چھٹ گیا
رنج و غم سے روز کے بیمار ہجران چھٹ گیا
وصل کی شب پردۂ ظلمات ہجران چھٹ گیا
حیف کیا شل زلیخا ماہ کنعان چھٹ گیا
یار کا وحشت مین ہاتھون سے گریبان چھٹ گیا
چھٹتے ہی نبضین دل عیسی دوران چھٹ گیا
کیا قیامت ہی کہ بلبل سے گلستان چھٹ گیا
موسم گل مین قفس سے مرغ نالان چھٹ گیا
اوٹھ گیا کسوقت کب جلباب ہجران چھٹ گیا
ساتھ کس کسکا نہ غربت مین پریجان چھٹ گیا
کس طرح دھبا ترا ای ماہ تابان چھٹ گیا
آہوون سے دشت شیرون سے نیستان چھٹ گیا

۷

شکر اللہ سر سے سودا زلف کا جاتا رہا
نور آفت سے اسیر زلف پیچان چھٹ گیا

٦

کوچہ ترا غضب ہی ہوتا ہے دیکھی گیا
گلزار مین یہ جلین گے یا آگ مین جلین گے
بھرتا ہون دم مین اوسکا ورنہ وہ ہی مرتا
یہ درد لا دوا ہی اسکا علاج کیا ہے
ہنگامۂ حشر کا ہی عصیان کا ڈر لگا ہی

رستہ بہت کو ڈھب ہی ہوتا ہی دیکھی گیا
دہر کا یہ روز و شب ہی ہوتا ہی دیکھی گیا
عیسے ہی جان بلب ہی ہوتا ہی دیکھی گیا
آزردہ بے سبب ہی ہوتا ہی دیکھی گیا
سیرے وہان طلب ہی ہوتا ہی دیکھی گیا

۵

کیا دیر کا سبب ہی بیجا نہین تعجب ہے
آتا وہ نور کب ہی ہوتا ہی دیکھی گیا

۱۷

داغ فرقت کسکے لیے سیر اعگر پیدا ہوا
سامنے عشق حقیقی کسکے جگر پیدا ہوا
یان کوئی مضمون طبیعت سے اگر پیدا ہوا

آگ مین جلنے کو کیا مین نوحہ گر پیدا ہوا
داغ اودھر پیدا ہوا لالہ اودھر پیدا ہوا
یہ خوشی دل کو ہجر کی گویا بسر پیدا ہوا

چاند کی منہ پر جلالی سی پڑی ہے چھا گیا
نامۂ شوق اوڑ کر جلا آخر ہوائی شوق مین
اے طبیبو یار کی نازک مزاجی دیکھنا
چھوڑ دے شاید اسے صیاد عاجز جانکر
کوئی اشک چشم کا گاہک نظر آتا نہین
دم مین اکسیر طلا پیدا ہے کو کرتی ہے جوان
بوسۂ سیب ذقن وہ سرو قد دینے لگا
سارے معشوقون مین نامی ہو گئی لیلی اگر
نقد جان دل کو شگفتہ کر کے لیتے ہین حسین
زخم سے سنکر مری کہتے ہین مرغان چمین
ہم جو اس عالم مین تھے معدوم ہین معدوم تھا
مین تو اس موذی کی جلالی سے ہوتا ہون
جب نہ زلفین تھین تو سودا دل کو زلفون کا تھا

یا الٰہی کونسا رشک قمر پیدا ہوا
جب زبانی مین نہ کوئی نامہ بر پیدا ہوا
عطر صندل جب لگایا درد سر پیدا ہوا
مرغ دل اسواسطے بے بال و پر پیدا ہوا
اس صدف مین ای خدا کیون یہ گہر پیدا ہوا
زور بھی پیدا ہوا جسوقت زر پیدا ہوا
تو مرے نخل محبت کا ثمر پیدا ہوا
قیس بھی سب عاشقون مین نامور پیدا ہوا
جب بندھی مٹھی کھلی غنچہ کی زر پیدا ہوا
بلبل شیراز کا مدت مین گھر پیدا ہوا
جب لگی بڑھنے ہماری پود شر پیدا ہوا
بیضۂ افعی سے کیا مرغ سحر پیدا ہوا
ہان فقط سر کی بدولت درد سر پیدا ہوا

۶

نور حسن لینا گر یہ حبشی کے سر جا نکلی
جیسے میرے محبوب کا موی کمر پیدا ہوا

۲۱

مول لیجے اسے یہ مال ہی سستا ٹھہرا
بہک خط مین گنہگار سراپا ٹھہرا
نہ بلا ٹھہری نہ سر پہ کوئی سایا ٹھہرا
مبتلائے غم جانکاہ رہا فرقت مین
بحث نالہ سے ہی تھا دل کے غبارت گیا ہی
ہاتھ رکھکر مرے سینہ پہ وہ رو کر لینے
چاند شرما گیا رخ کے جو مقابل آیا
طلب بوسہ جو کرتا ہون تو وہ ہنستے ہین
پھنس گیا زلف محبوب مین ہوا ہی نصیب
حال ہنستا ہون کا ہجر مین کیا پوچھتی ہو

دل کا اک بوسۂ گیسو یہ ہی سودا ٹھہرا
میرا نامہ مرے محبوب کا پرچا ٹھہرا
سب کے نزدیک تری زلف کا سودا ٹھہرا
درد سینہ مین اوٹھا درد جو دل کا ٹھہرا
قصۂ عشق نہ ٹھہرا کوئی جھگڑا ٹھہرا
کیون اوچھلتا تو نہین اب تو کلیجا ٹھہرا
اے حسین حسن مین تو بدر ہی اچھا ٹھہرا
بیمار تو کا ہیکو ٹھہرا یہ تقاضا ٹھہرا
طائر دل کی لئی جال وہ جھمکا ٹھہرا
دل یہ تڑپا کہ نہ تا صبح یہ اصلا ٹھہرا

توڑ کر چھوڑتے ہیں شیشۂ دل کو میرے — اونکی نزدیک تو یہ کھیل تماشا ٹھہرا
گل شگفتہ ہوئی گلزار میں بلبل چہکی — سبب لطف چمن وہ گل رعنا ٹھہرا
دل کو پایا نہیں میں یاد بتان سے خالی — گھر نہ اللہ کا ٹھہرا یہ کلیسا ٹھہرا
آکے ہنستے ہوئے لاشہ پہ وہ رونا کیسا — میرا مرنا مرے قاتل کو تماشا ٹھہرا
لاکہ کی فکر نہ باریک بنا ہاتھ آیا — کمر یار کا مضمون سبھی عنقا ٹھہرا
گالیاں کوسنے ملتی ہیں عوض بوسن کی — منہ لگا کر اونہیں میرا یہ دہاڑا ٹھہرا
چرخ کی طرح میں ملن رات رہا چکر میں — ایک جا پر نہ کہیں پاے تمنا ٹھہرا
یار کی حشر پہ موقوف ملاقات رہی — آج مشکل ہے مگر وعدۂ فردا ٹھہرا
شام ہوتی نہیں پر عمر گھٹی جاتی ہے — طول میں دن شب فرقت سے زیادہ ٹھہرا
دل مرا لیکے وہ کس ناز سے فرماتے ہیں — اب تمہارا تو نہیں مال ہمارا ٹھہرا

١٢

نور آنے کا کیا یار نے وعدہ کیونکر
کس طرح سے یہ تکیہ ہوا اب کیا ٹھہرا

٢٤

پھر گلگشت چمن وہ ستم ایجاد آیا — رنگ ابھی جمنے نہ پایا تھا کہ صیاد آیا
کھولکر بال چمن میں وہ پریزاد آیا — بلبلو دام لیے دوش پہ صیاد آیا
سر پہ دیکر نہیں وہ ترک ستم ایجاد آیا — میان سے تیغ کو کھینچے ہوے جلاد آیا
عندلیبیں لگیں قمری کی تو دم بھرنے — سیر گلشن کو جو وہ غیرت شمشاد آیا
یا الٰہی ہے یہ حشر کیا کوئی غم کا پتلا — رنج اوٹھانے کو مرے عالم ایجاد آیا
اے بتو ہجر کی تکلیف کو کیا پوچھتے ہو — رنج وہ دل نے اوٹھایا کہ خدا یاد آیا
لطف سے تیرے تصور نہیں خالی اے دوست — حور بنکر مرے آغوش میں ہمزاد آیا
باغ میں نغمۂ بلبل سنے لگا نالا سا — صید خود ہو گیا نزدیک جو صیاد آیا
دم مردن جو تصور تھا لب شیریں کا — بیستہ یہ سمجھا کہ ملک الموت کو فرہاد آیا
صبح کو لطف شب وصل نے بیچین کیا — خوب یہ پیری میں جوانی کا ہیرا یاد آیا
شوق کہتے ہیں اسی شوق اسیری کا ہے — پاؤں پھیلا دیئے خود تیغ تلے جو جلاد آیا
مشتری جتنے ہیں سب یوسفی نظر آتے ہیں — آج بازار میں کیا کوئی پریزاد آیا
صید کو کنج قفس میں نہ پڑی کیونکر کل — آج صیاد سے بھی آگے وہ جلاد آیا

ہون وہ دیوانہ کہ وحشت کو ہے صحرا مین
نجد سے قیس تو کہسار سے فرہاد آیا

روح نکل کہنے لگے دیکھکے صحرا مین مجھے
وامق و کوہکن و قیس کا استاد آیا

محو ایسا ہوا نقشہ کسی صورت نہ کھنچا
پیش محبوب پریزاد جو بہزاد آیا

زعفران زار کی صورت جو بنا تھا مین زار
ذبح کے واسطے ہنستا ہوا جلاد آیا

واے قسمت نہ چمن مین کسی گل نے پوچھا
نالہ کش کیون صفت بلبل ناشاد آیا

شوق دیدار سے آنکھون مین ہے جان مشتاق
کوئی اتنا نہین کہتا وہ پریزاد آیا

معجزے سے نہین کم جذب دل عاشق بھی
بے بلائے ہوے شب کو وہ پریزاد آیا

بعد مردن مری الفت نے اثر دکھلایا
اشک بھر لائے وہ آنکھون مین جو مین یاد آیا

ہون وہ بلبل نہوئی سیر چمن مجکو نصیب
فصل گل آنے نہ پائی تھی کہ صیاد آیا

ہجر احباب نے بیچین کیا فرقت مین
منزل گور مین پہونچے تو وطن یاد آیا

۱۱
نور رہ رہ کے تاسف یہ سبب مجھے آتا ہے
کیون عدم سے طرف عالم ایجاد آیا
۱۷

نہ داد ملتی تو پھر داد خواہ کیا کرتا
خدا کے سامنے عذر گناہ کیا کرتا

خلاف عدل عدالت پناہ کیا کرتا
نگاہ قہر سوے بیگناہ کیا کرتا

کہیگا اپنے وہ یوسف پناہ کیا کرتا
کوئین مجھے وہ جھکاتا مین جاہ کیا کرتا

جو دل پہ رنج ہے اللہ خوب واقف ہے
فراق یار مین حالت تباہ کیا کرتا

گناہگار ہون نازان ہون تیری رحمت پر
مین لیکے ہاتھ مین فرد گناہ کیا کرتا

غریب عاشق بیکس فراق جانان مین
سواے نالہ و فریاد و آہ کیا کرتا

سوا خندہ نہ بتون سے تھا حشر مین منظور
خدا کو ظلم و ستم کا گواہ کیا کرتا

سواے رنج کے حاصل نہین حسینون سے
نہ ترک کرتا جو مین رسم و راہ کیا کرتا

ازل سے رنج شب ہجر تھے مقدر مین
بھلا مین شکوۂ روز سیاہ کیا کرتا

بتون کے خلق مین ہین بیوفائیان مشہور
مین دل مین انکی محبت کی راہ کیا کرتا

شہید کرتے ہین بے نشہ آنکھون کی ڈورے
چڑھا کے سان پہ تیغ نگاہ کیا کرتا

وہ ناتوان ہون نظر پر حشر نہ قاتل کے
شہید جوہر تیغ نگاہ کیا کرتا

گلہ نہ چاہیے غیرون کا کچھ شفیع مجھے
گلہ ستم کی بابت بھلا خیر خواہ کیا کرتا

برنگ دانہ مجھے پیسنا تھا پس چکا
ہین نالش فلک پیچ گناہ کیا کرتا

تو وہ حسین ہے کہ خورشید کو نہین نسبت
نکل کے رات کو گردون پہ ماہ کیا کرتا

ہلادیا دل جانان کو صورت گردون
کبس اور توڑ بہت اپنی آہ کیا کرتا

١٢

عدو تھے تفرقہ پرداز عین صحبت مین
وہ نور لطف سے مجھپر نگاہ کیا کرتا

١٣

نقاب اوٹھاؤ کہ لطف شراب کیا ہوگا
شبانہ عکس تو جام آفتاب کیا ہوگا

ابھی سے قہر ہے فتنہ ہے اک قیامت ہے
ہے کم سنی مین یہ عالم شباب کیا ہوگا

ابھی نگاہ ٹھہرتی نہین ہے گالون پر
عروج حسن مین وہ آفتاب کیا ہوگا

برنگ زلف اولجھنے سے فائدہ ای دل
خموش وہ بت حاضر جواب کیا ہوگا

سوال وصل تو بہتر ہے پر یہی تشویش
پیام بر کو عنایت جواب کیا ہوگا

کروگے مست کسے آج کس کو تاکا ہے
طلب جو شیشے مین شغل شراب کیا ہوگا

جو دوگے عارض سیمین کا اک ہین بوسہ
خسارا اسے صنم لاجواب کیا ہوگا

فراق یار مین تنکے سے چنے وطن چھوٹا
اب اور اسے دل خانہ خراب کیا ہوگا

ذرا سے رنج کی اسے بحر حسن تاب نہین
دل غریب سے نازک حباب کیا ہوگا

جلا بھنا ہوا ہے سوز رشک و حسرت سے
لذیذ دل کے برابر کباب کیا ہوگا

جو غرق بحر خجالت ہو بات کرنے سے
شب وصال مین وہ بیحجاب کیا ہوگا

١٤

نہین ہے ڈر ہمین روز شمار کا اسے نوز
حساب پاک ہے اپنا حساب کیا ہوگا

١٥

جلوہ رخ پرنور کا ہر سو نظر آیا
آئینہ خورشید مین بھی تو نظر آیا

زیر صف مژگان وہ نہین چشم فسونگر
شیرون کی نیستان مین آہو نظر آیا

آنکھون نے خیال لب جان بخش بھولایا
اعجاز سے بڑھکر ہمین جادو نظر آیا

پرتو جو پڑا گال کا خال سر مو مین
تابندہ چراغ شب گیسو نظر آیا

چمکا سر گیسو مین جو افشان کا ذرہ
ظلمات مین اوڑتا ہوا جگنو نظر آیا

تکنے کے نہین دیدہ مخمور علین دورے
باندہی ہوسے تلوار بلا کو نظر آیا

اللہ رسے تیر مژہ یار کا پلہ
سینہ مین دل زار ترازو نظر آیا

دہو کا دہن کلہ اژدر کا ہوا صاف — آنکھوں کو اگر حلقۂ گیسو نظر آیا
دانتوں کا پڑا عکس جو زیور پہ گلی کے — ہیروں سے جڑا بار کا جگنو نظر آیا
کہتے ہین کہ تلوار سے کاٹونگا مین کوچے — اب میری گلی مین جو کبھی تو نظر آیا
دہوکا ہوا خورشید پہ ظلمات کا مجکو — بکھرا ہوا عارض پہ جو گیسو نظر آیا
فانوس مین ہین شمع سر طور کو سمجھا — پردے مین جو اوس حور کا بازو نظر آیا
دم دیکھ کے گلی مین حسرت دیدار مین اسکا — گردن مین جو اوس حور کے جگنو نظر آیا
باز آیا مین مضمون سے بیتابی دل کے — عمدہ نہ دم فکر جو پہلو نظر آیا

۱۸ — حاصل ہوئی اسے نو خوشی عید کی دل کو — جسوقت ہلال خم ابرو نظر آیا — ۱۹

مزا جو ہمنے شب انتظار مین دیکھا — وہ ذائقہ نہ کبھی وصل یار مین دیکھا
کسی مین نام کو بوئے وفا نہین باقی — ہر ایک گل چمن روزگار مین دیکھا
تو مثل ہی نہین رکھتا ہی باغ عالم مین — ترا نظیر نہ اے گل ہزار مین دیکھا
کبھی یہ پیچا نہ نالو نہ دل کسی گل کا — اثر نہ خاک بھی صوت ہزار مین دیکھا
شگفتہ ہو گئے گل صورت دل نوشاہ — یہ لطف ہمنے عروس بہار مین دیکھا
گمان تہا پنجۂ خورشید کا زمانے کو — فروغ رنگ حنا دست یار مین دیکھا
نہ آیا سیر چمن کو وہ غیرت لالہ — یہ داغ تازہ عروج بہار مین دیکھا
جھکائے سر کو وہ بیٹھے رہے تاسف سے — مجھے جو کشمکش احتضار مین دیکھا
تڑپ کے گئے مرسے نالے وہ ہجر مین سنگ — اثر یہ آہ دل بیقرار مین دیکھا
تمہارے گوہر دندان سی ای حسین ٹپک — کوئی گہر نہ در شاہوار مین دیکھا
نہ زلف یار کی بو بس ایک مین پائی — ہر ایک سونگھ کے نافہ تتار مین دیکھا
غزال نے دم ہیئت نہ پائے چمن کو بوٹے لیا — نسیم صبح کا عالم بہار مین دیکھا
ہوا نہ شیشۂ دل صاف گرد کلفت سے — اٹا ہوا اسے سیرون غبار مین دیکھا
صفائے حسن جو کیا چہرہ کا ہوا باعث — جو منہ کو آئنۂ روئے یار مین دیکھا
نہین گرہ نہ خدا نے حساب تک پوچھا — جو مضطرب مجھے روز شمار مین دیکھا
ہین رنگ رنگ کی باغ جہان مین گل بوٹے — یہ لطف صنعت پروردگار مین دیکھا

براے فاتحہ آیا جو وہ حسین شب کو
سفید بال ہوے موسم جوانی مین

فروغ مہر چراغ مزار مین دیکھا
خزان کا رنگ شروع بہار مین دیکھا

۱۵

نصیب بعد فنا نور ہوگئے یاور
جمال مہر امامت مزار مین دیکھا

۱۴

نفس مطلب نہ ذرا وہ بت جاہل سمجھا
چاند کو عارض پر نور کا مین تل سمجھا
ہجر مین شب کو جو کی سیر کواکب مین نے
رہ گیا تول کے جو تیغ مری جانب کو
شام سے تا بہ سحر صورت بسمل تڑپا
عارضی حسن پہ زیبا نہ تھا اتنا ہی غرور
ایک جھٹکے مین کیا جوش جنون مین ٹکڑے
یاد لیلے مین جو صحرا کی طرف جا نکلا
منہ چھپا کر وہ دوپٹہ سے جو شب کو بیٹھے
بے طلب گھر مین جو وہ ماہ دو ہفتہ آیا
گل شاداب جو افتادہ چمن مین دیکھا
اسقدر نغمۂ بلبل سے ہی نفرت اوسکو
تپ فرقت کی حرارت سے لہو جو تھوکا

حیف باطل کو وہ حق حق کو وہ باطل سمجھا
مہر کو عکس رخ حور شمائل سمجھا
برج خورشید کو اوس ماہ کے منزل سمجھا
نہین معلوم کہ کیا دل مین وہ قاتل سمجھا
کشتہ سمجھا یا مگر خاک نہ یہ دل سمجھا
مہر و مہ کو بھی نہ وہ مد مقابل سمجھا
طوق کے اصل نہ کچھ اصل سلاسل سمجھا
ہو بگولا نظر آیا اوسے محمل سمجھا
شمع فانوس مین روشن سر محفل سمجھا
گو مین ناقص ہون پر اک جذب مین کامل سمجھا
صاف مین لخت دل عاشق بیدل سمجھا
چٹکا غنچہ تو وہ گل صوت عنادل سمجھا
کوئی دق سمجھا تو کوئی مرض سل سمجھا

۱۶

عید قربان کیا ذبح جو خنجر سے مجھے
مصلحت نور کچھ اسمین بھی وہ قاتل سمجھا

۱۳

چشم جانان پھرتے ہی دشمن زمانہ ہوگیا
موت آئی وہ جو گھر اپنے روانہ ہوگیا
دوست دشمن ہوگیا اولٹا زمانہ ہوگیا
جب ارادہ اوس مہ خوبی نے زینت کا کیا
روے انور کا مہاسے سے ہوا دونا فروغ
ہاتھ اوٹھا کر اسقدر مانگی دعا جو اصل یار

دل مرا تیر حوادث کا نشانہ ہوگیا
اوسکا جانا میرے مرنے کا بہانہ ہوگیا
انقلاب لکھنؤ بھی اک فسانہ ہوگیا
پنجۂ خورشید بہر زلف شانہ ہوگیا
بخیرت مہتاب عکس رخ سے دانہ ہوگیا
پنجۂ مریم کی صورت خشک شانہ ہوگیا

دور گلچین تھا کبھی گہ دور تھا صیاد کا | باغ عالم مین نہ کس کس کا زمانہ ہو گیا
بعد مردن قبر عاشق کو ہوا حاصل فروغ | شعلۂ برق تجلی شامیانہ ہو گیا
جا پڑا تیر نظر جس پر ہوا دل لوٹ پوٹ | جو نشانہ مین نے تاکا خود نشانہ ہو گیا
آسیائے چرخ کی گردش سے ہون محروم رزق | دانۂ گندم دہن مین سنگدانہ ہو گیا
چہچہے کرتے تھے بلبل کی طرح دن رات ہم | کیا خزان فصل بہاری کا زمانہ ہو گیا
عرش پر پہونچا دماغ بلبل بے خانمان | چار دن گر شاخ گل پر آشیانہ ہو گیا

۱۵ نور سچ کہتے ہین دنیا عالم اسباب ہے | چار دن مین اور ہی کچھ کارخانہ ہو گیا ۱۰

وصل سے شوق وصل یار اچھا | نشہ سے ہے کہین خمار اچھا
آنکھین پتھرا کے ہو گئین شیشہ | نہین اتنا بھی انتظار اچھا
سرگرانی سے سوز دل بہتر | درد سر سے کہین بخار اچھا
سنکے پیغام وصل محبوب سے بھی | تمنے منہ سے کہا نہ یار اچھا
جام سے محتسب پہ دے مارا | سانگ لایا وہ بادہ خوار اچھا
شب کو اے دل ضرور آئینگے | کہہ چکے ہمین وہ بار بار اچھا
ہم سے پوچھو تو سب حسینون سے | حسن مین ہے ہمارا یار اچھا
بوسے سے منہ کو پھیر لیتے ہو | غمزہ سیکھے ہو اے نگار اچھا
وصف گیسو ہو سر بسر موزون | شعر ہوتا ہے پیچدار اچھا

۹ اسکو کہتے ہین خوبیٔ قسمت | نور سمجھا برون کو یار اچھا ۱۶

ہونے سے ادھر پر وہ بت خود کام نہ آیا | اے جذبۂ دل تو بھی مرے کام نہ آیا
منہ دیکھی ہی کی باتین تھین احباب کے سارے | مرنے پہ کوئی دوست مرے کام نہ آیا
کیا پوچھتے ہو حالت بیتابیٔ دل کو | شب بھر کسی پہلو سے مجھے آرام نہ آیا
اوس چشم کا بوسہ نہ ملا وائے مقدر | یارون کی تو حصہ مین یہ بادام نہ آیا
افسوس گئی جان مری ہجر صنم مین | موت آئی مگر وصل کا پیغام نہ آیا
سیکھی ہو فقط چکنی ہی باتون کا بنانا | کچھ چرب زبانی

بہولام کی آ گیا یہ قیامت کا ہی جوبن
اللہ رے جذب دل بیتاب کی تاثیر
کام آئین نہ اے وای عرق ریزیان اپنی
محروم رہا بادہ کشتی سے شب وصلت
مستی مین بہی آنکہون کا رہا دل کو تصور
تہا چاندنی کا کوٹھے کی مہتابی یہ جوبن
سنبل نے بہت پیچ کیے صورت گیسو
دل کو کبہے سودا نہ ہوا زلف پری کا
یہ کلمہ توحید رہا ورد زبان پر

افسوس مرے ہاتہ یہ گلفام نہ آیا
بے آئے ہوے یار کو آرام نہ آیا
تنہا وہ نہانے کبہی حمام نہ آیا
لب تک مرے اس دور مین بہی جام نہ آیا
اس شیشہ کو کب یاد ترا جام نہ آیا
وہ غیرت خورشید لب بام نہ آیا
بر دام مین وہ یار گل اندام نہ آیا
صد شکر کہ مرغ تہ دام نہ آیا
کب لب پہ دم صبح ترا نام سحر آیا

١٩

اے نور بسر عمر ہوئی عیش مین اپنی
کچہ عشق و محبت کے سوا کام نہ آیا

١٤

بادہ عرفان کا جب دل کو مزا ہو جائیگا
دل جو چشمان صنم پر مبتلا ہو جائیگا
کچہ تو کہیے کیا خسارا آپکا ہو جائیگا
رتبہ شاہی ملیگا عشق کی سرکار سے
مردہ لاغر نہوگا کوئی مجہسا خلق مین
بعد مردن ہوگا طرفہ تفرقے کا سامنا
پردہ عارض سے جو اوٹہیگا وہ مہرو دکہنا
ڈہونڈ لین گے تیرے گہر کی راہ جذب شوق مین
پیشانی کا بوسہ دینگے اوج حسن مین
سبکی ذلت رہجائیگی باقی تہا قیا
ہو ہی نہایت وہ پری نازک دماغ
تیغ ابروے صنم تیغ قضا سے کم نہین
غم دل سینہ مین ہر دم بہر بہر آتا ہی عبث
یان کہاکر لاش پر آیا جو وہ قتال خلق

تلخ سب دنیا کا اوسکو ذائقا ہو جائیگا
ہر حباب بحر اپنا آشنا ہو جائیگا
دوگے اک بوسہ جو عارض کا تو کیا ہو جائیگا
چتر سر پر سایہ بال ہما ہو جائیگا
بعد مرنے کے کفن بند قبا ہو جائیگا
روح تن سے گوشت ناخن سے جدا ہو جائیگا
پنجہ خورشید تک دست دعا ہو جائیگا
خضر دل غربت مین اپنا رہنما ہو جائیگا
پست دل کا عاشقون کی حوصلا ہو جائیگا
باقی ساقی جو جہان مین ہی فنا ہو جائیگا
بوجہہ سے صندل کی درد سر سوا ہو جائیگا
اک اشارے مین ہمارا سر جدا ہو جائیگا
ایک دن قید تعلق سے رہا ہو جائیگا

١٠

خون کا ان نور حاصل خون بہا ہو جائیگا

کیون فلک سے رتبہ عالی ہو نہ مشت خاک کا
نور آدم سے کہین پہلے تہا جسم پاک کا

کیون عبث پابند ہی منعم نئی پوشاک کا
خاک کا پیوند ہے اک روز پتلا خاک کا

خوبصورت جسم ہو تو لطف ہے پوشاک کا
زیب تن ہونے سے جوبن ہو گیا [illegible] کا

تیرے باعث سجدہ گاہ قدسیان عرش ہے
واہ کیا منزل اعلے رتبہ ہی خاک پاک کا

سوت آئی جسطرف ترچہی نظر کے یار نے
سب یہ جوہر کہل گیا تیغ بت سفاک کا

بالیان کانون کی دیوانہ بنائین گی مجہے
تنکے چہوانے گا عاشق کو یہ تنکا ناک کا

پابرہنہ جوش مستی مین ہو صحرا کو گیا
رند سمجہے آبلون کو ہے یہ خوشہ تاک کا

لاکہہ وہ کپڑے اوتارین لطف سابق اب کہان
روپ دلہن کہب گیا ہی ملگجی پوشاک کا

اے صنم عاشق پہ اتنی بہی کڑی اچہی نہین
موم سے دل نرم ہوتا ہی سوا غمناک کا

۲۱
نور اوس خورشید کے اختری دانتون کی چمک
عکس دندان سے کرن ریشہ بنا مسواک کا
۸

دل وقت سے چہوٹ کر زلف پریشان مین رہا
چاہ سے یوسف اگر نکلا تو زندان مین رہا

سبکی نظرون مین کہٹکتا بزم جانان مین رہا
خار بنکر ہمرہ گل مین گلستان مین رہا

یہ رسائی دیکہنا میرے دل صد چاک کی
شانہ بنکر ہد تون زلف پریشان مین رہا

ماہ کا پرتو پڑے جسطرح جو کی آب مین
یون خیال رخ ترا اس چشم گریان مین رہا

کیچلی سا اوسکے بالون مین ہی موباف زری
کہال کہینچ سانپ کی کیون سنبلستان مین رہا

آگیا اوس شعلہ رو کے ساتہ سونے سے عرق
گرم پہلو اپنا ہے اوڑہے زمستان مین رہا

کچہ نہین کہلتا الہی کون سا ہے یہ طلسم
تا قیامت جو گیا گور غریبان مین رہا

۲۲
جتنا رونے آتش فرقت بڑہتی ہی گئی
نور گہر جلتا ہمارا عین باران مین رہا
٦

سارے عالم مین مجہے رسوا کیا
اے دل ناداں یہ تونے کیا کیا

تو ہمارا کون ہے ناصح خموش
جسکو چاہا دل دیا اچہا کیا

کہول کر گنڈی جو ہین دیکہا مجہے
کیا ہی جہٹ پٹ بند دروازا کیا

یاد دندان مسی مالیدہ مین
مثل شبنم شب کو مین رویا کیا

شام سے تا صبح تیری یاد مین
مرغ دل لوٹا کیا تڑپا کیا

۲۳ ۷

زندگی کہو کر بلی شہر مند گی
نور تمنے کیا اٹھا تھا کیا کیا

پہر گل رخسار ہو لا گہر گلابی ہو گیا
چھت گلابی ہو گئی بستر گلابی ہو گیا

جب اوٹھایا ہاتھ مین جام بلورین یار نے
پھول سے باہین جو تھین ساغر گلابی ہو گیا

ہے تمہارے اکیہ رنگ سرخ کا ادنا اثر
سر مین جو ڑا اسے میری پیکر گلابی ہو گیا

کند نے رخسار نے وقت غضب لایہ رنگ
اشرفی کا پھول سر تا سر گلابی ہو گیا

ہو گیا رنگ حنا ہلکا تو ڈوبا خون مین ہاتھ
زرد ہو کر خسرو خاور گلابی ہو گیا

اشک گلگون چشم عاشق سے اگر جاری ہوے
دیکہنا سب دامن محشر گلابی ہو گیا

۲۴ ۹

عکس ہونے مین جو اونکے روے گلگون کا پڑا
نور تکیے اور سب بستر گلابی ہو گیا

موسم طفلی جانان مین ہی بسر ہو گیا
طوق منت کا مرے گردن کو خنجر ہو گیا

بعد مردن دونون کا رتبہ برابر ہو گیا
عاقبت شاہ و گدا کا ایک بستر ہو گیا

خلق کی نظرون سے پنہان میرا پیکر ہو گیا
اک کمر کے عشق مین ایسا مین لاغر ہو گیا

صبح کو گلشن مین ساقی کی صبوحی کے لیے
اوس دارو ہو گئی ہر پھول ساغر ہو گیا

اسقدر طوق و سلاسل نے کیا دل باغ باغ
زیور آہن مجھے پھولونکا زیور ہو گیا

تیرے دروازے کی مٹی لیکے اور خاک کیا
صاحب اکسیر مین بیٹھا تو انگر ہو گیا

عاقبت وہ بھی اوسی کافر کا دم بھرنے لگا
سرو سا قد دیکہکر قمری کبوتر ہو گیا

بعد مدت داد دیے مجنون مینا یا دل جنون
دامن صحرا مجھے دامان مادر ہو گیا

۲۵ ۱۰

بوسہ پیشانی کا جب مانگے دیا اوس ماہ نے
نور کا یہ رایت کو مقسوم یاور ہو گیا

بیٹھا جو اوس سانگی بین نہ پہر عمر بہر اوٹھا
مرکر در صنم سے مین شوریدہ سر اوٹھا

ساقی ہمین بھی دے قدح رشک آفتاب
مشرق کی سمت آج تو ہی ابر تر اوٹھا

کوہ ملال ہے ہمین مضمون فراق کا
نامہ تمہارے سامنے سے نامہ بر اوٹھا

کیون دیکہکر نہ زلف صنم نعرہ زن ہو دل
طاؤس بولتا ہے جہان ابر تر اوٹھا

لاغر وہ ہون کہ بار گران تہا کفن مجھے
بعد فنا نہ جسم سے رخت سفر اوٹھا

وہ اوٹھ کے گیا جاکہ بپا حشر ہوگیا
فتنہ چمن مین یار کے ہر گام پر اوٹھا

ہجر صنم مین رنج رہا اک نیا مجھے
سو قوف درد دل ہوا درد جگر اوٹھا

مفلس کا کام کچھ نہین یان زر کا کھیل ہے
عاشق ہر سیمبر کا جوانی دل توڑ کر اوٹھا

اوس غیرت مسیح سے کہیو یہ قاصدا
دنیا سے تیرا عاشق شوریدہ سر اوٹھا

۲۶ — جاگے شب وصال بھی میری نہ بخت نور
سویا جو یار شام سے وقت سحر اوٹھا — ۱۰

تپ غم سے یہ ناتوان ہوگیا
کہ چشم جہان سے نہان ہوگیا

کیا ہجر نے باغ دل پائمال
چمن اپنا صرف خزان ہوگیا

گیا میرا گر وہ جو گلزار مین
تو پتون مین ہر گل نہان ہوگیا

مرے گھر مین آیا جو وہ مہروش
تو خورشید منزل مکان ہوگیا

ترا ذکر کرتا ہون دن رات مین
ترا نام ورد زبان ہوگیا

نکل آیا پردے سے باہر وہ تب
خدائی کا جلوہ عیان ہوگیا

قطعہ

زر و مال کچھ کام آتا نہین
روانہ عدم کو جہان ہوگیا

لب گور منعم سے آئی صدا
کہ سر بہ سر اک استخوان ہوگیا

نہ بنتا ہی بجلی اب آنکھون مین شک
ہر اک عضو دیدہ اندھا کوان ہوگیا

۲۷ — فن شاعری نور کام آئیگا
جو پیدا کوئی قدردان ہوگیا — ۹

چہرا بکھری ہوئی زلفون ہی جو پنہان ہوگا
رات ہو جائیگی ظلمات گلستان ہوگا

عاشق مصحف رخسارہ جانان ہوگا
ہندو سے چرخ بھی اک روز مسلمان ہوگا

اکدن مجھ پہ یہ احباب کا احسان ہوگا
مرا تابوت سر دوش عزیزان ہوگا

بیچ مین لائینگے کسکو مری مرنی کے بعد
کون وابستہ گیسوے پریشان ہوگا

دیکھ لے آج بہار چمن دہر اے دل
گل نہ یہ گل نہ یہ غنچہ نہ گلستان ہوگا

اپنے مرنے کا اگر غم ہے تو ایجان سہی
کون جاروب کش گور غریبان ہوگا

اہل محشر بھی جلائینگے تو یہ توبہ
دست بلبل مین جو گلچین کا گریبان ہوگا

روشنی کے نہ مجھے قبر مین ہوگی پروا
داغ دل صورت خورشید درخشان ہوگا

٢٠ نور آئے گا مرے گھر میں جو شب کو قمر
منزل ماہ مرا کلبۂ احزان ہوگا ١٤

وہ آتے آتے گھر کو جو اپنے پلٹ گیا
ہنسکر ہمارے سامنے سے جب وہ ہٹ گیا
دہی کی طرح بستر غم پر پڑا ہوں میں
دیکھا جو میرے پاس اوسے رنجیدہ ہو گئی
تنہا جو وہ ملے تو مجھے عید ہو گئی
پیتے ہی مے کے پھوٹ گیا دل کا آبلہ
بوسہ جو مانگا زلف کا میں نے گھڑی گھڑی
اے سرو حسن باغ میں بجلی چمک گئی
جھنجھلا کے میرے کپڑوں کے پرزے اوڑا دیے
ایسا میں بیقرار ہوا ہجر یار میں
بندش نے ہوئے صاف کو پیچیدہ کر دیا
دل میرا محو یاد الٰہی تھا اے بتو

ثابت ہوا ہمیں کہ نصیبا اولٹ گیا
اے نور روتے روتے کلیجا اولٹ گیا
ایسا فراق گیسوئے جاناں میں لٹ گیا
غیروں کا رنگ نرد کے مانند کٹ گیا
اونکو اکیلا پا کے گلے سے لپٹ گیا
حدت سے آفتاب کے انگور پھٹ گیا
بولے کہ تو بلا کی طرح کیوں لپٹ گیا
سونے میں روئے گل سے دوپٹہ جو ہٹ گیا
وقت وصال مجھسے دوپٹہ جو پھٹ گیا
فرش زمیں تڑپنے سے میری سمٹ گیا
ڈورے کی طرح زلف کا مضمون بٹ گیا
تم آئے سامنے تو مرا دھیان بٹ گیا

٢٩ مصرع لگا نہ مصرع قامت پہ چست نور
جو شعر میں نے نظم کیا بس وہ چھٹ گیا ١٥

پرستان میں رہتا ہے چرچا تمہارا
نہیں کون ایجان شیدا تمہارا
کہیں شب کو جاگے ہو آنکھیں چڑھی ہیں
یہی آرزو ہے پس از مرگ ہمکو
جو بوسہ طلب کرتا ہوں کہتی ہیں وہ
شب ہجر میں وہ چمک کر جو نکلا
کیا فتنۂ شامنے جامے سے باہر
نہیں ایسی دلچسپ کوئی کہانی
اکیلا مکان ہے تو پھر خوف کیا ہے

بہت دور پہونچا فسانا تمہارا
خریدار ہے اک زمانا تمہارا
کچہ اوترا ہے ای جان چہرا تمہارا
کفن ہو ہمارا دوپٹا تمہارا
نہیں ہمکو بھاتا تقاضا تمہارا
ہوا چاند پر مجکو دھوکا تمہارا
ارے کھل گیا شب کو پردا تمہارا
عجائب ہے قصہ ہمارا تمہارا
اوسے چلنے لگا کیوں کلیجا تمہارا

نکلتی ہے ہر بات مین اک نہ اک تہ
سخن جو ہے وہ ہے لطیفا تمہارا

سحر تک رہین دل سے باتین تمہارے
رہا تذکرہ شب کو کیا کیا تمہارا

دم نزع مجسے مسیحا نے پوچھا
کدہر کو ہے یا ن سے ارادا تمہارا

تمہارے دہن مین مجے گفتگو ہے
نہ مجہسے کہلا یہ معما تمہارا

وہ کہتے ہین رو رو کے لاشے پہ میرے
کن آنکہون سے دیکہون مین مردا تمہارا

٣٠ ٨

یہ کس زلف کا نور سودا ہوا ہے
گریبان نہ ہے کیون پارہ پارا تمہارا

قدِ صنم جو بڑہا نور آفتاب گہٹا
رخِ عروس فلک پر ہوئی نقاب گہٹا

جو ایکبہ گوشۂ دامن کبھے نچوڑ دین ہین
تو صورتِ کفِ دریا ہوا آب گہٹا

یہ کسکے سوگ مین ہین گیسوئے صنم یارب
برنگ دود جو کہاتے ہی پیچ و تاب گہٹا

کشش جو ابروے خمدار کے نظر آئی
ہلال بنگیا دم مین یہ ماہتاب گہٹا

ہمین ہین بادہ کشی کا ہے قصد ساقی کا
فلک پہ چہائے الٰہی کہین شتاب گہٹا

دو پٹہ اوڑہ کے نکلا جو آسمانی یار
تو اوسکے عکس سے نیلی ہوئی شتاب گہٹا

سیے شراب کہ موقع ہے بادہ خواری کا
اوٹھی ہے کعبہ کی جانب سیاہ تاب گہٹا

٣١ ١٤

صفاے عارضِ انور تو کہو دیا خط نے
زمانہ حسن کا ای نور کیا شباب گہٹا

بسانِ غنچہ دل بستا ہے میرا
برنگ گل جگر خستا ہے میرا

گذر زلفون مین پیوستا ہے میرا
سدا ظلمات مین رہتا ہے میرا

سمجہکر شاخ گل بیٹھے ہے بلبل
گلون سے ہاتھ گلدستا ہے میرا

نہ کیجے مول تول اے بندہ پرور
کہ اک بوسہ پہ دل سستا ہے میرا

خمِ ابرو کو دکہلا کر یہ بولے
قیامت نیمچہ کستا ہے میرا

نئی بستی بسائی ہے بتون نے
دلِ آباد نو بستا ہے میرا

سمجھتا ہے صفِ مژگان کو وہ ترک
کہ یہ اوترا ہوا دستا ہے میرا

نہ کیونکر گیسوے مشکین سے بہاگون
یہ کالا ناگ دل ڈستا ہے میرا

قدِ جانان ہے سولی زلف پہانسی
مین مجرم ہون گلا پہنستا ہی میرا

ہے اوسکی شان ہے یہ اوسکی قدرت
مین روتا ہون عدو ہنستا ہے میرا

تڑپتا ہے جو گیسو مین تمہارے
یہ دل فتراک مین لبتا ہے میرا

بتون نے کردیا ایسا گرانبار
کہ پتھر مین قدم دھستا ہے میرا

گلے کا ہار ہو جائے گے بلبل
گلون سے پیرہن لبتا ہے میرا

۳۲
چلا چل نور تو سیدہا عدم کو
کہ یہ دیکھا ہوا رستا ہے میرا
۱۰

دو مہینے سے ہون اے چرخ ستمگار جدا
اک یہ ہفتہ تو نہو مجہسے مرا یار جدا

میان سے کرتا ہے وہ ترک جو تلوار جدا
تن سے ہوتے ہین اسر عاشق غمخوار جدا

اور معشوق مین یہ غمزہ و عشوہ ہی کہان
تیرا انداز زمانی سے ہے اے یار جدا

چشم مخمور سے کیونکر نہ ملین ہونٹون کو
لب سے کس طرح یہ ساغر کرین میخوار جدا

اے مسیحا تری آنکہون پہ ہین عاشق دونون
دل بیمار جدا نرگس بیمار جدا

بار احسان خلائق سے مجہے نفرت ہے
رہے کیونکر نہ مری سقف سے دیوار جدا

دل صد چاک پہ اک پیچ نیا پڑتا ہے
زلف کا شانے سے ہوتا ہی جو ہے تار جدا

عمر بہر ساتہ نہ اے رشک پری چہوڑونگا
سایہ کی شکل سے ہونگا نہین زنہار جدا

ڈہونڈا کا ہے تو ہے پاس صنم بہی ایدل
شیخ تسبیح سے کیونکر کرے زنار جدا

۳۳
اک گہڑی رہنے نہین پاتا فلک کے ہاتہون
مین جدا رہتا ہون اے نور مرا یار جدا
۱۰

خیال ہو نہ دگی دل رات دن سفر مین رہا
ہمیشہ ڈر مجہے رہزن کا رہگذر مین رہا

تصور رخ پر نور چشم تر مین رہا
کہین رہا وہ پری رو مری نظر مین رہا

نہ تندرست کبہی ہجر سیمبر مین رہا
جو دل سے درد گیا دم ہٹا جگر مین رہا

جو دل کو عشق حسینان نہو نہو ورنہ
ہجوم کب نہ بتون کا خدا کے گہر مین رہا

پیام یار کو سنکر ہوا مین شادی مرگ
مین جان سے گیا خط دست نامہ بر مین رہا

تمام خلق نے آنکہون مین دی جگہ اوسکو
وہ پتلیون کی طرح چشم بشر مین رہا

شب فراق مین تڑپا کیا دل مضطر
قرار سے نہ گہڑی بہر بہی رات بہر مین رہا

یہ خشک ہو گئے آنسو کہ بنگیا موتی
کوئی سرشک کا قطرہ نہ چشم تر مین رہا

شب وصال نہ پہلو سے جا سکے اوٹھ کر
کبھی گلے مین رہا ہاتھ گہ کمر مین رہا

۲۴

بنا وہ کام نہ مجھسے جو کام کا تھا نظر
معاملات رہے فکر اخذ و جر مین رہا

۱۱

زندگی بھر تو نہین یار کے در سے اوٹھا
مر کے مردہ مرا اوس شوخ کے گھر سے اوٹھا

آپ سے کوچۂ جاناں سے تو کب اوٹھتا ہین
وہ اوٹھایا بھی گیے تو بھی نہ ہم در سے اوٹھا

عشق بھر یار کے گیسو کا ہوا ہے دلکو
جوش سودے کا دوبارہ مرے سر سے اوٹھا

گرمیان تیری جو یاد آئین شب فرقت مین
جل بجھا ایسا دھوان سوز جگر سے اوٹھا

جوش گریہ نے کیا زورق گردون کو تباہ
زور طوفان مرے دیدۂ تر سے اوٹھا

سامنا غم کا ہوا بین غوشے مین مجکو
دل مرا بیٹھ گیا یار جو بر سے اوٹھا

کر دیا کنج قفس موسم گل مین کسنے
دانہ پانی مرا صیاد کے گھر سے اوٹھا

اونکے پازیب کی جھنکار سے اک حشر ہوا
لوگ چلائے کہ فتنہ یہ کدہر سے اوٹھا

تندرستی سے نہ اک پل شب غم مین گذری
دل مین ٹھہرا جو کبھی درد جگر سے اوٹھا

اوٹھے دنیا سے ہمیں تو کہا حیدر نے
سایۂ رحمت باری مرے سر سے اوٹھا

وہ گرانبار ہے کوہ غم جانان اے دل
نہ فرشتے سے نہ جن سے نہ بشر سے اوٹھا

مجھسا بے حس بھی زمانے مین بہت کم ہوگا
جب گرا سایہ کے مانند نہ در سے اوٹھا

صاف مجنون کو ہوا محمل لیلی کا یقین
کہ بگولہ جو کوئی راہگذر سے اوٹھا

۲۵

نور موباف جو ڈالا تو نزاکت کے سبب
بوجھ چوٹے کا نہ اوس گل کی کمر سے اوٹھا

۱۲

آنکھون مین گہر اشک کا قطرا نہین ہوتا
اس سیپ مین موتی کبھی پیدا نہین ہوتا

اقرار تمہارا کبھی پورا نہین ہوتا
کس روز اجی وعدۂ فردا نہین ہوتا

ہونے کو تو انسان پہ کیا کیا نہین ہوتا
فرقت کا مگر رنج گوارا نہین ہوتا

وارفتہ ہمارا دل شیدا نہین ہوتا
جب تک کہ کبھی زلف کا سودا نہین ہوتا

کہنے دو اگر خلق برا کہتے ہی مجکو
وہ کون ہے جو عشق مین رسوا نہین ہوتا

کیون چور نہ ہو شیشۂ دل سنگ الم سے
پتھر کا بشر کا تو کلیجا نہین ہوتا

ممکن نہ ہو سکے مرض عشق سے صحت
یہ روگ ہے وہ روگ کہ اچھا نہین ہوتا

فیض قدم یار سے شمشاد کی صورت
سرسبز مرا نخل تمنا نہین ہوتا

اللہ رے نور رخ انور کے تجلی
رخون مین نہان چاند سا چہرا نہین ہوتا

اللہ بچائے مرض عشق بتان سے
بیمار محبت کبھی اچھا نہین ہوتا

درد و الم و رنج و تعب حزن و مصیبت
کیا تم سے کہین ہجر مین کیا کیا نہین ہوتا

۲۶

آنسو جو بھرے آنکھون مین گرتے نہین اے نور
کوزے مین کبھی بند یہ دریا نہین ہوتا

کچھ نہ کچھ اونکا پتا اے نامہ بر ملجائیگا
گر نہ وہ تجھکو ملین گے اونکا گھر ملجائیگا

اے دل بیتاب سرگرم تلاش یار رہ
جستجو لازم ہے وہ رشک قمر ملجائیگا

مین یہ سمجھونگا مرے ہاتھ آگیا آب حیات
اوس لب جان بخش کا بوسہ اگر ملجائیگا

نارستان تک رسائی ہوگی نیری ہاتھ کی
بس ہین گر وہ سرو قد آیا ثمر ملجائیگا

موشگافی روز کرتا ہون مین فکر شعر مین
کوئی تو باریک مضمون کمر ملجائیگا

مدتون سے اونکے دانتون پر ہار دہت گر
یہ یقین ہے بوسہ سا ک گہر ملجائیگا

بعد مردن ساتھ جائیگا غم ہجر صنم
عشق کی سرکار سے زاد سفر ملجائیگا

سوت بہتنا سامنے ہر ایک کے اچھا نہین
اتنا رونے سے تجھے کیا چشم تر ملجائیگا

حسن کا دیوانہ ہون مفلس نہین رہنے کا مین
درہم داغ جنون مثل قمر ملجائیگا

۲۷

نور رجا کے ہم رہین گے زیر سایہ یار کے
اونکے گھر کے پاس کوئی گھر اگر ملجائیگا۔

معمور بسکہ نور رخ یار ہو گیا
خورشید چشم روزن دیوار ہو گیا

کاہیدہ ایسا ہجر مین ای یار ہو گیا
باریک بال سے بھی تن زار ہو گیا

موزون جو وصف ابروی خمدار ہو گیا
مصرع ہر ایک بیت کا تلوار ہو گیا

عاشق جو تیرے آنکھون پہ ای یار ہو گیا
بیمار اور بھی دل بیمار ہو گیا

بعد از فنا کھلا گل داغ فراق یار
تختہ لحد کا تختۂ گلزار ہو گیا

اوسکا خرام دیکھ کے شش ہو گیا فلک
ثابت ہر ایک اختر سیار ہو گیا

آتا ہے منہ لگائے ترے رخسار مین
خط کیا بنا کہ آئنہ رخسار ہو گیا

اس ناز سے وہ آئے کہ ہر ہر قدم پہ مین
پامال مثل سبزہ گلزار ہو گیا

یوسف سے کبھی سوا ہو تو بازار حسن میں
تیرا تو ہر حسین خریدار ہو گیا

اوس طفل برہمن کو یہ گھبرا شب وصال
تار نگاہ رشتۂ زنار ہو گیا

مثل کمان نہ غم سے خمیدہ ہوں کس طرح
دل صید ناوک مژۂ یار ہو گیا

سکتا سا ہو گیا رخ محبوب دیکھکر
میں ایسا محو جلوۂ رخسار ہو گیا

مجکو شہید ناز کیا چشم مست نے
ڈورا تمہاری آنکھہ کا تلوار ہو گیا

او غیرت قمر ترے دانتوں کی یاد میں
ابر مژہ بھی ابر گہر بار ہو گیا

سبزہ نکل کے عارض انور پہ یار کے
زخم جگر کو مرہم زنگار ہو گیا

لاغر ہوا ہے جسم یہ اوس گل کی یاد میں
گل تھا کسی زمانے میں اب خار ہو گیا

۳۸
رویا ہے چشم آبلہ سے کون اشک خون
صحرا میں نور سرخ جو ہر خار ہو گیا
۱۴

سودا ہے دلکو گیسو و رخسار یار کا
بیعانہ ہے یہ الجھن لیل و نہار کا

جوہی میں روپ دیکھنا پھولون کی ہار کا
سنبل پہ کیا ہجوم ہوا ہے بہار کا

رخ پر عجیب لطف ہے گیسوی یار کا
نقشہ لگا ہوا ہے حلب میں تتار کا

تعویذ حول دل کا ملا ہمکو بعد مرگ
تختی بنی ہے یشب کی تختۂ مزار کا

دروازہ کیطرف لگی رہتی ہے ٹکٹکی
آنکھون کو گھن لگا ہے تری انتظار کا

ابرو نہیں ہیں مصحف رخسار یار پر
سایہ زمین کعبہ پہ ہے ذوالفقار کا

ذرون کی طرح کیون نہ ستارے نظر پڑین
غازہ ہے روے مہر پہ اپنے غبار کا

جلدی سے مے وصال سے بدمست کر ہمین
ساقی ہے چل چلاؤ یہ موسم بہار کا

عشق غزال چشم میں وحشت گلے پڑی
پر بستہ ہے یہ مرغ گریبان کے تار کا

ہلتے ہین گاہوارے کے مانند آسمان
اللہ رے زور آہ دل بیقرار کا

کیونکر برنگ نافہ معطر نہو دہن
بوسہ لیا ہے گیسوے مشکین یار کا

کہتے ہین آسمان جسے وہ دود آہ ہے
پرتو ہے آفتاب ہمارے شرار کا

مچھلی کی طرح بر مین تڑپتا ہے رات دن
کیا پوچھتے ہو حال دل بیقرار کا

۳۹
اے نور میرے دل مین ہزارون ہی داغ ہین
عاشق ہوا ہون جب سے مین اک گلعذار کا
۱۱

محفل مین سب کی ہونٹ نہ ہو رنگ پان کا
یہ بھی اسے ہے فیض عام ترے خاصدان کا

آخر مزے مین بوسۂ لب کی مین مر گیا
انسان کے حق مین زہر ہے چسکا زبان کا

حسن ملیح مین نمکینی ذرا نہین
پکوان پھیکا ہے تری اونچی دکان کا

مد نظر ہے گریۂ عاشق جو اے نسیم
سنولاتے ہین لباس وہ شبنم کی تھان کا

یان مرغ دل شکار ہوا تیر ناز کا
وان کھنچنے نہ پائے وہ چلا کمان کا

بے گوشت ہو گئی ہین گریزان سگ ہما
گاہک نہین ہے کوئی مرے استخوان کا

سر رکھکے سوؤن جبین سی کیا تمام شب
تکیہ سے ملے جو یار پری وش کی ران کا

شربت کی گھونٹ پیتا ہون اے جان آج تک
بھولا نہین مزا ترے میٹھی زبان کا

کیونکر نہ انس حب تسبیحی نہین ہو یار کی
انسان کی ہی شکل پہ دہوکا ہے جان کا

آنکھین نہین ہین بادہ گلگون سی لال لال
مخمل ہے سرخ خنجر قاتل کے میان کا

کیا دیگا بوسہ لب رنگین وہ صنعت نور
شرمندہ آج تک نہین مین ایک پان کا

(۷۱)

پاٹ ملتا ہی نہین حد سے کنارا بڑھ گیا
ہم جو دریا پہ زار روئے تو دریا بڑھ گیا

مثل خورشید قیامت داغ اپنا بڑھ گیا
بال کیا اونکے بڑھے سودا ہمارا بڑھ گیا

مر گئے ہم پرتو رخسار جانان دیکھکر
وصل کی شب کو چراغ زیست اپنا بڑھ گیا

دو گھڑی میرا جدا رہنا اونہین دشوار ہے
چند دن کی صحبتون مین ربط کیا بڑھ گیا

آمد فصل بہاری مین مین دیوانہ ہوا
ابکی اگلے سال سے بھی داغ سودا بڑھ گیا

وادی وحشت مین چلتے چلتے آخر تھک گئے
ناتوانی کے سبب کوسون یہ صحرا بڑھ گیا

اے جنون اب مجکو طوق آہنی درکار ہے
طوق منت کا گلے سے اونکی کب کا بڑھ گیا

اوج ہے بے فیض انسان کا تنزل کی دلیل
پست ہی نظرون مین گو قد سے بھی سایا بڑھ گیا

اونکا جب عاشق تھا مین تب وے مرے عاشق نہ تھے
میری جب الفت گھٹی تب انس اونکا بڑھ گیا

عشق کی منزل کبھی سرعت سے طے ہوتی نہین
منزل اول سے ہر منزل کا رستا بڑھ گیا

پرتو عارض سے ذری مہر انور بن گئے
کیمیا اعلی کی طرح ادنا کا رتبا بڑھ گیا

منہ شب وصل صنم اپنا دکھاتے ہی نہین
روز ہجران روز محشر سے زیادہ بڑھ گیا

آفتاب حشر کا خال جبین پر شک ہوا
اے قمر کیا تیرے طالع کا ستارا بڑھ گیا

اونکو آزردہ جو پایا غم ہمین ہیہ ہوا
اوٹھ کے پہونچا قیس مجنون محمل لیلی کی پاس
آج کل اوس مہ کا مائل ہی دو بالا حسن ہے

ہنس کے جب بولے وہ ہمنے اون کا اقرار لیا
دو قدم آگے اگر صحرا مین ناقا بڑھگیا
سال بھر مین المضاعف قد بالا بڑھگیا

۴۱
نور سارے شہر کو سورج گہن کا شک ہوا
چار دن سے گر زیادہ رخ پہ سبزا بڑھگیا
۱۱

عشق نے دامن وحشت جو ہمارا کھینچا
وہ حسین تو ہی مصور نے جو نقشا کھینچا
شکل ہر دائرہ مین اوسکی نظر آتی تھی
بیوفا یار کو غیرون کا پڑا پایا یہ تھا
تو وہ عرش کے بھی پار گیا ناوک آہ
یاد ن کیون شوق سے پہلا ہمین نہ تھا ہونگی حضور
نہ اوٹھا کر وہ لگے کوسنے دینے مجکو
آنکھین پتھرا گئین نور آنکھون مین معلق نہ رہا
آج تو کرتا ہے بلبل پہ ستم او صیاد
خلش نوک مژہ کا جو مزا یاد آیا

گہ سوے کوہ گہ جانب صحرا کھینچا
جسم انسان کا تو حور کا چہرا کھینچا
کلک پرکار سے نقاش نے نقشا کھینچا
چہٹ گئی بہیڑ جو پائے پہ طپنچا کھینچا
یاد مین اوس قد بالا کے ہے نالا کھینچا
ہاتھ دنیا سے فقیرون نے جو بیٹھا کھینچا
نہ خود رستے یار کا مین اونسے جو دو پیالا کھینچا
انتظار ایسا ترا اسے بیت اتر کھینچا
پوست گل حشر کے دن جائیگا سہرا کھینچا
ایک بہی آبلہ پا سے نہ کانٹا کھینچا

۴۲
پاس سے بہی نہین پہچانتا کوئی ای نور
یہ تپ فرقت محبوب کا صدما کھینچا
۱۰

زلف جانان پر جو دل مفتون ہوا
دو ہی فقرون مین وہ بت مفتون ہوا
مرگیا دست حنا سے دیکھکر
رفتہ رفتہ بڑھگیا سودای زلف
عشق صادق کھینچ لایا یار کو
یاد وہ خوش قد جو آیا وقت فکر
مرگیا آخر فراق زلف مین
عکس زلفون کا جو عارض پر پڑا

قیس کے مانند مین مجنون ہوا
میرا افسانہ اوسے افسون ہوا
دل کے ہاتھون مفت میرا خون ہوا
دمبدم عشق صنم افزون ہوا
جذبۂ الفت کا مین ممنون ہوا
سرو ہر اک مصرع موزون ہوا
کشتۂ گیسو دل محزون ہوا
نیلگون رخسارۂ گلگون ہوا

ساتھ سویا آ کے وہ خورشید رو | اپنا بنگلہ غیرت گردون ہوا

۴۳

نور مضطر تھا شہید تیغ ظلم
کربلا مین اسلئے مدفون ہوا

۱۷

شبہہ سے ہونٹون کو مین لعل بدخشان سمجھا
سنبل تر کو مین گیسوے پریشان سمجھا
فہم کہتے ہین اسے اور فراست یہ ہے
بعد رخ کے جو ہوا خال سیہ پر عاشق
بے وضو ہاتھ لگایا نہ ادب سے مین نے
خط شبرنگ یہ تھا خط شعاعی کا یقین
سحر وصل کا دہوکا ہوا اونکے رخ پر
ہمہ تن داغ ہوا ہون تری غم مین اے یار
حشر مین بہی جو رہا کرتے ہین پریان گہیری
چاند پر عارض تابان کا ہوا مجکو یقین
اسے جنون کیا مین کہون دست درازی تیری
ابرو ون پر جو کمانون کا ہوا مجکو گمان
اوس پہ بیزاد نے ہاتھون مین لگائی جو حنا
مین نے خلوت مین بلانے کا ارادہ جو کیا
حاجبری آنکہہ جو گردون یہ شب فرقت مین
منہ نظر آیا جو اوس مہ کی رخ روشن مین

دہوکے سے دانتون کو سلک در غلطان سمجھا
صاف ہر پہول کو رخسارۂ جانان سمجھا
اک اشارے مین وہ حال دل نالان سمجھا
کوئی ہندو تو سمجھے کوئی مسلمان سمجھا
مصحف عارض جانان کو مین قرآن سمجھا
رخ روشن کو ترے مہر درخشان سمجھا
زلف شبرنگ کو شام شب ہجران سمجھا
جسنے دیکہا تجھے وہ سرو چراغان سمجھا
اپنے مین بوری کو تخت سلیمان سمجھا
ہر ستارے کو مین خال رخ جانان سمجھا
کہ نہ دامن ہی تو سمجہا نہ گریبان سمجھا
صاف موے مژۂ یار کو پیکان سمجھا
پنجۂ سرخ کو مین پنجۂ مرجان سمجھا
ہنسکے کہنے لگے مطلب مین ترا ہان سمجھا
ماہ نو کو ترے کرنے کا گریبان سمجھا
گال کو آئینۂ مہر درخشان سمجھا

۴۴

نور اوس شوخ نے آنکھون مین جو تولا جلوہ
پردۂ چشم کو مین پلۂ میزان سمجھا

۷

نالۂ سوزان سے صحرا جل گیا
میرے اشک و آہ سے گلزار مین
ایسے جلتے تھے تپ فرقت سے ہم
سحر کی دو ہوائیان طیار تہین

مشعل روغن آب دریا جل گیا
گل لگی ہر بیل بوٹا جل گیا
جو ہمارے پاس آیا جل گیا
پہنس گیا جو دستے نگینے کا جل گیا

آتش رخ پر نہین خال سیاہ
آگ سے ہندو کا مردا جل گیا

آتش مے کی حرارت دیکھنا
جاندانے کا دوپٹا جل گیا

۲۵

نور اوس خورشید رو سے مختلط
غیر نے مجکو جو دیکھا جل گیا

۹

عیش و عشرت کو سدا رنج و محن سمجھا گیا
خانۂ شادی کو مین بیت الحزن سمجھا گیا

وائے نادانی کہ یہ غفلت مری دل کو رہی
اس مسافرخانہ کو اپنا وطن سمجھا گیا

توڑ کر پیمانہ دل کو لگا پھر جوڑنے
اسکو بھی اک کھیل وہ پیمان شکن سمجھا گیا

کھل پڑا جوڑا انہانے مین جو روئے یار سے
بے تامل اوسکو مین سورج گہن سمجھا گیا

قطعہ

باغ مین آنکھون کے نیچے پھر گئی تصویر یار
سنبل پیچان کو زلف پر شکن سمجھا گیا

شاخ کو بینی اگر سمجھا تو مین نرگس کو چشم
پھولونکو رخسار کلیون کو دہن سمجھا گیا

پاؤن لگا کر لگن مین اوسنے جب مہندی ملی
صاف مین ہر ساق کو شمع لگن سمجھا گیا

آگ روشن تھی سنگ مرمر کی صنم کی بزم مین
دیکھنے والا اوسے نسترن سمجھا گیا

۲۶

نور مضطر تھا حصول خمسہ و دین کا مقر
اوسکو ہر مومن غلام پنجتن سمجھا گیا

۱۶

لاش پر اشک خون بہا دیگا
میرا قاتل یہ خون بہا دیگا

مے گلرنگ جو پلا دے گا
جام کوثر اوسے خدا دیگا

بات کو کہو نہ مانگ کر بوسہ
گالیون کے سوا وہ کیا دیگا

تپ فرقت سے دق نہوا بے دل
اس مرض سے خدا شفا دیگا

بجلی چمکے گی عکس دندان سے
وہ پری رو جو مسکرا دے گا

وصل کی شب مزے اوڑائین گے
جام پر جام ساقیا دیگا

کوسے کاٹے مجھے ہزار وہ گل
بلبل دل مگر دعا دیگا

کیا خبر تھی خدا جوانی مین
مرض عشق دلربا دے گا

صندلی رنگ پر بسے گا دل
درد سر مجھکو لا دوا دیگا

کوچۂ عشق مین دل پر فن
غضنفر کو راستا بتا دیگا

کیا خبر تھی غبار خاطر یار
ایک دن خاک مین ملا دیگا

شعلۂ آتشِ فراقِ صنم
سینہ مین دل جگر جلا دیگا

قطعہ

وصل کی شب لپٹ کے سینہ سے
لب سے لب کو جو وہ ملا دیگا

ہونٹ چاٹا کرونگا تا بہ سحر
بوسۂ لب غضب مزا دیگا

ہوش اوڑین گے برنگ نکہت گل
بو جو زلفون کی وہ سنگھا دیگا

۴۷ ۱۴

ہے یقین نور جورِ گردون سے
قبر تک کا نشان مٹا دیگا

شکل گل زر ہمین خدا دیگا
جو بگاڑے گا وہ بنا دیگا

جو صنم بوسہ ہونٹ کا دیگا
لعل احمر اسے خدا دیگا

ہاتھ پھیلاؤن کیا بتون کی طرف
اپنے بندے کو خود خدا دیگا

کیون طبیبون سے مین رجوع کرون
جو مرض دے گا وہ شفا دیگا

گھٹ کے گا تپ جدائی سے
چار ہی دن مین غم گھلا دیگا

بوسہ دینے مین عذر کرتا ہے
ہے وہ کنجوس اور کیا دیگا

دہیان مرزوق کا ہی رازق کو
بے طلب شکل آسیا دیگا

نام لیگا نہ کوئی مرجان کا
دست رنگین جو وہ دکھا دیگا

گر ملین گے وہ ہاتھ مین مہندی
لطف کیا طائر حنا دیگا

شاہ کہلائے گا گدا تیرا
بوریاست کی بوریا دیگا

قرب بینے بنا کے آنکھ مین تل
شاخ نرگس مین پھل لگا دیگا

مر بھی جاؤن تو میرے مردے کو
نہ کفن تک وہ بیوفا دیگا

۴۸ ۱۵

سیر ہوگا جو ہڈیان کھا کر
نور دل سے دعا ہما دیگا

شب فرقت مین طرفہ تفرقی کا سامنا ہوگا
برنگ روح و قالب وہ حسین جسمی جدا ہوگا

جو تم پہلو سے اوٹھ جاؤگے کیا اسکی سوا ہوگا
تڑپ کر بر مین رہجائیگا دل بس اور کیا ہوگا

چمن مین قد جانان سے یہ ظاہر معجزا ہوگا
ہرے کا جب نہال خشک سایہ سر اہوگا

ازل سے ہے اسیر دام گیسو مرغ دل اپنا
کسی صورت نہ اب قید تعلق سے رہا ہوگا

بہار گل ہی مہمان بلبلو گلزار عالم مین
خزان مین پھر نہ پھولون کا نہ غنچون کا پتا ہوگا

نہ پوچھے گا کوئی بوئے گوشت میری استخوانوں کو
ہوا ہوں میں گر کے عشق میں عنقا ہما ہوگا

معیت میں تری ونیگی ساتھ میرا دست و پا تک بھی
ہر اک عضو بدن بعد فنا مجھ سے جدا ہوگا

وگاگر ہاتھ میں مہندی جو وہ شوخی بنا ئینگے
اسیر دام گیسو طائر رنگ حنا ہوگا

تامل ہے عبث اونکو میں ادنیٰ ہوں گدا اونکا ہے
اگر تشریف وہ دم بھر کو لائینگے تو کیا ہوگا

کفن وحشت میں ہوگا دامن دشت جنون اید ل
گلا گھونٹے گی تنگی گر گریبان دم فنا ہوگا

جوانی میں تپ فرقت سے میری جان جائیگی
خبر اسکی نہتی ہوگا مرض تو لا دوا ہوگا

مرے اعمال ظاہر ہیں فقط رحمت پہ نازان ہون
نہیں معلوم بعد مرگ میرا حال کیا ہوگا

زکات حسن کا دینا بھی واجب ہے حسینوں کو
جو دینگے مجھ فقیر مست کو بوسہ بھلا ہوگا

ابھی سے دم اولجھتا ہے ابھی سے جوش سودا ہے
خدا جانے کہ اس آغاز کا انجام کیا ہوگا

یقین ہے جان شوق وصل میں اے نور جائیگی
کسی دن خون ناحق ان حسینوں پر مرا ہوگا

فقیری میں بھی حاصل رتبۂ فقر و فنا ہوگا
سر پر بادشہ سے بڑھ کے اپنا بوریا ہوگا

عزیز دل مرا ہر استخوان بعد فنا ہوگا
بچے گا جو سگان یار سے نذر ہما ہوگا

ٹپکیگا سر تمہارے پاؤن پر جب دم فنا ہوگا
قضا کی وقت حق بندگی یکسر ادا ہوگا

تباہی کا مرا دل خود دیار عشق کی راہیں
کہ خضر شوق اس کوچے میں میرا رہنما ہوگا

وہ دینگے بے طلب خود سبزۂ رخسار کا بوسہ
دل بیتاب کو حاصل کمال کہربا ہوگا

مئے سر جوش کی حدت جلائیگی جگر اپنا
برنگ دانہ انگور دل کا آبلا ہوگا

خبر کیا تھی برنگ دانہ پیسیگا وہ چالوں سے
خرام ناز میرے حق میں سنگ آسیا ہوگا

شب غم میں کبھی تڑپا کبھی یادشون سے دل بہلایا
مری بیتابیون کا حال سب تمنے سنا ہوگا

سعادت ہے جو قسمت میں تو ہوگی ہر طرح حاصل
تری دیوار کا سایہ مجھے ظل ہما ہوگا

ارے غافل عبث نازاں ہے اس عمر دوروزہ پر
بجا گر آج لقمہ گل دہان گور کا ہوگا

خدا بحر محبت سے بچا سے کشتی دل کو
طلاطم میں بھلا پھر کون کسکا آشنا ہوگا

تمہارا اور میرا حال ہی لکھنے کے قابل ہے
نہ تمسا بیوفا ہوگا نہ مجھسا باوفا ہوگا

میں حاضر ہوں کرو تم شوق سے جور و جفا مجھپر
خدا کے سامنے میرا تمہارا فیصلا ہوگا

خدا کی یاد آئی نور جب بیتاب ہستی میں
کوئی مجھسا زمانے میں نہ مرد با خدا ہوگا

خالق نے حسن و عشق کا قصہ چکا دیا
ہمکو تو حسن داغ ہمین مہ لقا دیا

تمنے تو نام کبک دری کا مٹا دیا
دو گام چلکے فتنۂ خفتہ جگا دیا

شب کو تمہارے بوسۂ لب نے مزا دیا
جاتا کیا ہین ہونٹ غضب نے اُگا دیا

کہتے ہین دل جلا کے مرا سوز ہجر سے
ہمکو تو اس کباب کے بو نے مزا دیا

آیا جو اپنا رنگ جمانے کے واسطے
ہنس ہنسکے مسکیون ہین گلون نے اوڑا دیا

پھانسی سگلے کے واسطے حلقہ ہے زلف کا
سولی پہ مجکو عشق مژہ نے چڑھا دیا

کس سے دون تیری چہرۂ بیداغ کو مثال
دہبا کلفت کا روے قمر مین لگا دیا

دل آئنہ کی طرح کدورت سے پاک ہے
اختر نے بتون کو وہ حسن صفا دیا

کاجل کی کوٹھری کہون ہین گھر کو یار کے
جو آیا اک کلنک کا ٹیکا لگا دیا

مجھ ناتوان کو لیکئے وحشت جو دشت مین
جھوکے نے باد کے تن لاغر اوڑا دیا

عہد شباب حسن پرستی مین کٹ گیا
پیری مین ہمکو داغ غم مہ لقا دیا

دی ہین نے جان شوق وصال حبیب مین
میرا چراغ باد اجل نے بجھا دیا

مالک ہے وہ اوسی کی یہ قدرت کا کھیل ہے
اک کو بگاڑا ایک کو اوسنے بنا دیا

لازم ہے میرے پاؤن مین ہوتی وہی بیڑی
سنت کا طوق اونکے گلے سے بڑھا دیا

ثابت ہوا ہمین کہ مسیحا ہو نام کے
ٹھوکر سے تمنے کونسا مردہ جلا دیا

۵۱

عزت گنوائی حسن پرستی مین مفت نور
جز گالیون کے اور حسینون نے کیا دیا

۱۵

ہستی سے میرا نام و نشان تک مٹا دیا
خوش ہو گئے جو خاک مین مجکو ملا دیا

کیا جانے تمنے کونسا فقرہ سنا دیا
سوتے ہوے کو خواب لحد سے جگا دیا

خط کا فروغ گالون سے گالون کا خط سے حسن
ہالے کو چاند چاند کو ہالہ بنا دیا

کہتا ہے سنکے میر ایہام طلب وہ شوخ
کیون آئین ہم کسیکا کچھ ہمنے لیا دیا

پہلو مین دی جگہ نہ کبھی دل کی شکل سے
جب پاس آکے بیٹھ گیا ہین اوٹھا دیا

فرقت مین تھا قیامت کبرا کا سامنا
نالون سے خفتگان لحد کو جگا دیا

اختر رہے حرارت سوز فراق یار
ہر استخوان کو آگ کا شعلہ بنا دیا

موسیٰ و طور نور سے غش کھا کے گر پڑا
تمنے جو اپنے حسن کا جلوہ دکھا دیا

آیا مرا کلام نہ قاصد کے ذہن مین
کیا کیا نہ مین نے کوے صنم کا پتا دیا

اللہ رے جمال رخ یار کا فروغ
خط کو شعاع مہر منور بنا دیا

کیا سرگذشت جوشش جنون کی بیان کرون
دیوانہ عشق زلف پری نے بنا دیا

میت کو میرے دفن کیا کوے یار مین
مٹی کو دو دستون نے ٹھکانے لگا دیا

ہونے دیا نہ یار نے غیرون سے ہمکلام
کچھتا جہان مین زور سے زانو دبا دیا

شرما کے سر جھکا لیا دل مین پھڑک گئے
مضمون جو بیقرار سے دل کا سنا دیا

۵۲

خالی نہین ہے عشق سے حیوان تک بھی نور
بلبل کے بھی پرون مین یہ لاسا لگا دیا

۲۳

آہون سے آبروے جگر کا چمک گیا
چلنے لگے ہوا تو یہ شعلہ بھڑک گیا

شانے سے کچھ ذرا جو دوپٹہ سرک گیا
توڑا گلی کا برق کی صورت چمک گیا

کمرے مین دیکھکر جو مجھے وہ سرک گیا
وسواس سو طرح کے ہوے دل مین شک گیا

ہلنے لگے گا کنگرۂ عرش دیکھنا
نالہ شب فراق مین کرتا فلک گیا

کہتے ہین سنکے نالۂ عاشق کو غیظ سے
وہ آہ کی کہ میرا کلیجہ دھڑک گیا

زلف دراز یار کو عمر خضر کہون
اللہ رے طول یار کے تصور بھی تھک گیا

لپٹا جو مین گلے سے تو جھنجھلا کے یہ کہا
چھوڑو سب مجھے کہ میرا دوپٹہ مسک گیا

تمسا حسین ہوا ہے نہ ہوگا جہان مین
جسکی نگاہ رخ پہ پڑی دل بھڑک گیا

چوٹی کے شعر مین نے کہی یاد زلف مین
بام فلک پہ توسن مضمون اوچک گیا

گیسو کا کوچہ سنبل بہتیان سے کم نہین
یہ وہ ہی راہ خضر بھی رستہ بھٹک گیا

پہنا لباس چست جو اوس رشک ماہ نے
شل کتان ہزار جگہ سے مسک گیا

اللہ رے خلش مژۂ چشم یار کے
کانٹا سا ایک یار کے نظر مین کھٹک گیا

بوسہ دیا جبین منور کا یار نے
قسمت کا آج اپنے ستارا چمک گیا

پھولون کی بو سے کم نہین بو جسم یار کی
نکلا وہ جس گلی سے وہ کوچہ مہک گیا

اللہ رے نظارۂ کاکل کا اشتیاق
دم وقت مرگ آنکھون مین آکر اٹک گیا

گل کی کلی کا تھا دہن یار پر گمان
وہ کیا ہنسے کہ غنچۂ سربستہ چٹک گیا

انگور آبلون سے ہوا تھے فراق مین
نشہ مین نکلے آنکھ سے آنسو تو کیا ہوا
بدمست بوسۂ لب میگون نے کر دیا
مے زیر تاک بیٹھ کے پی کل جو بار نے
کہتے ہین وہ سوال جو کرتا ہون وصل کا
وہ دکھ سے کہ دل مین مری پیٹ پڑ گئے

صدمہ ہوا جو مین شجر تاک تک گیا
مملو تھا جام بادۂ گلگون چھلک گیا
ساقی نہ دے شراب کہ مین خود چھک گیا
ہر خوشۂ آفتاب کے حدت سے پک گیا
صاحب تمہاری باتون سے دل میرا اک گیا
آخر یہ پھوڑا سوزش فرقت سے پک گیا

۵۳

مضمون بیقراری دل کا جو نظم تھا
جسنے غزل یہ نور سنی وہ پھڑک گیا

۱۴

اپنے کو غیر اسے بت پرفن بنا دیا
شب کو سنگھا کے گیسوے عنبر فشان کی بو
مائل ہوا جو عدل پہ صیاد پر جفا
اوس مہر نے نشانۂ تیر نگاہ سے
اعجاز ہے یہ رنگ طلائے یار کا
ثابت ہوتا مزار ہے تیری شہید کا
دونی بہار حسن اوداہٹ سے ہوگئی
کثرت ہوئی جو خال کی دیوانون کی گال پر
تا رنگہ کا عکس ہے زنار دوش پر
منہ سے یہ اونکے پھول جھڑے وقت گفتگو
کچھ بھی کسر حق مین تمہارے اگر کیا
دی مین نے جان غم مین جو اوس شکر لب کے

تمنے تو مجھ سے دوست کو دشمن بنا دیا
دیوانہ مجکو اے بت پرفن بنا دیا
بلبل کا شاخ گل پہ نشیمن بنا دیا
تودے مین آسمان کی روزن بنا دیا
بر مین زرہ کو سونے کا جوشن بنا دیا
یارون نے سرخ گنبد مدفن بنا دیا
مسّی نے ہونٹ کو گل سوسن بنا دیا
صانع نے ایک حسن کا خرمن بنا دیا
نظارہ بازیون سے برہمن بنا دیا
گلریزیون سے بزم کو گلشن بنا دیا
منہ اوسکا ہمنے اسی بت پرفن بنا دیا
جیتے فلک کو گنبد مدفن بنا دیا

۵۴

مجمع ہوا یہ گھر مین مرے گل رخون کا نور
صحن مکان کو غیرت گلشن بنا دیا

۵

مشک کی بو جو کرے زلف پر پیرو پیدا
اے صنم دل مین ہو عشق بت مہر و پیدا
وار وہ تیغ نگہ کے جو لگائے پیہم

حلقے حلقے سے ہوا اک نافۂ آہو پیدا
کیا تماشا ہو جو کعبہ مین ہو ہندو پیدا
صاف رخت تن بسمل پہ ہوا تو پیدا

وہ حسین چہرۂ انور سے اوٹھائی جو نقاب
دون اوسے گوہر دندان پر پروین مثال
آفتاب فلک حسن کو نسبت کیا ہے
ہمسری زلف سے سنبل کو اگر ہے منظور
کمر یار کو دی تار رگ جان سے مثال
چہرے کے بالون مین جو افشان تو دم آرایش
روز میلاد یہ اللہ ملک کہتے تھے
موشگافی یہ رہی کا نمائش
تل بہٹا نا ہی کہ ہم انگیز سہر آئینہ پر
مر گیا گیسو و ابرو کے جو مین الفت مین
کنگہی کرنے مین اگر عکس پڑے بالون کا
پہر گیئی یار کی تصویر مری آنکہون مین
دامن رنگ گل کا نمینہ گر ہو گمان کلیون پر
رنگیا تھا غم کے ہاتہون سی کلیجہ شب کو
دل کو اوس چشم فسون ساز سی اللہ بچائے
یار کے دیدۂ محبوب نے مارا ہے مجھے
چشم نرگس مین ترا نور نظر آتا ہے
وہ جو ساحل پہ گیا قمری دل بہ کہنے لگا
جل بجہا سوز تپ غم سے دل پروانہ
دہیان پیری کا جوانی مین تمہین لازم ہی
وصل سے ای دل بیتاب ہے کیون نا امید

جلوۂ حسن خداداد ہو سر سو پیدا
آبداری گہر سے موتی کی جو آنسو پیدا
تجہسا عالم مین نہوگا کوئی مہرو پیدا
پیچ و خم تو وہ کری صورت گیسو پیدا
جب دم فکر ہوا کوئی نہ پہلو پیدا
سیکڑون ہون ابہی ظلمات مین جگنو پیدا
آج احمد کا ہوا قوت بازو پیدا
نہ ہوا پر کمر یار کا پہلو پیدا
اسلیے ہوتی ہے گردون پہ ترازو پیدا
سانپ کی ساتھ ہوے قبر مین بچہو پیدا
ہوا ابہی جوہر آئینۂ زانو پیدا
ماہ نو جو ہوا ہے صورت ابرو پیدا
پیرہن سے مرے یوسف کی ہوئی بو پیدا
درد ایسا ہوا دل مین بت مہرو پیدا
یہ وہ آنکہین ہین کہ جنسی ہوا جادو پیدا
خاک سے میرے نہ کیونکر ہو لجالو پیدا
باغ مین غنچہ و گل مین ہی تری بو پیدا
بعد مدت کے ہوا سرو لب جو پیدا
صورت شمع ہوا ایک نہ آنسو پیدا
کیا کبہی ہوگی نہ صبح شب گیسو پیدا
یار سے رسم ملاقات تو کر تو پیدا

یار سے نور غنیمت دعوی خوش چشمی ہے
ایسی آنکہین تو کرین نرگس و آہو پیدا

جز میرے غیر کا دل جانان مین گہر نہ تہا
کیا پوچہتے ہو حال شب ہجر اے حسین

خلوتکدہ مین اوسکے ہوا کا گذر نہ تہا
تہا یون ہی دل اگر تہا تو سینہ مین جگر نہ تہا

وحشت مین گو مجھے نہ سر و پا کا ہوش تھا
لیکن تمہاری حال سے مین بے خبر نہ تھا

بیوجہ بات بات پہ دیتی ہین گالیان
غصہ مزاج یار مین تو بیشتر نہ تھا

موسی نے شکل دیکھنے مین بحث کی عبث
جلوہ جمال یار کا اے دل کدہر نہ تھا

کرتا میان یار مین کیا موشگافیان
اللہ رے نازکی کہ نشان کمر نہ تھا

سنگ الم سے شیشۂ دل کیون نہ ٹوٹتے
آئینہ دیکھنا او نہین مد نظر نہ تھا

یوسف کی طرح کرتا کوئی کیا عزیز دل
لاکہون تھے عیب ایک بھی مجہہ مین ہنر نہ تھا

تھا چاندنی مین کیف سے لالہ گون کا لطف
یادش بخیر شب کو وہ رشک قمر نہ تھا

کیا تاب لاتا صدمۂ درد فراق کے
پتہر کا کچہ [illegible] کا تو اے دل جگر نہ تھا

کھل کھیلتا نہ رات کو کس طرح یار سے
صو [illegible] سکا بہی ڈر نہ تھا

موسی سے کرتا یار نہ کیون لن ترانیان
صورت دکہانا ہی او سے مد نظر نہ تھا

بیداغ تھا وہ چہرۂ پرنور شکل مہر
دہبا کلف کا چاند سے رخسار پر نہ تھا

خط بہیجتا مین اوس بت نوخط کو کس طرح
مجبور ہون شفیق کوئی نامہ بر نہ تھا

اچہا کیا جو سرو قدون سے کیا نہ عشق
کچہ بہی سواے داغ کے حاصل ثمر نہ تھا

شب وصل کے تو بادہ کشی مین بسر ہوئی
سامان کوئی عیش کا وقت سحر نہ تھا

ہر شب تہا سامنا مجھے ای جان موت کا
کب میرا حال ہجر مین نوع دگر نہ تھا

اے نور یان سے ساتھ مین لیجاون اور کیا
اعمال کے سوا کوئی زاد سفر نہ تھا

داغ فرقت برق کی صورت چمک کر رہ گیا
آگ کا شعلہ سا اک دلمین بہڑک کر رہ گیا

پرتو خال رخ پرنور شام زلف مین
کرمک شب تاب کی صورت چمک کر رہ گیا

کس نہال حسن کی آمد تہی جو گلزار مین
فرط شادی سے ہر اک غنچہ چٹک کر رہ گیا

زیست کی امید کسکو تہی کیا خالق نے فضل
درد دل مین ای بت مہرو چمک کر رہ گیا

یاد آ گئے صندلی رنگت جو مجکو یار کی
رات کو مین بیٹہون ہی سر پٹک کر رہ گیا

باغ مین اوس گل کی یاد آئی جو عارض لالہ
قطرۂ خون چشم بلبل سے ٹپک کر رہ گیا

شوق مین نظارۂ عارض کی تڑپا بیقرار
دم رگون سے کہنچ کے آنکہون مین اٹک کر رہ گیا

یاد اوس بحر لطافت کی جو آئی ہجر مین
بحر مین دل مچہلی کی صورت ہی پہڑک کر رہ گیا

کھینچے ہین آوازہ لا تو حدہ سی یار و سے مجھے
اوس بیدی نشال کے یہ حسن کی شہرت اور کئے

کچہ مری آنکھون مین کانٹا سا کھٹک کر رہگیا
آشیان مین طایر سدرہ بہڑک کے رہگیا

۵۷

نور عاشق ہی نہین محبہ سا زمانہ مین کوئی
جو حسین آیا نظر سبہی دل بہڑک کر رہگیا

16

اونکی دوری سے یہ اب حال ہمارا پہونچا
دم کی مہمان ہین پیغام اجل آ پہونچا

پاس ایمان نرہا عشق بت مہرو مین
مین جو کعبہ سے پہر اسوی کلیسا پہونچا

خط جو قاصد کو دیا تاب نہ آئے دل کو
مین ادہر دوڑا ادہر یار کو نامہ پہونچا

تصفیہ قضیۂ الفت کا مناسب ہے نہین
ہوگے رسوا جو عدالت مین یہ جہگڑا پہونچا

پڑھکی مضمون غم انگیز پہر آگے آنسو
اونکی خدمت مین عریضہ جو ہمارا پہونچا

لہر اوس بحر لطافت کی جو آئی دل مین
صورت موج روان جانب دریا پہونچا

ہم یہ سمجھے ہمین پہل ہاتہ لگا طوبی کا
ہاتہ پستان صنم تک جو ہمارا پہونچا

کمر یار کا نازک تہا نہایت مضمون
ذہن مطلق نہ دم فکر ہمارا پہونچا

قاصد یار کو مین اپنا ہمیں سمجہا
وحی سمجہا جو مرے پاس نوشتا پہونچا

حال بیتابی دل خط مین جو مین نے لکہا
دست محبوب مین اوڑ کر مرا نامہ پہونچا

وہ جو پہلو سے اوٹھ گئی مری دم پر
درد دل ہونے لگا روح کو صدمہ پہونچا

قدسیون نے بہی جگر تہام لیا ہاتہون سے
شور نالہ کا جو تا عالم بالا پہونچا

دیکہنا ناوک آہ دل مظلوم کا توڑ
توڑ کر سقف فلک عرش پہ نالا پہونچا

حورین آئین ترے کشتہ کی زیارت کی لیے
کربلا مین جو پئے دفن جنازا پہونچا

جوش الفت سے وہ روتی ہوی درتک آئی
زیر دیوار جو عاشق کا جنازا پہونچا

۵۸

زور سے ہاتہ جو کہینچا تو بگڑ کر بولے
چہوڑ دو نور کہ دکہنے لگا میرا پہونچا

19

سوائے ہجر میسر نہ وصل یار ہوا
نہ چین بعد فنا بہی تہ مزار ہوا
تپ فراق سے گھل کر یہ جسم زار ہوا
شہید جو ہر تیغ نگاہ یار ہوا

ہمارا عشق کا قصہ بہی یادگار ہوا
کہ بعد پرسش اعمال کے فشار ہوا
کہ رونگٹا بہی نقاہت سی تن پہ بار ہوا
لڑی جو آنکہ تو خنجر جگر کے پار ہوا

برنگ بلبل شیدا فداے یار ہوا — ہزار شکر کہ صیاد بھی شکار ہوا
برنگ دامن گل جیب کی کیے پرزے — جنون ہوا مجھے جب موسم بہار ہوا
ہوا یہ وہم جنازہ ہے جاپ کے کاندھے — جو پالکی مین کسے روز مین سوار ہوا
وہ پھر فاتحہ جو ساتھ غیر کے آئے — کمال روح کو صدمہ تہ مزار ہوا
ہزار غیر نے بھڑکایا شعلہ رویون کو — مگر کسیکی نہ کہنے کا اعتبار ہوا
لگی رہے تپ فرقت سے تن بدن مین آگ — کبھی نہ شیر کی صورت سے کم بخار ہوا
بہار مین بھی یہ ارمان رہگیا دل مین — گلون کا ہاتھ نہ میرے گلے کا ہار ہوا
تڑپ تڑپ کے سحر کی فراق جانان مین — عجیب حال ہوا دل جو بیقرار ہوا
بگڑ بگڑ کے لگے گالیان سے مجھے دینے — سوال بوسۂ لب سخت ناگوار ہوا
پلک جو ناز سے جھپکائی اوس پری رو نے — بس ایک تیر ادا تہا کہ دل کے پار ہوا
سیاہ نامۂ اعمال تھا جو عصیان سے — خدا کے سامنے کیسا مین شرمسار ہوا
شریک حال مصیبت مین کون کسکا ہے — سوائے غم کے نہ کوئی رفیق و یار ہوا
بنائے بال جو اوسنے تو مرغ دل میرا — اسیر حلقۂ گیسوے مشکبار ہوا
کبھی رقیب کو آنے نہ دیتی چوکھٹ تک — تمہارے گھر پہ ہمارا نہ اختیار ہوا

۹

لپٹ لپٹ کے مین ای نور رحیم سے سوتا
نہ حیف آج کی شب بھی وہ ہمکنار ہوا

۲۴

درد تپ فراق کی حاصل بیان ہی کیا — کیا جانئے کہ رنج مین سکتے زبان ہی کیا
منہ سے مری نکلتی ہین شعلے جو آہ کے — دل جل رہا ہے آتش ہجر تپان ہی کیا
اوناکے بوجھہ بار سے اسکو واسطہ — بار زمین اوٹھے گا بھلا آسمان ہی کیا
مین زندگی مین نذر سگ یار کر چکا — زاغ و زغن کو کام مرے استخوان ہی کیا
انکار پھر وہی ہی وہی پھر رکھائیان — کچھ یاد ہے تمہین کہ کہا تھا زبان ہی کیا
کہتے ہو سنیگے قصۂ درد فراق کو — کچھ ذکر اور کیجیے اس داستان ہی کیا
زیبا نہین ہین اتنے تلون مزاجیان — کل کیا کہا تھا آج ہو کہتے زبان ہی کیا
صیاد عندلیب کو آنے دے باغ مین — لیجائیگی بہار چمن بوستان ہی کیا
جب تک ہی حسن اوج پہ پھر کا ہوا ہے دم — مطلب بہار سے ہی غرض ہی خزان ہی کیا

جو دل مین تھا وہ آپ کے منہ سے نکل گیا
ثابت ہوا حضور کے طرز بیان سے گیا

دل ہی نہ رہے اوٹھاتا ہے درد فراق تھکے
صدمہ ہے جو کہ روح پہ کیسے زبان سے گیا

ظاہر ہے جو کہ حال ہے میرا فراق مین
حاصل طپیدگی جگر کے بیان سے گیا

شادی و غم قفس کی اسیرون کو ایک ہے
صیاد بلبلون کو بہار و خزان سے گیا

موے کمر کو تار شعاعی سے دی مثال
پیدا کیا ہے ذہن نے مضمون کہان سی گیا

شب بہر فراق یار مین گھڑیان گنا کیا
وحشت ہوئی ہے رات کو خالی مکان سی گیا

پیستے ہین آسیا کی طرح فکر رزق مین
اسکی نہین خبر کہ ملے گا کہان سے گیا

دنیا ہی ترک کی تو کہان کی تلاش ہین
دریا دلون کو تشنہ و آب روان سے گیا

ای دل بہت جرس کی صدا دردناک ہے
یوسف بچھڑ گیا ہے کوئی کاروان سے گیا

غم جو زیان سکوت تحمل فروتنے
جو ہیر سے ہوا ہے وہ ہوگا بیان سے گیا

لگتی ہے دن کو آنکھ نہ سوتا ہون رات کو
دیکھون جواب لاتا ہے قاصد وہان سی گیا

گردون سے کیا مین شکوۂ جور و ستم کرون
جز داغ کے ملے گا بھلا آسمان سے گیا

(۶۰) کافی ہے نور تحفۂ داغ فراق یار
لیجائین سوی ملک عدم اور یہان سی کیا (۱۱)

سب ملتے ہین ایسا کوئی کامل نہین ملتا
دل اونکا مسخر ہو وہ عامل نہین ملتا

سمجھانے سے بھی وہ بت جاہل نہین ملتا
اللہ رے رکاوٹ کہ ذرا دل نہین ملتا

معشوق کوئی عدہ شمائل نہین ملتا
مین ڈہونڈہتا ہون جسکو وہ ایدل نہین ملتا

کیا گیسوی محبوب کے پر پیچ ہین راہین
سالک کو بھی یان جادۂ منزل نہین ملتا

وہیان اسکا رہی غرق محبت مین نہ آئے
رک جاتا ہی ایجان تو پھر دل نہین ملتا

دریاے محبت کا ہے وہ پاٹ کہ ای دل
بیڑا کسی کو بھی دامن ساحل نہین ملتا

سر شوق شہادت مین مجھے بار گران ہے
ای واے مقدر کوئی قاتل نہین ملتا

ڈہیرا جو مجھے راہ حقیقت کا بتادے
ایسا تو کوئی سالک منزل نہین ملتا

عاشق کی او نہین بات بہی گالی سی زیادہ
بے لطفیان رہتی ہین جہان دل نہین ملتا

قربان کہ عالم مین ہون مشتاق شہادت
کیون میرے گلے خنجر قاتل نہین ملتا

(۶۱) مین نقد دل ای نور حوالی کرون کس کے
کوئی بھی حسین اونکی مقابل نہین ملتا (۱۶)

خدا آہِ دلِ مظلوم مین اتنا اثر دیگا
یہ کیا معلوم تہا داغ جدائی وہ قمر دیگا
ملا کر منہ سے منہ بوسہ جو شب کو وہ قمر دیگا
رہ باریک مین کیا کام ہی نازک خیالی کا
خدا کا خاص بندہ ہوگا یکتائی مین ایسا ہی
جہان ہوگا وہ سبزہ رو وہین اوڑ کی پہونچیگا
تمہارا حال پوشیدہ نہین رہتی کا عاشق سے
صفائی باطنی پیدا تو کرسے چاندکی صورت
خدا کے سامنے شادی وغم دونون برابر ہین
شروع سال سے قبضہ کو نہ گا روی گلگون پر
بہار گل کے آنے کی خبر گر کان تک پہونچی
کسی پہلو نہ چین آئیگا مجکو مین وہ بسمل ہون
دکہا کر عارض گلگون چمن مین صورت بلبل
شب وصلت نظر وقت سحی اگر مین او کو جہر کا
خبر کیا تہی ہزارون سختیان جہیلون گا وقت ہجے

یتون کی دلمین گہر یہ تیر بے آواز کر دیگا
خوشی شب بہر رہیگا رنج ہنگام سحر دیگا
دعائین سیکڑون خوش ہو کی عاشق رات بہر دیگا
نزاکت بہی وہی دیگا جو اوس گل کو کمر دیگا
فقیر مست کا کاسہ ہی وحدت سی بہر دیگا
زمرد کی خدا شانون کی بدلی مجکو پر دیگا
ہمارا ایک دل ہر وقت کی ہمکو خبر دیگا
خدا رہنے کو ای دل صورت آئینہ گہر دیگا
اگر لالہ کو دیگا داغ تو گل کو وہ زر دیگا
اجاری مین گل باغ جوانی وہ ثمر دیگا
قفس مین دم پہڑک کر بلبل بے بال و پر دیگا
بہت تکلیف ہجر یار مین درد جگر دیگا
ہمارا دامن نظارہ پہولون سے وہ بہر دیگا
اوٹہا کر ہاتہ لاکہون کو سینے وہ رات بہر دیگا
خدا الفت بتان سنگدل کی دل مین بہر دیگا

نہی ہین شعر وصف سلک دندان مین نئی ہین کر
کوئی تو قدر دان منہ موتیون سی نور بہر دیگا

سدا از لفِ جانان پہ مائل رہا
وہ خود حسن پر اپنے مائل رہا
دل ابروے جانان پہ مائل رہا
مین مدہوش وہ مست ناز و ادا
رہے لاکہ غمزے وہ ہوتا ہے کیا
یہ کیسی ہوا باغ مین چل گئے
لپٹ کر وہ سویا کیے رات بہر
ہزارون اوٹہا مین گے ظلم و ستم

اسیر بلا طائر دل لیا
ہر آئینہ رخ کے مقابل رہا
سدا کشتہ تیغ قاتل رہا
عجب رات بہر رنگ محفل رہا
جو آگے تہا اب وہ نہین دل رہا
نہ بلبل نہ گل کو نئے اے دل رہا
مرا مدعا مجکو حاصل رہا
بغل مین سلامت اگر دل رہا

وہ مجنون ہون لیلے کا چھوڑا نہ ساتھ
زمانے کے بُت دشمنِ جان رہے
کُھلے وہ نہ مجھسے شبِ وصل بھی
نہ ہون گا تمہارا تھے نام مین
ہوئی روز جلسون مین اپنی بسر
عدو شکل پروانہ جل جل گئے
فزون ہونگی بیتابیان دمبدم
صفائی کی صورت نہ پیدا ہوئے
نہ پنے مانگے گل کی طرح زر ملا
تڑپ کر سحر ہجر کی شب ہوئی
قمر کی طرح داغ روشن رہے
دم نزع جب تک کہ نکلا نہ دم
مرا ہاتہ گردن مین کل رات بھر
اوڑھے جوگ ایسی شب ہجر مین

مرا دل جلو دارِ محمل رہا
خدا کا اگر فضل شامل رہا
غضب پردۂ شرم حائل رہا
مریجا بن قابو مین گر دل رہا
حسینون کی صحبت مین شامل رہا
جو شمع رو گرم محفل رہا
جو پہلو مین میرے مرا دل رہا
مکدر ہے آئینۂ دل رہا
ہمیشہ تہیدست سائل رہا
غضب پر غضب مجھپہ نازل رہا
ضیا بخش رخسار کا تل رہا
مجھے شوق دیدار قاتل رہا
برنگ مہ نو حمائل رہا
مین ہاتھون سے تھامے ہوے دل رہا

٦٣

کرین نور الفت حسینون سے کیا
نہ وہ دن رہے اب نہ وہ دل رہا

٢٩

مے کشی کی مین جو ساقی سے اجازت مانگتا
مانگتا بھی مین خدا سے تو یہ دولت مانگتا
ہو رہی ہین وان نئی پوشاک کی تیاریان
بلغ مین آمد جو ہوتی اوس نہال حسن کی
دولت حسن صنم کی آگے زر کیا مال ہے
دل مین رہجاتی نہ حسرت دید کی ہنگام قتل
برخلاف ایسا ہی مجھسے اندنون جلاد چرخ
نامہ بر لاتا تو لکھا اگر مرے خط کا جواب
سر اوٹھانا خاکسارونکے لیے زیبا نہین

طائر ہوش و خرد اوڑنے کی طاقت مانگتا
اک حسین لاجواب و خوبصورت مانگتا
قطع کرنے کو ہے یان غسال خلعت مانگتا
ہاتہ اوٹھا کر ہر شجر پھولونکا خلعت مانگتا
کیون خدا سے صورت قارون مین دولت مانگتا
ایکدم کی اور اگر قاتل سے مہلت مانگتا
خون برستا مین اگر باران رحمت مانگتا
نقد جان دیتا اگر مجھسے وہ اجرت مانگتا
کیا خدا سے آسمان کی شکل رفعت مانگتا

لطف میخواری اگر منظور ہوتا یار کو — مے وہ دیتا مین دعائی ابر رحمت مانگتا
آگ کے انگاری گرتے بن کی ژالہ چرخ سے — گر زراعت کے لیے باران رحمت مانگتا
خشک روٹی سیر کر دیتی ہی جب لگتی ہے بہوک — یار کی خوان کرم سے کیون مین نعمت مانگتا
ہمت حاتم سے ای دل اپنی ہمت کم نہین — لاکہون دیدیتا اگر وہ بہر طلعت مانگتا
مکتفی تہا اک پریرو کا تصور قبر مین — بعد مردن کیون خدا سے حور جنت مانگتا
ہاتہ اوٹہ جاتا جو نشہ مین مرا سوی فلک — بہر دختر رز دعائی حفظ حرمت مانگتا
مست مجہسا بہی کوئی اس دور مین باقی نہین — مین وہ ہون دست سبو ہی مجہسے بیعت مانگتا
آج بوسے کو ادہار کہتا جو فردا پر وہ شوخ — جان گو جاتی نہ مین پہر تا قیامت مانگتا
واعظون کی ان دنون کون سی مجہی ہوتی نجات — دست ساقی سے اگر جام شہادت مانگتا

۶۴

آسمان پر خاک اوڑتی خوبی قسمت سی نور
آبرو کہوتا اگر باران رحمت مانگتا

۱۷

کہس دل مین مقام ای بت خود سر نہ نکالا — کب ڈہونڈ کے عاشق نے ترا گہر نہ نکالا
سر خم ہے مرا سیان سے خنجر نہ نکالا — کیون حوصلہ اسے ترک ستمگر نہ نکالا
تا فصل خزان حسرت دید رخ گل مین — بلبل نے قدم باغ سے باہر نہ نکالا
دہہیا نہ لگا خون شہیدان جفا کا — تیغ نگہ یار نے جوہر نہ نکالا
دیکہون گا نہ منہ پہر دل صد چاک کا اپنے — بل تیرا جو اسے زلف معنبر نہ نکالا
ای بلبل دل فصل بہاری کے ہے آمد — اب تک کوئی کلیون کی سوا پر نہ نکالا
سو یا کیے آرام سے ہم کنج لحد مین — بے حشر ہوئے تکیہ سے بستر نہ نکالا
بیٹھے تو نہ پہر کوچہ محبوب سے اوٹھی — پاؤن در فردوس کی باہر نہ نکالا
صیاد نے گلشن مین ہوا کہانے کی خاطر — دم بہر قفس بلبل سے مجہے پر نہ نکالا
بے تیغ کے عشاق کی سر لوٹتی پہرتے — یون رقص مین ہاتہ ای بت خود سر نہ نکالا
اللہ ری خلش فصد جو فصاد نے کہولی — دم بہر رگ جان سے مرے نشتر نہ نکالا
کوسا نہین کس روز مجہی ہاتہ اوٹہا کے — مر دا مرا کب ای بت خود سر نہ نکالا
جب دیکہتی ہو مجکو چڑہا لیتے ہو تیوری — یون غیض سے اشیار پہ خنجر نہ نکالا
کشتہ مجہے قاتل نے کیا ناز و ادا سے — تا وار نہ کہینچی کبہی خنجر نہ نکالا

تازہ کوئی مضمون لب رنگین صنم کا — اے طبع رسا لعل سے بڑھکر نہ نکالا
پہلو مین گھڑی بھر بھی کبھی آکے نہ بیٹھے — ارمان دل عاشق مضطر نہ نکالا

٦٥ — ١٢

اے نور نظر چاند سے لگ جائے نہ آنکھیں
اسواسطے شب کو کبھی باھر نہ نکالا

نہین پروا ہزار اے گل عدو ہو باغبان اپنا — بہار آنے تو دو ہوگا چمن مین آشیان اپنا
مبارکباد کی جو چرخ سے آواز آتی ہے — الٰہی کون مہرو شب کو ہوگا میہمان اپنا
بہار گل مین اے صیاد کیون اسکو ستاتا ہے — کہان لیجائے بلبل باغ سے اب آشیان اپنا
سنا ہے شام سے وہ ماہ طلعت آج آئیگا — بنیگا برج خورشید فلک شب کو مکان اپنا
ہم اس عمر دو روزہ پر بھلا کیا فخر کرتے ہین — کہ مٹ جائیگا بعد مرگ سب نام و نشان اپنا
ہوائی باغ راس آئی گی ہمکو ہم وہ بلبل ہین — بہار گل مین شاخ گل پہ ہوگا آشیان اپنا
مثل مشہور ہے دل کی لگی مشکل سے بجھتی ہے — جلے کیونکر نہ سوز عشق سے ہر استخوان اپنا
وہ بلبل سوختہ قسمت ہین ہم گلزار عالم مین — بھڑک کر آتش گل نے جلایا آشیان اپنا
ادہر گلچین کا اندیشہ اودہر صیاد کا ڈر کا — بنائے باغ مین کیا خاک بلبل آشیان اپنا
خیال گل مین شبنم کی طرح آنسو بہاتا ہون — بھر آتا ہے دل خالی جو پاتا ہون مکان اپنا
وہ کہتے ہین کرو کچھ اور باتین نیند اوڑتی ہے — کسی شب کو جو حال دل مین کرتا ہون بیان اپنا

٦٦ — ٢١

ہزارون بوسے لین گی رات دن رخسار گلگون کی
سواہی بعد مدت نور وہ جان جہان اپنا

یاد وحشت مین جو آئی یار کی تنویر پا — چاند کا ہالہ بنی ہر حلقۂ زنجیر پا
مہندی ملکر اوسنے منت کی جو پہنی بیڑیان — عکس رنگین پا سے سونے کی بنی زنجیر پا
رکھہ کے سرکو میرے زانو پر وہ سویا رات بھر — شکر صد وصل کی شب مین کھلے تقدیر پا
ہاتہ جو مین نے لگایا کوچے کا ٹی یار نے — واہ رے برگشتگی ثابت ہوئی تقصیر پا
ہتکڑی بیڑی جو پہناتی ہین وحشت مین مجھی — کیا خطا ثابت ہوئی ہاتھون کی کیا تقصیر پا
شکل مجنون پاؤن پکڑے ہین زمین نجد نے — دامن وحشت ہی ان روزون گریبان گیر پا
وادی پر خار مین ہر پھر کے رکھتا ہون قدم — عالم وحشت مین خارستان ہے جاگیر پا
فصل گل وحشت مین اپنی دم قدم کی سایہ ہے — ہے حمین مہندی کا جوہر جو ہر زنجیر پا

نکہ ہے وحشت مین بہی زراق کو زروق کی
خانۂ زندان مین ہی اپنی قدم سے روشنی
ہاتہ کو چاک گریبان پاؤن کو جنگل کی فکر
داغ کہایا چاند نے اللہ ری تلوون کا فروغ
میرے تلوون کو گل بالین بہی کانٹے بن گئے
بت پرستون کی طرح زاہد نے بہی مسجد ہی کہی
پاؤن رکہنے کی اجازت شیخ پر دی یار نی
باغ مین وہ گل ہوا جسدم خرامان ناز سی
دیکہکر نقش قدم آگی نہین بڑہتی ہین پاؤن
محو ایسے تہے خبر تک بہی نہ سجدی مین ہوئی
آبلون سے کی سر ہر خار نی پیدا خلش
سر قدم سے ضعف کے باعث اوٹہا سکتا نہین

رزق کی منت ہے ہر اک دانۂ زنجیر پا
کوکب بخت سیہ ہے دانۂ زنجیر پا
کچہ علاج دست وحشت کیجی کچہ تدبیر پا
آفتاب روز افزون بن گئے تنویر پا
پہر گئی کیسے فراق یار مین تقدیر پا
دیکہکر تہہرے یہ میری یار کی تصویر پا
ای خوشا تقدیر عاشق ای زہی تقدیر پا
آنکہین نرگس نی بچہائین دیکہنا توقیر پا
ہی نشان پای جانان نسخۂ تسخیر پا
ہچکیون سی کہینچکر کسنے نکالا تیر پا
عالم وحشت مین یہ مجکو ملی تعزیر پا
طوق گردن بن گیا ہی حلقۂ زنجیر پا

۶۷ — ۱۷

نور ربدت سے ہی ہم سودہ زدون کی آرزو
عالم وحشت مین ہو زلف صنم زنجیر پا

اوس حسن کی لائیگا بہلا تاب نظر کیا
مژگان کیطرح آنکہہ جو عاشق سی بہری ہی
سایا سر گیسو کا نزاکت سی گران تہی
ہم خاک نشینون کو جو برباد کریگا
دے پرتو تار نگہہ یار سے تشبیہ
دنیا کے بد و نیک سے آگاہ نہین ہین
رہ رہ کے بس اک ہوک سی اوٹہتی ہی جو دل مین
بے جرم ترا چہرہ ہے وہ چہرہ داغی
اللہ ری شب وصل مین گہر جانی کی جلدی
خالی نہین جاتی کی مرے نالۂ دلکش
اسے پیر مغان لطف جوانی ہی مین سب تہا

ٹھہرے گی رخ مہر منور پہ نظر کیا
کیا جانیے ہی یار کو منظور نظر کیا
چوٹی کا اوٹھائی گی بہلا بوجھہ کمر کیا
ہاتہ آئیگا تیرے مجھے فلک شعبدہ گر کیا
نازک مرے ہاتہ آیا ہی مضمون کمر کیا
کمسن ہین ابہی اونکو زمانی کی خبر کیا
چہوڑے گا نہ بی جان لیے درد جگر کیا
رخ سے ترے ای مہر مقابل ہو قمر کیا
ہر بار وہ کہتے ہین کہ سمجہتا ہے مگر کیا
آہ دل مظلوم کا ہوگا نہ اثر کیا
اب بادہ پرستی مین کرین عمر بسر کیا

کیون نہ شمع رخ یار سے ہم لو نہ لگائین
پروانہ جانسوز کو جلنے کا خطر کیا

تبر ڈھکا ہے کہین عمر خضر سے بہی درازی
ہو گی شب فرقت کی الٰہی نہ سحر کیا

اے غافلو توبہ کرو اعمال زبون سے
ہمراہ لیے جاتے ہو یہ زاد سفر کیا

ہین شوق سے تیغ نگہ یار کے بوسے
جب کہیل گئے جان پہ پھر مرنے کا ڈر کیا

غنچون کو نہین ہے دہن یار سے نسبت
آگے رخ گلگون کی ہی اصل گل تر کیا

۶۸ — مفلس کے لیے کوچ مقام ایک ہین دونون
ہم خاک نشین نور کرین عمر بسر کیا — ۱۹

آج کیا بند نقاب روی زیبا کھل گیا
دفعتہً جو آسمان پر ابر آیا کھل گیا

بیچ ہیوٹی کا جو آپ ہی آپ جانا کھل گیا
یہ شگون نیک ہے سمجھو نصیبا کھل گیا

آب پیکان کمان ابرو جو یاد آئی مجھے
صورت سوفار سینہ زخم جگر کا کھل گیا

سادگی سے اور ہی کچھ یار کی صورت ہوئی
بہانہ بن کر جب اوتاری سب لفافا کھل گیا

ہمسری اونکے دہان تنگ سے منظور ہے
ہنکویہ غنچے کے دل کا آج عقدہ کھل گیا

شل ہوئے قیس غش کہا کر زمین پر گر پڑا
جب ہوا سے محمل لیلے کا پردا کھل گیا

لاکھہ تم باتین بناؤ اس سے اب ہوتا ہی کیا
جو تمہین منظور ہے مجہپر وہ جانا کھل گیا

دونون ہاتھون سے مین دل اپنا مسل کر رہ گیا
جب دوپٹہ اوڑھنی مین پیٹ اونکا کھل گیا

آج پیشانی کے اوسنے بوسے پر بوسے دیے
اختر اقبال کیا ہمکا نصیبا کھل گیا

اشک آنکھون مین جو اُمڈے پہر روکے نہ رکے
لاکھہ اس دریا کو باندھا پر یہ دریا کھل گیا

خون مجنون کے سر ہر خار پر دیکھی بہار
عالم وحشت مین حال رنگ صحرا کھل گیا

ہو سکا افسوس نہ میرے درد دل کا کچھ علاج
جب پڑے بیمار سب حال اطبا کھل گیا

چاندسی صورت کی لوٹی خوب آنکھون نے مزی
اک ذرا اونکی جو دروازہ کا پردا کھل گیا

ہمدم مون شمشیر قاتل کی صفائی دیکھنا
ایک ہی ضربت مین سینہ دل کلیجا کھل گیا

درد کا مین نے کیا حیلہ جو وہ اوٹھکر چلے
ہنسکے بولے جھوٹ ہی فقرا تمہارا کھل گیا

یہ جنبش سے اونکا چہرہ یاسمن زا ہو گیا
وہ جوانی پر جو آئے رنگ کیسا کھل گیا

کشتہ گیسو کی زخمون کی جو کہولین پٹیان
صاف مین سمجھا کسی جا مشک نافا کھل گیا

اوس بت کم سن سے کیا بند شین باندہی گئین
مینہ مجنون کا شب کو بی کھولی جو ڈورا کھل گیا

ہوگیا سورج گہن کا نور عالم کو یقین
جب نہانے مین رخ انور پہ جوڑا کھل گیا

انقلاب فلک سفلہ سے دیکھا کیا کیا
تہ و بالا نظر آیا یہ ہنڈولا کیا کیا

شرۂ تر نے دکھایا ہے تماشا کیا کیا
میلے چھڑیون کے ہوے ہین لب دریا کیا کیا

رنگ گرگٹ کے روش سے ہی بدلتا کیا کیا
روز بہروپ دکھاتا ہے زمانا کیا کیا

تم جو گھر اوٹھ کے گئے اپنی تو مچھلی کیطرح
ہجر مین تڑپا ہے دل عاشق شیدا کیا کیا

مجھکو کیا آپ زمانے مین وہ ہونگے بدنام
وہ جو کہتے ہین کرونگا تجھے رسوا کیا کیا

قطعہ

منعمون سے دم رحلت کوئی اتنا پوچھے
تمکو اس دولت دنیا پہ تھا غرّا کیا کیا

جان و دل سے بھی سوا مال کو کہتے تھے عزیز
لیچلے ساتھ تم اسے مردم دنیا کیا کیا

کس خرابی سے کٹی ہی شب تار فرقت
دم مرا زلف کے مانند ہے اولجھا کیا کیا

ساقی ہوش ربا نے جو دیا غیر کو جام
ایک پیمانے مین کمظرف ہے بہکا کیا کیا

عکس پستان جو پڑا بحر مین دم بھر کیلیے
ماہی اوبھرے ہین حباب لب دریا کیا کیا

کس سے پڑھواؤن مین اپنا یہ خط پیشانی
نہین معلوم مقدر مین ہے لکھا کیا کیا

اوس مہ حسن نے افشان جو چنی ماتھی پر
شب کو چمکا ہے مقدر کا ستارا کیا کیا

کل جو تھے تخت نشین آج ہین وہ خاک نشین
نور آنکھون نے دکھایا ہے تماشا کیا کیا

کیا حال پوچھتے ہو ہر وقت کی جلن کا
پروانہ ہون ازل سے اک شمع انجمن کا

دست جنون کو سودا ہے چاک پیرہن کا
رہتا ہے ہوش کسکو وحشت مین تن بدن کا

دیکھا جو روے سیمین اس میری گلبدن کا
رنگ اور گیا چمن مین نسرین و نسترن کا

کون اوٹھ گیا ہی یارب یہان کیون ہی مجلس
بدلا ہوا ہے نقشہ کچھ آج اس چمن کا

سوز [illegible] کی لذت دلسوز جانتے ہین
پروانون کی زبان پر ہی ذائقہ جلن کا

مین بہر سیر گلشن کیا ئی گلونگی جاؤن
نشتر ہے رگ جان ہر خار ہی چمن کا

وحشت کا فصل گل مین ہاتھون کو ہی اشارا
باقی نہ رہنے پائے اک تار پیرہن کا

ہے تار تار اپنا گل کی طرح گریبان
سودا ہے جب سے انکی گیسوی پرشکن کا

بکھری ہوے جو دیکھی چوٹی کے بال منہ پر
کھایا برہمنون نے دھوکا سرب گہن کا

جوش جنون مین مجکو کپڑی ہین کاٹی کہانی
گویا دہان اژدر ہے چاک پیرہن کا

آنسو جو موتیا سے مژگان پہ جم رہی ہین
پہولون مین تل رہا ہی کانٹا مری چمن کا

انجام کے بہی غافل لازم ہے فکر تجہکو
تکیہ رہے ہمیشہ سبز کی تلی کفن کا

سامان مرگ اے دل پہر جاتا ہے نظر مین
سنتا ہون نام جب مین غسال و گورکن کا

اقبالمند مجہسا کوئی نہین جہان مین
مرنے کے بعد مجکو خلعت ملا کفن کا

ملبوس یار مین یہ خوشبو ہی بہینی بہینی
دہوکا ہوا ہے اکثر یوسف کے پیرہن کا

اوٹہا جو اب نالہ کرتا ہے یاد گل مین
دل داغدار گویا طاؤس ہے چمن کا

سودائیون کو ای دل زیبا ہے عور رہنا
ہی تن پہ بار خاطر ہی تار پیرہن کا

خاموش بیٹھنے سے ثابت ہی بی دہانی
وہ ہمکلام ہون تو عقدہ کہلے دہن کا

ڈوری کا آنکہ کے ہے دوش صنم پہ سایا
تار نگہ بنا ہے زنار برہمن کا

۱۷ — کس سے طلب کرون مین داد سخن جہان مین
ہے کون قدردان اب ای نور اہل فن کا — ۱۶

کب جنون مین مائل چاک گریبان مین نہ تھا
کب پریشان صورت زلف پریشان مین نہ تھا

کون کہتا ہے فدائی روی تابان مین نہ تھا
کب چکورونکی طرح اوس مہ پہ قربان مین نہ تھا

لوٹتا مین بہی مزے جام مئے گلرنگ کے
حیف ہے شب کو شریک بزم جانان مین نہ تھا

طالب دیدار کیونکر نہ دکھلاتے وہ شکل
عذر کیون کرتے وہ کچہ موسی عمران مین نہ تھا

کیون اوڑا کر ای صبا ہٹی مری برباد کے
خاک پائے یار تھا گرد بیابان مین نہ تھا

کسطرح دیتے وہ بوسہ روی سیمین کا مجہے
طالب مہر و وفا تھا زر کا خواہان مین نہ تھا

آشنا لب صورت بلبل رہی فریاد سے
کونسی شب تھی جو ہجر گل مین نالان مین نہ تھا

کیون ہوا ناخوش جو بوسہ مصحف رخ کا لیا
کوئی اوس کافر سے پوچہے کیا مسلمان مین نہ تھا

ایک فقرے مین اولٹ دیتا وہ چہری سی نقاب
شکل موسے طالب دیدار جانان مین نہ تھا

داغ بر دل صورت لالہ تہا ہجر گل کے لیے
تجہہ وارفتہ اگر اے ماہتابان مین نہ تھا

عشق مجکو بہی کوئین جہکو اتا یوسف کیطرح
شکر بند عاشق چاہ زنخدان مین نہ تھا

جان دی اپنی پتنگون نی بہی تیری عشق مین
ایک پروانہ جدا سے شمع شبستان مین نہ تھا

شکل دکہلانے مین غمزے یار کو زیبا نہ تھی
طالب دیدار تھا موسی عمران مین نہ تھا

قطعہ اسے دل کب ہوا جوش جنون کا سلسلہ
کب اسیر حلقہ گیسوے پیچان مین نہ تھا
ابر تھا ٹھنڈی ہوا تھی بادۂ گلرنگ تھا
خدمت جانان مین حاضر اک نفس ہان مین نہ تھا

۱۱
دیکھکر اوس غیرت یوسف کی صورت چاند سی
آئینہ کی شکل کب اسے نور حیران مین نہ تھا

ردیف با

کیا رفیع المرتبہ ہے آستان بوتراب
لامکان کہتی ہین جسکو ہی مکان بوتراب

بیت کعبہ جانکر کیونکر نہ مین سجدہ کرون
ہین ملائک جبہہ سائے آستان بوتراب

رنج وفاقہ مین ہمیشہ صابر وشاکر رہے
کر چکا معبود کیا کیا امتحان بوتراب

فرق کچھ اسمین نہین لاریب دونون ایک ہین
جسم وجان مصطفی ہی جسم وجان بوتراب

ظاہری معراج انکو باطنی اونکو ہوئے
ایک ہے شان پیمبر اور شان بوتراب

کیا ہملا اتنا جو وصف مرتضی ہم کر سکین
جب سر منبر نبی ہون مدح خوان بوتراب

حق نے بخشا ہے رسولان سلف پر بھی شرف
افتخار انبیا ہے خاندان بوتراب

باب خیبر کو اوکھاڑ اکاٹے پر جبرئیل کے
کیا برش تھی اور کیا تاب وتوان بوتراب

بلبل کی صورت ٹھمک جاتی تھی محفل نطق سے
غنچہ گل سے زیادہ تھا دہان بوتراب

کربلا مین تین دن پایا نہ قطرہ آب کا
دہوپ مین مرجھا گئی تھی گلرخان بوتراب

۷۳
قتل گہ مین ہوگیا افسوس تاراج خزان
۱۳
نور کیا پھولا پھلا تھا بوستان بوتراب

ہے کعبۂ دل برائے محبوب
ہے گھر مین خدا کی جائے محبوب

کیا حسن ہے کیا لقائے محبوب
ہے حور و پری فدائے محبوب

سونے کا ڈلا ہو کیون نہ پاپوش
اکسیر ہے خاک پائے محبوب

پتھر تو نہین ہون آدمی ہون
کب تک مین سہون جفائے محبوب

ہے قلزم عشق سے قیامت
کہتے ہین یہ آشنائے محبوب

دیکھا جو اگر بتون کے جانب
اندھا کردے خدائے محبوب

جب تک زندہ ہے ساتھ دینا
اے عاشق باوفائے محبوب

دم ہے اوسپر پھڑک رہا ہے
سو جان سے ہون فدائی محبوب

اللہ رے فیض دولت حسن
فغفور ہے گدائے محبوب

شرمندہ شفق جمیل ہے سر جان / خوش رنگ ہے کیا حنائے محبوب
وہ حسن مین حور ہے پری ہے / کس منہ سے کرون ثنائے محبوب
آنکھون کو نصیب دید رخ ہو / ہر کان سنے صدائے محبوب
۷ ای فوز روہ عین مصلحت ہے / جس بات مین ہو رضائے محبوب ۹

رہتا ہون مین مدام طلبگار آفتاب / دکھلا دے ساقیا مجھے دیدار آفتاب
اللہ رے حسن یار ٹھہرتی نہین نگاہ / ہے مثل برق جلوۂ رخسار آفتاب
اس خاکسار کی یہی خالق سے ہے دعا / ذرہ کو بھی نصیب ہو دیدار آفتاب
وہ رشک ماہتاب اگر بے نقاب ہو / ہو جائے سرد گرمی بازار آفتاب
خورشید کو وہ زہرہ جبین دی جو حسن جام / گردون پہ مشتری ہو خریدار آفتاب
کوتاہ اس سے عقل ہوا اور اوس ہی نور چشم / یہ کار ماہتاب ہے وہ کار آفتاب
اوس مہ کو پیتے دیکھتا ہون رات کو شراب / شب کو نصیب ہے مجھے دیدار آفتاب
تصویر ابروؤن کی ہے ابر و ہلال کا / رخسارون کی شبیہ ہے رخسار آفتاب

۷۵ تارے سے جیسے خطوط شعاعی کو دیکھکر
چمکے جو نور نیزۂ خونخوار آفتاب ۱۲

رونا آتا ہے مجھے سنکر بیان عندلیب / کوئی گلشن مین نہین سنتا فغان عندلیب
کیا مجھے بدخواب کرتی ہے فغان عندلیب / یا الٰہی لال ہو جائی زبان عندلیب
پھر خزان آئی ہوی بیچین جان عندلیب / باغ مین اوجڑا پڑا ہے آشیان عندلیب
ساغر گل باغ مین معمور شبنم سے نہین / ڈبڈبائی آنکھ سنکر داستان عندلیب
کسیہ عاشق ہو جسے کوئی حسین ان نہین / کون گل ہے اس چمن مین قدردان عندلیب
عاشق صادق کے نالے تیر سے کچھ کم نہین / چھیدتا ہے دل جگر شور فغان عندلیب
قصۂ بلبل سے کچھ میرا فسانہ کم نہین / داستان ہے میری غم کی داستان عندلیب
سنگ ہے اوس گل کا دل کو عشق پھر پیدا ہوا / ہمنشین مدت سے خالی تہا مکان عندلیب
باغبان صدمہ قفس کا اس سے اوٹھنے کا نہین / مثل گل نازک ہے جسم ناتوان عندلیب
خون عاشق ہوگا نخل گل نہ کاٹ ای باغبان / شاخ ہے منقار برگ گل زبان عندلیب
ہو ہوای گلشن عالم اگر انصاف پر / شاخ گل پر ہوا بھی اس آشیان عندلیب

٧٦ عاشق صادق کی بانوک کاہون کشتہ نور مین
قتل کرتی ہے مجھے تیغ زبان عندلیب ١٤

اولجھا ہے مثل زلف مرا دم تمام شب
تھا صاف اختصار کا عالم تمام شب

گستاخ اوس حسین سے رہی ہم تمام شب
کس لطف سے بسر ہوئی باہم تمام شب

دل کو وصال مین بھی رہا غم تمام شب
انگیا ہوئی نہ ہاتہ سے محرم تمام شب

آنکھون مین رات ہجر کے ایاماہ کٹ گئی
جھپکی نہین ہین دیدۂ پرنم تمام شب

کیا پوچھتے ہو جان یہ فرقت مین نکلی
دیکھا کیے ہین لوگ مرا دم تمام شب

کس کو شب فراق مین تھی صبح کی امید
آنکھون مین درد دل سی رہا دم تمام شب

مین نے پلائی یار کو مے یار نے مجھے
بدمستیون مین کٹ گئی باہم تمام شب

عاشق ہے یہ بھی خندۂ گل پر جوای نسیم
تھمتا نہین ہے گریۂ شبنم تمام شب

تم روٹھ کر مسہری پہ جا کر جو سو رہے
تڑپے ہین فرش خاک پہ یان ہم تمام شب

اوس شعلہ رو کا حیف ہی پگھلا نہ دل ذرا
گریان برنگ شمع رہے ہم تمام شب

آفت کا سامنا ہے شب ہجر یار مین
آتی ہین یاد گیسوی پرخم تمام شب

مر مر کے صبح کی ہے تمہارے فراق مین
بر پا رہا ہے شیون و ماتم تمام شب

نالہ تھا نو شدت درد جگر ہوئے
تنہا یہ تمہارے ہجر مین عالم تمام شب

٧٧ بوسہ جو مین نے نور لیا اونکی زلف کا
گیسو کی شکل سے رہی برہم تمام شب ١٢

دل شاد ہوگا وصل بت نازنین سی کب
یارب اوٹھے گا نخل تمنا زمین سی کب

مدت سے دل کو ایک حسین کی تلاش ہے
آباد دیکھیے یہ مکان ہو مکین سے کب

ای ہجر المدد کہ بہت بیقرار ہون
وصلت نصیب ہوگی مجھی اوس حسین سی کب

تنہائی مین بھی ہاتھ لگا یا نہین تمھین
گستاخیان ہوئی ہین عقیدت گزین سی کب

رو یا کیا ہون صورت شبنم مین رات بھر
پوچھین ہین تمنی اشک مری آستین سی کب

بار فراق یار سے بھی بار عظیم ہے
اے آسمان یہ بوجھ اوٹھیگا زمین سی کب

بوسے لیے ہین روے کتابی یار کے
مطلب سوا ہے فوت ہمارا نہین سی کب

بھاگے گی روح چھوڑ کے سیری مین جسم کو
یا رب مکان چھٹے اوٹھیگا مکین سی کب

اد نا سی عیب پوشی اسے علے محال ہے
ممکن ہے آسمان کا پر داز مین سی کب

دل دو ہوا جو تیغ نگہ سے عجب ہی کیا
رکتا یہ وار شہپر روح الامین سی کب

دامن بہی تو ادب کی سبب سی چہوا نہین
ہمس مین سانے اپنا ہاتہ کیا آستین سی کب

(۷۸) دشوار گفتگو ہے دم نزع یار سے
فرصت ملے گی نور دم واپسین ہی کب (۹)

رخ سے دل زلف سے جگر بیتاب
شام سے ہون مین تا سحر بیتاب

مجکو ہمدون سے تو نکر بیتاب
مین تو ہون آپ نامہ بر بیتاب

دل مرا مرغ نیم بسمل ہے
رات دن ہون مین نوحہ گر بیتاب

جب سے آزردہ ہے وہ مہ پارا
مثل سیماب ہے جگر بیتاب

سچ ہے ہوتی ہے دل سے دلکو راہ
وہ اودہر اور مین ادہر بیتاب

نیند آتے نہین ہے راتون کو
ایسا رہتا ہون اے قمر بیتاب

یار جب سے نہین ہے پہلو مین
کیا کہون دل ہے کسقدر بیتاب

بیقراری سے بیقرار ہے ہے
روح بیچین ہے جگر بیتاب

یاد مین ایک ماہ طلعت کے
نور رہتا ہون رات بہر بیتاب

(۷۹) ردیف بای فارسی (۹)

خط سے دونا ہوا رخسارۂ دلدار کا روپ
واقعی سچ ہے کہ سبزی سے ہی گلزار کا روپ

بار لانے سے ہے لطف شجر باغ شباب
تار پستان سے ہے سرو قد دلدار کا روپ

بانکپن ترک جفا کار کو زیبندہ ہے
دست معشوق مین کیونکر نہو تلوار کا روپ

سچ ہے اک نور ہے انسان تو سو نور لباس
بہاری کپڑون سے ہی دونا مری دلدار کا روپ

ابر مین لطف ہی تارون کے نکل آنی سے
کیون نہ افشان سے ہو زلف سیہ یار کا روپ

دہن یار مین کس طرح نہ چمکین دندان
درج مین ہوتا ہی سلک در شہوار کا روپ

کیون خریدارون سے رونق نہو اوس یوسف کے
مشتری سی ہی فقط حسن کے بازار کا روپ

عکس رخسار سے عالم تہا عجب گیسو پر
نور سے صبح کے دونا تہا شب تار کا روپ

(۸۰) نور کیونکر نہ اسی نور علی نور کہے
کہ ہوا طرۂ دستار سی دستار کا روپ (۹)

آزردہ بعد ہو جیسے ای رشک حور آپ
غش کیوں نہوں کہ حسن مین ہین برق طور آپ
شہرت ہے شہر شہر ہماری بہی عشق کی
اے ماہ ہر کمال کو آخر زوال ہے
مشتاق ہون جمال مبارک دکہائیے
آیا ہے دم لبون پہ مرا شوق وصل سے
خالی نہین کنایہ سے صاحب کی کوئی بات
پرسش جو ہوگی عاشق بیکس کے خون کی
تاریک دو جہان ہین اے جان ہجر مین

ثابت تو ہوا مجہسے کہیے میرا قصور آپ
کیا تاب دید ہو کہ سراپا ہین نور آپ
مشہور حسن مین ہین اگر دور دور آپ
کرتے ہین اپنی حسن پہ ناحق غرور آپ
کہینچے نقاب شرم کو چہرہ سے دور آپ
تشریف آج رات کو لائین ضرور آپ
ثابت ہوا ہمین کہ نہایت ہین دور آپ
کیا حشر مین کہین گی خدا کی حضور آپ
لیتے گئے ہین نور کی آنکہون کا نور آپ

۱۸ ردیف تا ۱۲

سکہلے الطاف و عنایات کے فرمائی بہت
کان مین قدسیون کی شور جو نالون کا گیا
یار سے بوسۂ رخسار جو مین نے مانگا
ایک صورت یہ نہ دیکہا چمن دنیا کو
سنکے غل نالۂ عاشق کا کہا اوس بت نے
یار سے بوسے کی تکرار نہین لازم ہے
خود نمائی سی سوا ہوگئی اونکو نخوت
ہاتہ ملتے رہے مہندی کے بہانے برسون
مرغ دل دام مین آیا نہ کسی صورت سی
خط جو قاصد نے دیا آگیا غصہ اونکو
نہ رہی دشت نوردی سے کوئی جا خالی
ایسا معشوق زمانے مین کہان ملتا ہے
سیر گلشن کو دم صبح جو وہ جا نکلے
۸۲ واے تقدیر کہا یار نے دربانون سے

مجکو بیتاب جو دیکہا تو وہ گہبرائی بہت
صورت مہر فلک خوف سے تہرائی بہت
سر جہکائے ہوئے بیٹہی رہی شرمائی بہت
شعبدے چرخ فسون ساز نے دکہلائی بہت
منع کر دو مری سر پر نہ یہ چلائے بہت
باتون باتون مین نہ جہگڑا انہین سمجہائی بہت
شکل آئینہ مین دیکہی تو وہ اترائی بہت
چہوڑ کر مجہسے ملاقات وہ پچہتائی بہت
ناز سے گیسوی صیاد نے بل کہائی بہت
نامہ بر ہکر مرا سر نامہ پہ جہنجہلائی بہت
سنکے دیوانے کی جا گرد وہ چکرائی بہت
ظلم تہوڑا کرے عاشق پہ ترس کہائی بہت
دیکہکے غنچۂ گل باغ مین بتائی بہت
نور بہی کہدو کہ گہر مین نہ مرے آئی بہت ۱۳

شام سے آئیگا وہ رشک قمر آج کی رات
منزل ماہ بنیگا مرا گھر آج کی رات

کنگھی چوٹی جو ہے منظور نظر آج کی رات
کہو لیجاؤ گے تشریف کدھر آج کی رات

پائینتے پڑنے کا ہے حکم اگر آج کی رات
تلوے آنکھوں سے ملون تا بہ سحر آجکی رات

بعد مدت کے شب وصل صنم آئی ہے
صبح تک بانگ نہ دین مرغ سحر آج کی رات

گھر ہمارا بھی تو در اصل تمہارا گھر ہے
یہین رہجاؤ نہ اے رشک قمر آج کی رات

صبح یہ بزم یہ لطف مے و معشوق کہان
دل مرا دیتا ہے فرقت کی خبر آج کی رات

چاندنی چھٹکی ابھی میرے سیہ خانے مین
جلوہ افگن ہو جو وہ رشک قمر آج کی رات

کل عجب لطف کی صحبت رہی اونکی دم سے
پھاڑے کھاتا ہے مجھے خود مرا گھر آج کی رات

کل کہان ہے مجھے ای دل یہ کہان سیر چمن
دیکھ لے اور بہار گل تر آج کی رات

تیرے بیمار محبت کا خدا حافظ ہے
اور دن سے ہے فزون درد جگر آجکی رات

یا خدا خود وہ چلے آئین ہماری گھر مین
آہ مظلوم کا ظاہر ہوا اثر آج کی رات

۸۳

غیر کیا خانۂ محبوب مین رکھیگا قدم
نور مشکل ہے ہوا کا بھی گذر آج کی رات

یاد دندان مین ہی یہ دیدۂ تر کی صورت
اشک آنکھون سے نکلتے ہین گہر کی صورت

اب ہی یہ عاشق تفسیدہ جگر کی صورت
دل پر داغ ہے طاؤس کی پر کی صورت

ای حسین حسن پہ لازم نہین اتنا بھی غرور
ایک صورت پہ نہین رہتی بشر کی صورت

پاؤن پھیلائی ہوئی چین سے ہین سوتا ہون
خانۂ گور مین آرام ہے گھر کی صورت

باغ عالم مین تہیدست نہ ہمسا ہوگا
صورت گل نظر آئی نہین زر کی صورت

اپنی قسمت کے لکھی کی نہ خبر تھی ہمکو
ٹھوکرین کہائین گے یون کاسۂ سر کیصورت

اوڑتا پھرتا ہون بگولی کیطرح صحرا مین
لاغری سے مری شانون مین ہی پر کیصورت

ناتوانی نے مجھے یار بنایا عنقا
چشم عالم سے نہان ہون نہین کمر کیصورت

یار مین جو کہ نزاکت ہے وہی اسمین ہے
پائی جاتی ہی رگ گل مین کمر کی صورت

رات دن ہجر مین تڑپتا ہی برنگ بسمل
جو کہ آگے تھی وہی اب ہی جگر کی صورت

حال یان کچھ ہی بیان یار سی کچھ کرتے ہین
غیر کر دیتے ہین تبدیل خبر کی صورت

صبح دم اوٹھ کے جو وہ ماہ سدہارا گھر کو
غمسے دل چاک ہوا جیب سحر کیصورت

صاف آتی ہی تو ہم سی صدا فرقت کی — کان بجتے ہین شب وصل گجر کی صورت

دل مین جب آتا ہی تشریف وہ لی آتی ہین — کچہ تکلف نہین ہے یار سے گہر کی صورت

مصحف عارض پرنور کا دل حافظ ہے — یاد ہی چاند سے اوس رشک قمر کی صورت

مجہسے اوس مہر سے صحبت جو دم صبح ہوئی — اوڑ گیا رنگ عدو رنگ سحر کی صورت

خاک ای دل نہ سوا رنج کے حاصل ہوگا — ربط کی اوس بت کافر سے اگر کی صورت

۸۴ نور گبہرا گئے وہ آہ حزین کو سنکر — کچہ تو پیدا ہوئی نالون مین اثر کی صورت ۹

آغاز مین گر جانتا انجام محبت — تا حشر مین لیتا نہ کبھی نام محبت

انسان ہے کیون بندۂ بیدام محبت — سنی روبرے محبت ہے نہ الزام محبت

بچتا ہی نہین کشتۂ صمصام محبت — کیا جانے بسر ہوتے ہین ایام محبت

جز مرگ مداوا نہین الفت کا جہان مین — یارون سے خبر کی نہ یہ ہنگام محبت

ابرو کے تعشق نی کیا ہے مجھی کشتہ — کم تیغ قضا سے نہین صمصام محبت

آنکھون کو نہ رخسارۂ دلبر کا ہوا عشق — خالی ہے مے الفت سے رہا جام محبت

رخسارۂ گلرنگ اگر ہین گل الفت — آنکھین ہین مرے یار کی بادام محبت

لرزہ مجھی آتا ہے محبت کی بیان سے — تپ چڑھتی ہے لیتا ہون اگر نام محبت

۸۵ کیا اسکا عجب یار کو الفت ہی جو مجہسے — ای نور یہی ہوتا ہی انجام محبت ۹

ردیف تا سے ہندی

ہی جب سے بزم حور شمائل سی دل اوچاٹ — تب سی ہی سب جہنون کی محفل سی دل اوچاٹ

دل ہجر بحر حسن سی لگتا نہین کہین — دریا سے دل اوچاٹ ہی ساحل سی دل اوچاٹ

ثابت قدم رہونگا مین اس راہ مین سدا — ہرگز نہوگا عشق کی منزل سی دل اوچاٹ

وہ کشتہ ہون کہ روح رہیگی فدای یار — ہوگا نہ بعد مرگ بھی قاتل سی دل اوچاٹ

ہوے سی دیکھتا نہین مین چاند کی طرف — ایسا ہوا ہی اک مہ کامل سے دل اوچاٹ

جھنکار یاد آتی ہے پازیب یار کے — کیونکر نہو صدا سے جلاجل سی دل اوچاٹ

کسدن ہمارے گہر مین وہ تشریف لائنگی — کب ہوگا انکا غیر کی محفل سی دل اوچاٹ

کیونکر یہ دل لگا کے سنے حال دل مرا — ہوتا ہی اوس صنم کا مری کسے دل اوچاٹ

سودا ہے ایک حور کی زلف دراز کا | اے نور کسطرح ہو سلاسل سے دل رہا عبث

ردیف ثائے مثلثہ

روبروئے نگہ یار ہے شمشیر عبث
پیش ابرو و مژہ قوس عبث تیر عبث

کشتۂ ابروئے خمدار ہون مین مدت سے
قتل کرنے کو مرے لائے ہو شمشیر عبث

آنکھین کھل جائین جو خاک قدم یار ملے
آگے اس خاک کے ہو جائے پھر اکسیر عبث

ہر دم آنکھون کے تلے پھرتی ہی صورت اوسکی
کیون مین کھنچواؤن بھلا یار کی تصویر عبث

بوسۂ زلف کا مذکور کیا کب مین نے
مجھسے کرتے ہین وہ اوبھی ہوئی تقریر عبث

سر سے جانے کا نہین زلف سیہ کا سودا
غل مچاتی ہے مری پاؤن مین زنجیر عبث

دہن تنگ کا سوتے مین لیا کب بوسہ
گالیان دیتا ہے کیون اوبت بے پیر عبث

کام کی بوٹی ہے وہ یار کا قد بوٹا سا
کیون محوس مین کرون خواہش اکسیر عبث

پھڑ پھڑا کر مرا دم تن سے نکل جائیگا
تنگ کرتا ہے مجھے طوق گلوگیر عبث

پیش آئیگا وہی جو کہ ہے پیشانی مین
کیون فلک سے مین کرون شکوۂ تقدیر عبث

فائدہ صورت بلبل جو تھکاون مین گلا
کیون مین صیاد کرون نالۂ شبگیر عبث

زلف دلدار کا پابند مین دیوانہ ہون
مجکو حداد تو پہناتا ہے زنجیر عبث

جوہرون کی نہین شمشیر نگہ کو حاجت
آنکھ مین کھینچتے ہو سرمہ کی تحریر عبث

حال عاشق یہ تو اے گل ہی مقام گریہ
ہنستے کیا ہو صفت غنچۂ تصویر عبث

نورا وسون سے بھلا پیاس کہین بجھتی ہے
ہے فریب پیش نظر یار کی تصویر عبث

نہان ہون چشم سے مین جسم زار کے باعث
عدم ہون عشق میان نگار کے باعث

بہار نقش و نگارین ہے یار کے باعث
چمن ہے گھر مرا اوس گلعذار کے باعث

عبث وہ نالۂ عاشق ستی تنگ ہوتے ہین
نمود گل کی ہے صوت ہزار کے باعث

گرا دیا مری عظمت نے اونکی نظرون سے
سبک ہوا ہون مین کوہ وقار کے باعث

نہ کوئی جا سے ہلنے والا تھا جب مین عاشق تھا
ترقیان ہوئین ہین خاکسار کے باعث

خزان مین پھر یہ کہان چہچہے عنادل کے
فزائے باغ ہے اک گل ہزار کے باعث

شگفتہ گلشن دل داغ سے ہے جہان لگ
نگا لگا کے گنہگار ہو گیا اونکی
بلا ہے زلف پریشان یار کا سودا
نہ اختلاط مناسب تہا بے رضا اونکی
بنو ہے حسن ہر عاشق ہر اک جہان اونکا
نہ پوچھو نور رہتون مزاجیان اونکی

بہار باغ ہے اس لالہ زار کے باعث
حسین ہوئے ہین فتنار مزار کے باعث
ہوا اس باختہ ہین انتشار کے باعث
خفا وہ ہو گئے بوس و کنار کے باعث
ہجوم بلبلون کا ہے بہار کے باعث
ملال ہوتا ہے اب دل کو یار کے باعث

ردیف جیم عربی

٨٨

غیر کے ہاتھ مین شراب ہے آج
روئے جانا جو بے نقاب ہے آج
روز یہ غل ہے اس خرابی مین
ہجر مین جاؤن کیا مین دریا پر
اسے صنم روز عید قربان ہے
کل تو بوسہ یہ بوسہ دیتے تھے
یہ مرا دود آہ چہایا ہے

رشک سے دل مرا کباب ہے آج
شرم سے زرد آفتاب ہے آج
اسکا کوچہ اوسکا پا تراب ہے آج
تیغ ہر ایک موج آب ہے آج
ذبح کرنا مرا ثواب ہے آج
جان کسکا تمہین حجاب ہے آج
آسمان پر نہین سحاب ہے آج

نور حسن گل کے ساتھ سویا ہے
کہ پسینا ترا گلاب ہے آج

٨٩

جو سر پر باندہے دلبر چاند سورج
ترے رخ پر ہین عاشق جو شب و روز
اگر پڑ جائے عکس روئے نور
نقاب اولٹے اگر رخ سے مرا یار
تمہارے عارض انور سے ای یار
اگر تم سو رکھکر زیر رخسار
تمہارے عارض انور کے آگے
رخ پر نور سے اوس رنگ ہی کے

نہ نکلین پہر فلک پر چاند سورج
کیا کرتے ہین چکر چاند سورج
بنین گردون پہ اختر چاند سورج
ابھی گم ہون فلک پر چاند سورج
ملائین آنکھ کیونکر چاند سورج
بنین گلتکیے دلبر چاند سورج
خجل ہین ماہ پیکر چاند سورج
نہین اسے نور بہتر چاند سورج

کیا یار سے ہنسون ہی ہنسی کا ملال رنج
ایسا نہو کہ ہو کہین صبح وصال رنج

سنکر پیام وصل کو دیتے نہین جواب
اے جان کسطرح نہو وقت سوال رنج

پیری کی آرزو نکرو تم شباب مین
اے آفتاب حسن ہی وقت زوال رنج

بے یار جاؤن سیر گلستان کو خاک مین
ہوتا ہے دل کو خندۂ گل سے کمال رنج

سیر چمن سے قمری دل کو حصول کیا
مانند سرو دیتا ہے وہ نونہال رنج

معشوق سے جو رنج ہو راحت سمجھ اوسے
ای عشق باز عشق کا ہے بس مآل رنج

وہ مہربان ہین عیش مین کٹتی ہین رات دن
راحت بہت بہت ہی تو اب خال خال رنج

نشو و نما کے غم مین بھلا خاک امید ہو
کرتا ہے میرا مزرعۂ دل پایمال رنج

آتے ہین یاد پھول سے رخسار باغ مین
دیتا ہے مرغ دل کو تمہارا خیال رنج

تا کے سنون مین یار کی اب لن ترانیان
دیتا ہے عشوۂ بت شیرین مقال رنج

جبتک بنے بگاڑنا اے دل بجا ہے
راحت محال ہے نہین ہے کچھ محال رنج

۹۱

پوچھو نہ نور یار کی کج بحثیون کا حال
ہوتا ہے ادلتی باتون سے دل کو کمال رنج

۱۵

ساقی دے جلد جام مے خوشگوار آج
اوٹھا ہے زور شور سے ابر بہار آج

اے نور لینگی بوسۂ چشمان یار آج
کھیلین گے آہوان حرم کا شکار آج

باہین گلے مین ڈال کے کہتا ہی یار آج
کیون گل کی طرح دل تو نہین بیقرار آج

تمنے کیا ہے یار غضب کا نکھار آج
دل کھول کر مین کرون خوب پیار آج

گلزار ہے شہیدون کے خون سے گلی تمام
دیکھو تو اپنے باغ کی جاکر بہار آج

چوٹی کے بال شانون پہ بکھرا رہی ہین وہ
بازو کی مچھلیون کو کرینگے شکار آج

کیا میری طرح مست مے ناز حسن ہے
آتی ہی جھومتی جو نسیم بہار آج

کانون مین آرہی ہین صدائین نشاط کی
آئیگا کون اے مرے پروردگار آج

اے جان دل تڑپتا ہے بسمل کی شکل سے
آتا نہین ہے مجھے کسی پہلو قرار آج

وہ گل نہین تو لطف بہار چمن نہین
اے عندلیب پھول ہین نظرون مین خار آج

معشوق جمع بزم مین ہین رنگ رنگ کے
پھولا ہوا ہے کیا چمن روزگار آج

اوس گلبدن کا باغ سے جانیکا قصد ہے
مہمان ہے کوئی دم کی نسیم بہار آج

ہم پیتا وہ بت ہے جام مے لالہ فام ہی
صحبت خدا کے فضل سے ہے یادگار آج

اسے دل صفائے گوہر دندان کو دیکھکر
آنکھوں سے گر گئے گہر شاہوار آج

آنکھیں ہیں شکل دیدہ انجم کھلیں ہوئیں
کس کی ہوش کا تو کو ہے انتظار آج

ردیف جیم فارسی

۹۲ ۸

شہر سے تیرا ہے گرا اسے جان کوچ
ہیرا ابھی دار فنا سے جان کوچ

اسے مسافر دار دنیا ہے سرا
آج آیا کل یہاں سے جان کوچ

ضعف سے کروٹ بدل سکتا نہیں
کر گئے تاب و توان اسے جان کوچ

اسے مسیحا نام جانے کا نہ لے
دل میں کر دیتا ہے اک ہیجان کوچ

ہے رہ الفت میں دنیا سے سفر
اس مقام دوستی کو جان کوچ

زیست کا غافل نہیں کچھ اعتبار
اس سرا سے بے تکلف جان کوچ

تم سدا روگے جو ہنگام سحر
جانہ تن سے کرے گی جان کوچ

شرم ہو گی سخت اعمالوں سے نور
ہو گیا یان سے اگر اسے جان کوچ

ردیف حاء حطی

۹۳ ۹

تھا سیہ عالم نظر میں شام ہجران کی طرح
داغ روشن ہو گئے شمع شبستان کی طرح

بھاگ گئے ہو پاس سے کیا در حیوان کیطرح
ہو اگر انسان تو بیٹھو آکے انسان کیطرح

وا اسے قسمت اسیہ بھی آیا در مقصد نہ ہاتھ
خاک میں ہم ملگئے گرد بیابان کیطرح

تنگ آیا ہوں نہایت میں جنون کے ہاتھ سے
پھاڑ کر کپڑے نکل جاؤں گریبان کیطرح

ہے یہ عبرت کا محل انسان عدم آباد سے
چار دن آ کر رہے دنیا میں مہمان کیطرح

بوسہ لبہائے شیرین وہ مجھے دیتے نہیں
چشمہ بے فیض ہیں چاہ زنخدان کیطرح

ہو کے آئینہ مصر جی یہ الگ لیتے ہیں وہ
ہے شب وصل صنم میں روز ہجران کیطرح

شکل یوسف کسطرح ہو یا نہ وہ ہمدل عزیز
ہے حسین وہ ماہرو بھی ماہ کنعان کیطرح

دیکھتا ہوں صورت یوسف نگاہ پاک سے
مصحف عارض کا ناظر ہوں میں قرآن کیطرح

اسے معلم ہے کتاب عشق کا مطلب دقیق
مبتدی ہے مفتی طفل دبستان کیطرح

سوزش ہجر صنم کا پوچھتے ہو حال کیا
اک سرا پا داغ ہوں سرو چراغان کیطرح

چمن سے ہوتی ہے ان کو زردی حسن غنچوان ہی نیا
گھیرے رہتی ہین مجھی پریان سلیمان کیطرح

شمع کی صورت ہے روشن عارض پر نور یار
بل کرین کیونکر نہ گیسو دود پیچان کیطرح

وہ اشارے سے اگر مجکو بلائے بزم مین
آنکھہ مین کھٹکون عدو کی میرے مژگان کی طرح

شاعر و تشبیہ مین جوہر شناسی چاہیے
آب موتی مین کہان ہے آب دندان کیطرح

اسکو بھی سودا ہے کیا اوس [illegible] حسن کا
چاک ہی جیب سحر میرے گریبان کی طرح

جلتے ہی اوس گل کی بوی سب نوا سنجی گو ہم
چہچہے کرتے تو گیا مرغ خوش الحان کیطرح

عید کے دن بھر گلگشت چمن آئے جو وہ
دمبدم لپٹا کرے عشق پیچان کیطرح

۱۲ — نور جنت مین نہین دل اس سے گھبراتا مرا
ملتی ہے اسمین جو کچھ کوئے جانان کیطرح — ہمہ

لٹ گئی ایسی غم گیسوئے دلدار مین روح
نبض دودے کیطرح ہے تن بیمار مین روح

دم نکلتا ہے پر اس بات کا سودا ہے مجھے
مثل گیسو کہین اولجھی نہ تن زار مین روح

ای مسیحا دم آخر تو دکھاؤ صورت
میہمان ہے کوئی دم اور تن زار مین روح

مین وہ ہون مردہ لاغر کہ ترے دیکھنے کو
بنگئی تار نظر حسرت دیدار مین روح

دم گھٹا جاتا ہے چہرے سے اوٹھاؤ زلفین
روز روشن کی ہے مشتاق شب تار مین روح

جان آجائے سر قبر جو آئے وہ حسین
عود کر آئے ابھی میرے تن زار مین روح

قبر مین اوترے جو وہ شانہ ہلانے کیلیے
نقش تصویر سے نے حسرت دیدار مین روح

مجھسا بھی رند خرابات نہ ہوگا کوئی
تن سے نکلے تو گئی خانۂ خمار مین روح

جنبش ابروی جانان ہے دلیل قاطع
ہے کسی عاشق جانباز کی تلوار مین روح

شوق نظارہ گل مین جو اوٹھا دنیا سے
عندلیب چمن عشق ہے گلزار مین روح

دشت مین نزع کے دم تھا جو خیال مژگان
رہ گئی میری الجھکر سر ہر خار مین روح

۱۴ — مثل نرگس پس مردن جو کھلین ہین آنکھین
نور نکلی ہے مری حسرت دیدار مین روح — ۵

قرار سے نہین لی یار لالہ زار مین روح
تڑپتی پھرتی ہے بلبل صفت بہار مین روح

کرگئی یاد وصال صنم مزار مین روح
نہ ہوسکی یہ ہم آغوش یار مزار مین روح

قرار سے پس مردن ہے اب مزار مین روح
نہ اضطراب مین دل ہے نہ اضطرار مین روح

نہ صبر آتا ہے دل کو نہ دم نکلتا ہے
کسیکے موئے کمر کا ہے عشق اس درجہ
رسیگی تا بہ قیامت بہشت دنیا میں
بچائے کاتب فرقت سے میری جان ہی
سنا ہی ہمنے کہ مشکل سے دم نکلتا ہے
وہ گل ہو فاتحہ کو آئے قبر عاشق پر
مرے پہ بھی نہ گیا شوق بوسہ ابرو
میں نزع میں ہوں نہ اوس بت کو ساتھی لانا
وہ لب بلب ہوئے پاس لیٹتا گیا
شب وصال جو پہلو سے وہ حسین اوٹھا
کسیکا دھیان نہ تھا وقت پڑا میں مجکو

نہ اختیار میں دل ہے نہ اختیار میں روح
بنی ہے تار نظر کہل کے جسم زار میں روح
نکل کے جسم سے پہونچی گی کوی یار میں روح
ازل کے روز سے ہے جسکے اختیار میں روح
بہت اوٹھائی گی تکلیف اختصار میں روح
خوشی سے ہوی سمائی نہ پہر مزار میں روح
لگی رہی مری شمشیر آبدار میں روح
خدا گواہ ہی بھٹکے گے انتظار میں روح
ہوا ہوئی ہوس بوسہ و کنار میں روح
تڑپ کے رہ گئی دل کی طرح کنار میں روح
لگی ہوئی ہی فقط نور میری یار میں روح

۹۶ ردیف خاء معجمہ ۱۶

یوں یاں ہی کہ لب ہیں تیرے اے غنچہ دہن سرخ
مارے ہوئے ہیں عارض گلنار صنم کے
ثابت ہوا تحریر سے یہ پان و مسی کے
موباف نہیں چوٹی میں گلنار پڑا ہے
گل کا گل نرگس یہ زمانے کو یقین ہے
عکس رخ گلگوں سے شفق پہولی ہوئی ہی
کیا رتبہ عالی ہے شہیدوں کے لہو کا
ایسا کوئی گلشن میں گل سرخ نہ ہوگا
اسقدر سے نزاکت کہ وہ کرتے ہیں جہان بات
لایا ہے خبر یک صبا آمد گل کی
خون ہمت کسی عاشق جانباز کا ہوگا
عکس لب رنگیں سی نہیں سرخ ہیں آنکھیں

عمدہ کوئی جس شکل ہی ہو لعل یمن سرخ
ممنوع نہیں ہر جو شہیدوں کا کفن سرخ
ہی نصف سیہ نصف ہی یہ لعل یمن سرخ
ہی شہر بدخشان کیطرح شہر ختن سرخ
آنکھیں نہیں غصہ سی ہیں ای غنچہ دہن سرخ
ہے گل کی روش چہرہ یاران وطن سرخ
خورشید کے مانند ہے سب چرخ کہن سرخ
رنگت تو قیامت کی ہے ای رشک چمن سرخ
ہوجاتا ہی منہ یار کا ہنگام سخن سرخ
بیوجہ نہیں چہرۂ مرغان چمن سرخ
کیا پان کی لالی سے بھبھوکا ہی دہن سرخ
پہنے ہوے یاقوت کا کٹھا ہی ہرن سرخ

سر ڈوبا ہی مرغ دل عاشق کے لہو مین | ہے تیر جو سوفار تلک اے صید فگن سرخ
خالی نہین گلزار دو رنگی سے جہان کا | پھولون سے کوئی زرد ہی کوئی ہی چمن سرخ
پنجے یہ گمان پنجۂ مرجان کا ہے دل کو | مہندی سے نہین ہاتھ ہین اے سیم بدن سرخ

٩٧
یاد گل عارض مین جو گل کہائے ہین مین نے
لالہ کی طرح نور ہین سب داغ بدن سرخ
١٢

ردیف دال مہملہ

رکھتا ہے فرش خانہ مرا سیمتن سفید | اک چاندنی بچھائی یہ چرخ کہن سفید
حسن صنیع یار گل اندام دیکھکر | غیرت سے گل ہین شل گل یاسمن سفید
بیٹھے ہین آکے کہ یک شب تا بسحر شمع پر | یا گورے بازوون پہ ہین یا یہ نور تن سفید
کیونکر صفا یہ دانتون کی اسکی ہوون فدا | جسکے چکنے سے ہوگیا دُرِّ عدن سفید
اس مانگ کی لکیر یہ زاہد فقیر ہین | قشقہ جبین پہ کھینچے ہین برہمن سفید

٩٨
اے نور سب کو بھاتا ہے یہ صوفیانہ طرز
پہنے نہ کیون وہ رشک چمن پیرہن سفید
١٣

رقیبون کی کروا سے مہ لقا قید | فقط ہو میرے آنے کی بلا قید
ہنسے قسمت پہ بلبل کے نہ کیون گل | بہار گل مین دیکھا بارہا قید
بیان سے صدمۂ زندان ہے باہر | نہ دشمن کا ہو دشمن اے خدا قید
اسیر زلف جو ہو اوس سے پوچھو | بُرا اے مرغ دل ہے اک بلا قید
پھنسے کوئی نہ گرداب بلا مین | نہو یارب نصیب آشنا قید
تڑپتا ہے رہائی کی ہوس مین | جہان بلبل صفت انسان ہوا قید
خدا سمجھے ارے صیاد تجھ سے | بہار گل مین بلبل کو کیا قید
نکل جائے گی اک دن روح تن سے | رہا ہے کون زندان مین سدا قید
دکھا کر گیسوئے عنبر فشان کو | کیا دام بلا مین بے خطا قید

٩٩
کرو رنگین بیانی لاکھ اے نور
نہوگا طائر رنگ حنا قید
١٤

طوق سونے کا نہ چاندی کی ہے زنجیر پسند | دل کو ہے سلسلۂ زلف گرہ گیر پسند

بال سلجھانے کو کہتا ہون تو وہ کہتے ہین
ایک سے ایک حسین حسن مین لاثانی ہے
قریب ہونے سے کہلا راز نہفتہ ہمین
دہن ناکارہ زمانہ مین نہ سمجھا ہوگا
قاصد اوس بت نوخط کو مین خط لکھتا ہون
خط سے وہ مصحف عارض ہی بہت دلکو عزیز
کوئی فقرہ بھی لطیفہ سے نہین خالی ہے
منہ جو بوسے کو بڑہایا تو طمانچہ مارا
یار کے بہاتے ہین ابروے عرق آلودہ
غیر سے اوس مہ خوبی کو سوار غیبت ہو
مانگتا ہون جو مین بوسہ تو وہ فرماتے ہین
جس دونا ہوا افشان جو چنی ابرو پر

ہو گئے شانہ کو یہ اوجہی ہوئی تقریر پسند
اوس مرقع کی ہر اک دلکو ہے تصویر پسند
قوس ابرو کو ہین مژگان کی ترے تیر پسند
موت بھی کرتی نہین ای فلک پیر پسند
تیری تقریر سے شاید ہو یہ تحریر پسند
شکل یوسف ہی یہ قرآن مع تفسیر پسند
کیون نہ اوس ماہ کے عالم کو ہو تقریر پسند
کون عاشق ہے نہین جسکو یہ تعزیر پسند
تشنہ کامون کو ہے آب دم شمشیر پسند
نوجوان ہمسے نہ ہون ای فلک پیر پسند
بیہدہ مجکو کسیکی نہین تقریر پسند
ایک عالم کو ہوئی جوہر شمشیر پسند

داغ کہانے کی ہے مدت سے تمنا دل کو
نور کیونکر نہو وہ چاند ہی تصویر پسند

تمہارے رخ کا جو ای مہ کرے نظارا چاند
نقاب چہرے سے اوٹھے جو وہ حسین شب کو
جبین کا خال ستارا ہی کہکشان ہی مانگ
مہینہ عید کا گویا مہ محرم ہے
یہ صباحت جبین جبین حسین ہی ثابت ہی
برنگ ماہ منور سیاہ خانہ ہے
پکارا دل نے جو رشک قمر نظر آیا
دکہائی آنکھ جو اوس مہ نے تو اوڑ بہاگا
جلائے ہمکو نکل کر نہ وصل کی شب مین
اندہیری رات مین دن کا گمان ہی عالم کو
دکہا دو پردے سے منہ تو ماند ہو جائے

فلک پہ شرم سے بجائے کہٹ کی تارا چاند
فلک پہ تا بہ سحر ہو نہ آشکارا چاند
بہوین ہلال ہین رخسار ہے تمہارا چاند
فراق یار مین روتے کٹتا ہی سارا چاند
ہمارے قتل کا کرتا ہے یہ اشارا چاند
شب فراق مین ہی داغ دل ہمارا چاند
فلک سے کتنے زمین پر ہی یہ اوتارا چاند
حضور چشم حسین نکلیا جو کارا چاند
برنگ مہر نہ لائے کہین حرارا چاند
سوا ہے چودہوین کے چاند سے ہمارا چاند
فروغ حسن سے ہر ایک ایک تارا چاند

مہ فلک مری نظروں سے گر گیا اے مہر
تمہاری چوٹی کا کس مرتبہ ہے پیارا چاند

فروغ حسن جبین کا ہے عکس گالوں میں
کہ صاف بنگیا آدہے سحر دم میں سارا چاند

ہے چاند رات چھپاؤ نہ منہ دوپٹہ سے
دکھاؤ اسے بت زہرہ جبین خدارا چاند

۱۰۱ نہیں ہے زلف سیہ نور روے روشن پر
گہن میں آج سر شام سے ہے سارا چاند ۱۲

دیدۂ بیدار میں شب بھر نہیں آتی ہے نیند
صورت معشوق کیا کیا پاؤں پھیلاتی ہے نیند

آتش رخ کے تصور میں نہیں آتی ہے نیند
ہجر کی شب سنکے یار اصاف اوڑ جاتی ہے نیند

لوگ کہتے ہیں کہانی سے بہت آتی ہے نیند
قصۂ الفت کو سنکر اور اوڑ جاتی ہے نیند

خواب برسوں سے نہیں آتا خیال یار میں
کس سے میں پوچھوں کہ کیا شے ہے جو کہلاتی ہے نیند

وصل کی شب بھی نہیں بیدار ہوتی ہیں نصیب
جب یہاں آتی ہیں اونکو شام سے آتی ہے نیند

خواب کہتے ہیں کسے آرام کسکا نام ہے
مدتیں گذریں کسی کروٹ نہیں آتی ہے نیند

انتظار یار میں شب بھر نہیں لگتی ہے آنکھ
آتے آتے دیدۂ عاشق میں پھر جاتی ہے نیند

ہاتھ چھاتی پر دہرا ہے سر ہے تکیہ کے تلے
ہمکو اس البیلے پن کی دل سے بس بھاتی ہے نیند

باتیں کرتے کرتے سو جاتا ہے وہ رشک قمر
کم سنی کا یہ تقاضا ہے جو آ جاتی ہے نیند

جاگنے سے لال ہو جاتی ہیں آنکھیں یار کی
لطف جام بادۂ گلرنگ دکھلاتی ہے نیند

چونک پڑتا ہوں شب فرقت میں اکثر خواب سے
جب خیال یار ہوتا ہے اوچٹ جاتی ہے نیند

قبر میں شانہ ہلانے سے ہے احبا کو حصول
آنکھ کھلتی ہی نہیں غفلت سی جب آتی ہے نیند

جھومنے لگتا ہوں یاد گیسوے شب رنگ میں
شام کیا ہوتی ہے گویا وجد میں لاتی ہے نیند

۱۰۲ نور میرے یار مہرو کا ہے شاہانہ مزاج
جب دباتا ہوں میں اونکے پاؤں تب آتی ہے نیند ۱۰

وہ ہستے آتش دل کے ہیں یوں شرار بلند
زمیں پہ چھٹنے سے ہو جسطرح انار بلند

کہ ہو مثل فلک بارتبہ کردگار بلند
دعا کو ہاتھ کرا سے عبد خاکسار بلند

رفیع منزلت ایسا نہیں زمانے میں
ہے بام عرش سے سقف مکان یار بلند

کبھی نہ مرتے بھی پست طالعی اپنی
ہوا سے بھی نہ ہمارا ہوا غبار بلند

میں دیتا ... طول ... تشبیہ
... جو ہوتا قد نگار بلند

جو اوٹھا چہرے سے اوس شمع حسن کے گھونگٹ
برنگ مہر ہوا شعلۂ عذار بلند

بلک کی قبر پہ رو دیا جو وہ یم خوبی
حباب کا ہوا گنبد سر مزار بلند

فلک بھی پائی نظر کی طرح ابھی جھد جائے
کرے جو نیزۂ مژگان وہ نیزہ دار بلند

جو دیکھا سہو بون کا دستارہ یار پر طرا
تو سمجھا مین قد آدم ہوئی بہار بلند

یقین مقبرۂ قیس کا ہوا مجکو
اگر ہوا سے ہوا نجد مین غبار بلند

شعاع مشعل مہتاب سمجھی پروانے
ہوا جو شعلۂ شمع سر مزار بلند

کوئی تو مہر کوئی ماہتاب کہتا ہی
ہوا یہ مرتبۂ حسن روے یار بلند

کہلا یہ عارض و مژگان بھی تحت فوق کا حسن
کہ گل تو پست ہین باغ جہان مین خار بلند

ہزار دن تیغ ادا سی شہید ہوتے ہین
جو ہاتھ رقص مین کرتا ہے وہ نگار بلند

جو جھک کے چلتے ہین ہوتے ہین سرفراز وہی
بہت ہی مرتبۂ عجز و انکسار بلند

نال کار کا اسے شمو خیال نہین
سر غرور جو کرتے ہو بار بار بلند

فلک پہ نوک جسے آفتاب سمجھی ہین
وہ میری آتش فرقت کا ہی شرار بلند

١٠٣ وہ ناتوان ہون کہ مرنے کے بعد بھی ای نور ١٦
ہوا زمین سے نہ دو ہاتھ بھی غبار بلند

اوڑ گئے ہوش جو اس خط بے پیر کے بعد
دل پہ قابو نہ رہا یار کی تحریر کے بعد

جا پڑی رخ پہ نگہ زلف گرہ گیر کے بعد
روز روشن نظر آیا ہے شب قیر کے بعد

نہ گیا عشق ذقن زلف گرہ گیر کے بعد
گور کی چاہ ہوئی خانۂ زنجیر کے بعد

گالیان دین مجھے پہلو مین بٹھاکر لاکھون
خوب عزت ہوئی سرکار مین توقیر کے بعد

اب مری طرح وہ دیوانہ بنائین گے کسے
غل ہی لو طوق گرے جاتے ہین زنجیر کے بعد

نہین معلوم کہ کیا علم مین اونکے گذرا
ہوگیا بند نوشتہ خط تقدیر کے بعد

وصل کے نام سے خاموش رہی وقت سوال
ہان ہوگی یار نے ترشیح پہ تاخیر کے بعد

تجھ سے گر نہین ملتے تو مچلکہ لکھ دو
رنج مٹ جائیگا اسکا اسے تحریر کے بعد

ہوگئی صبح بیان تک مین کراہا آخر
لو اذان ہونے لگی نالۂ شبگیر کے بعد

روز دنیا کے مرقع کا یہ نقشہ دیکھا
ایک تصویر مٹی دوسری تصویر کے بعد

انہون کیون نہ ابدال مجذوبی وحشت
طوق منت کا پہنتے ہین وہ زنجیر کے بعد

غمزہ و عشوہ نہ ہے ... یار کا میرے ...
یار او ... جائیگا اس عاشق دلگیر کے بعد

نہ رہی یار کو آرایش دنیا سے غرض
حرص زینت نہوئی عاشق دلگیر کے بعد

بہوین دکھلا کے کیا ہوے مژہ سے گھایل
برچھیان مجھپہ لگانے لگے شمشیر کے بعد

ایک جا عاشق و معشوق کی لازم ہے شبیہ
میری تصویر کھنیچی یار کی تصویر کے بعد

۱۰۴

پلکین جھپکا چکے آنکھون کے لگاوٹ پہلے
نور پرواز فلاخن کے بھی ہون تیر کے بعد

۹

ردیف دال ہندی

ساقی مرا صبوح مین نہ عمدہ شراب ڈہونڈ
پیلے پئے گزک مرے دل کا کباب ڈہونڈ

پیری مین اب نہ تو صنم نو شباب ڈہونڈ
غافل سفید بال ہوے ہین خضاب ڈہونڈ

اے دل جو تجکو چرب زبانی پسند ہے
پھر خدا کوئی بت حاضر جواب ڈہونڈ

برسون ہین خاک چھانچکا کوے یار کی
اے خضر عشق اب کوئی راہ ثواب ڈہونڈ

وہ ماہ شکل مہر بنے جسکو دیکھکر
یوسف جمال کوئی حسین لاجواب ڈہونڈ

لیتا ہے کیا زمین عمارت کے واسطے
جا پھر قبر منعم خانہ خراب ڈہونڈ

غش آیا بوے گیسوے عنبر سرشت سے
اوس گل سے کوئی کہدے کہ خالص گلاب ڈہونڈ

جائے کلام پھر نہ رہے باب وصل مین
دندان شکن سوال صنم کا جواب ڈہونڈ

روز شمار نور کہونگا خدا سے مین
گنتی مین مین نہین ہون نہ فرد حساب ڈہونڈ

۱۰۵

ردیف ذال منقوطہ

۱۱

وعا مین پڑھ کے جلاتا ہون رات بھر تعویذ
کوئی تو دل مین کرے گا ترے اثر تعویذ

جلائے لاکھ کوئی اونکو گھول کر تعویذ
نہ ٹوٹکا ہی کریگا نہ کچھ اثر تعویذ

نہ سر کے جھپکے مین پھنسے مرغ دل کیونکر
غضب ہے جوبتی تو آفت ہے ای قمر تعویذ

برائے فاتحہ آیا ہے وہ حسین شب کو
لحد کا کرتا ہے میرے جگر جگر تعویذ

یہ ڈر ہے نیل نہ پڑ جائے گوری بازو پر
خدا کے واسطے باندہو نہ کھینچکر تعویذ

یہ نقش پھر نامرا رائگان نہ جائیگا
کبھی تو دل مین کریگا کسیکے گھر تعویذ

لگا کے جھپکا کو سر پڑے جھپکے پیچھے مین
ہوا ہے باعث دوران دو ... سر تعویذ

دکھانے لطف تمہاری ہنسی ہنسی کرتے
پڑا جو ہنسنے مین دانتون کا عکس ہیکل پر
خدا ہی موے میان صنم کا حافظ ہے

جو پاس ڈھونڈنے کے ہون ادہر اودہر تعویذ
تو صاف بنگئے ہیرے کے کمر بسر تعویذ
کہ ڈھونڈ ہے گے تو ہے سینہ پہ تا کمر تعویذ

١٠٦
فلک پہ تارون کو اوس مہ نے خوب سر ما یا
جڑاؤ موتیون کا سر پہ باندہ کر تعویذ
٨

شوق الفت کا جو بیجا ہے کبوتر کاغذ
خط مین بیتابی دل کا مین اگر حال لکہون
ذبح کر ڈالا مجہے لکہہ کے لگاوٹ کے سخن
خط گلزار سے لکہون جو عریضہ اونکو
اشک خون چشم سے جو وقت کتابت ٹپکی
دے کے خط اوس بت نوخط سے یہ کہنا قاصد
دل کے پرزے کیے مضمون جواب خط نے

اوس پریزاد کو بہیجے ابہی اوڑ کر کاغذ
صورت ماہی بے آب ہو مضطر کاغذ
حلق عاشق کے لیے بنگیا خنجر کاغذ
سرو بنجائے قلم برگ گل تر کاغذ
بنگیا تختۂ گلزار سراسر کاغذ
پڑہیے مطلب کہ لفافہ کے ہے اندر کاغذ
ہوگیا پرچۂ الماس سراسر کاغذ

١٠٧
دستخط کوئی تو اے نور عریضہ ہوگا
روز دریا مین بہاتا ہون مین لکہکر کاغذ
١٥

ردیف راے مہملہ

کیا عجب جان اگر دون مین پریزادون پر
رحم کرتے نہین بلبل کے یہ فریادون پر
خاتمہ حسن کا یوسف پہ کیا خالق نے
بارش اشک سے ہی بارہ مہینے برسات
بلبلو نالہ بے سود سے کیا حاصل ہے
اک نظر اپنے غلامون کی طرف بہی دیکہو
ساقی اس دور مین اک جام تو دے مستون کو
نقشہ آنکہون کا تو کہینچا ہے مگر اے بہزاد
رہیگا گردش دوران سے تو اک روز ضرور

قمریان دل سے فدا رہتی ہین شمشادون پر
پہٹ پڑی سقف فلک باغ مین صیادون پر
فوق ہے یان کے حسینون کو پریزادون پر
نہ تو موقوف ہی ساون پہ نہ کچہ بہادون پر
تہرتہرا رہے ہین جو پڑتے نہین صیادون پر
چاہیے چشم عنایت تمہین آزادون پر
رحم کر گوشۂ خمار کے آزادون پر
حرف ہے خامۂ قدرت کو تری صادون پر
منہ بگڑ جائے گا ہنستی نہین استادون پر
آسمان ٹوٹ پڑے گا تر ہے ناشادون پر

قتل عشاق سے کیا خوف و خطر ہو اونکو — خون ہوتا نہین ثابت کہین جلادون پر
عندلیبان قفس نالے عبث کرتے ہین — آہ کب انکی اثر کرتی ہے صیادون پر
ہین وہ دیوانہ ہون اتر صحیح ہے مجنون پہ مجھے — فوق شاگردون کو بھی ہوتا ہے استادون پر
بلبلو رو رو کے نالے نہین اچھے ہوتے — بنکے گلچین سے بگڑ جائے نہ فریادون پر

۱۰۸ مرض حسن پرستی بھی وبال جان ہے
دم نکلتا ہے مرا نور پریزادون پر ۱۰

کہتا ہون پاؤن پڑ کے مین ہاتھون کو جوڑ کر — مرجاؤن گا جو آپ گئے مجکو چھوڑ کر
دو آنسوؤن کے چشمون سے دریا بہا دیئے — گنگا کا پاٹ کر دیا دامن نچوڑ کر
کیونکر نہ اپنے یار کو پیمان شکن کہون — پہر توڑتا ہے شیشۂ دل کو وہ جوڑ کر
دریا مین جو حباب تہا وہ نافہ بنگیا — جوڑا جو باندھا گیسوے مشکین نچوڑ کر
کہنے سے دشمنون کے تو کی ترک دوستی — بچہتا رہے ہین اب وہ ملاقات چھوڑ کر
بہولین شب وصال کی ساری لگاوٹین — ہوتی ہے صبح گھر کو چلا بیٹھ موڑ کر
ہم خوش ہون پہر رقیب جلین سوز رشک سے — اے دل پہر آج چل کے رہی توڑ جوڑ کر
صحرا کو جاؤن گا لب شیرین کی یاد مین — تیشہ سے سر کو صورت فرہاد پہوڑ کر
آنے کی محتسب کی خبر میکدے مین ہے — پہینکو زمین پہ شیشہ و پیمانہ توڑ کر

۱۰۹ پہوڑے سے ہین دل کے ہجر سے ناسور پڑ گیا
اے نور روگ مول لیا اسکو پہوڑ کر ۸

چھپایا منہ دوپٹہ سے دکہا کر — گیا در پردہ گشتہ گھر بلا کر
ذرا دیکھا جو اوسنے مسکرا کر — چمن مین ہنس پڑے گل کھل کھلا کر
لبالب کر دیا جام تمنا — شب وصلت مین لب سے لب ملا کر
صبا ہے وادی مجنون جدہر کو — اودہر لیجا ہماری خاک اوڑا کر
مجھے رو رو کے جو دیکھا ہنسکے بولا — خدا کے واسطے اپنی دوا کر
تپ عشق بتان سے جل گیا دل — بڑی ایذا اوٹھائی دل لگا کر
یہی میرے ہے مرنے کا نتیجہ — ہین رگ رگ مین اثر یان تو ذرا کر

۱۱۰ کوئی مصرع تو سن لیگا وہ انجمن — اوسی کی عشق مین غزلین کہا کر ۱۰

مہر جانان سے ہم اعلی ہوے ادنا ہوکر
اوسنے عاشق کی خبر لی نہ مسیحا ہوکر
خار صحرا سے جنون نشتر فصاد ہوے
گر مٹا ہون کسی مہر وسے مین اے زہرہ جبین
کیا نزاکت ہے کہ اک بوسۂ عارض جو لیا
مین نہ سمجہا تری چشمک ترا ایما ایجان
ویدے ہو بیٹہین جو کسی اور کیجانب دیکہے
مجکو بہی خسرو بدن اپنا سمجہ لو پیر یہ
میرے ویرانہ کو آباد کیا اوس گل نے

ہو گئے چودہوین کے چاند ستارا ہوکر
مردہ زندہ ہوا مردا ہوا زندا ہوکر
رنگیا ہجر صنم مین مجہے سودا ہوکر
آسمان ٹوٹ پڑے مجہ پہ ستارا ہوکر
برگ سوسن ورق گل ہوا نیلا ہوکر
رنگیا کیا مری جانب کو اشارا ہوکر
تیرا عاشق ترا مفتون ترا شیدا ہوکر
عمر بہر ساتہ نہ چہوڑون گا مین سایا ہوکر
یہ زمین بہی گلستان ہوئی صحرا ہوکر

۱۱۴ نوز اوس چاند کی فرقت مین جو گریان ہونگا
چاندنی بہتی پہرے گی کف دریا ہوکر ۷

خوب رویا ہجر جانان مین جو شب کو پہوٹ کر
ہجر کا غم کہاتے کہاتے پک گیا ہی دل مرا
اے صنم سختی سے دل پہر خدا میرا نہ توڑ
اے مسیحا لے خبر اپنے ذرا بیمار کی
دل مرے سینہ مین ملتا ہی نہ پاتا ہون جگر
عید کے دن بہی نگاہ گرم کم ہوتی نہین

یہ گمان تہا اب کلیجہ منہ کو آیا ٹوٹ کر
جان لیگا ایکدن آخر یہ پہوڑا پہوٹ کر
پہر نہین بنتے کا پتہر سے یہ شیشہ ٹوٹ کر
دست و پا اب رہ گئی پلنے سے نبضین چہوٹ کر
لیگئے سارا اثاث البیت غم لوٹ کر
سرد آہین اسلیے کرتا ہون سینہ کوٹ کر

۱۱۲ اے طبیبو نور کہ بہی جا ہے جواہرات
کشتۂ دندان ہی دیکہی اسکو موتی کوٹ کر ۸

نہین تکرار مسی کی لب گلگون جانان پر
خفا کسواسطے تم ہو گئے عارض کی چہونے سے
اسیدی ڈر سے نہ بعد مرگ مین نے دست و پا مارے
تماشا ہی شب تاریک مین تارے چمکتے ہین
یہ رنگت سرخی پانسی تو شب کو اودے ہونٹونکی
کیا کرتے ہین روز و شب نظارہ اوس کے عارض کا

گہٹا چہائی ہوئی ہے آج گویا ابحیوان پر
گنہ کیا ہوگیا رکہا جو ہمنے ہاتہ قرآن پر
لہو کی چہینٹین پڑ جائین نہ قاتل تیری دامان پر
نہین جہڑ کی ہے افشان اودسی گیسوے پریشان پر
مجہے یاقوت کا دہوکا ہوا لب ہاے جانان پر
نہ وہ خورشید پروانہ ہین شمع روی تابان پر

تصور ہے ہمیشہ ساعد پر خون قاتل کا
مرا مرغ نظر بیٹھا ہوا ہے شاخ مرجان پر

(١٣)
کرے گر خندۂ دندان نما وہ ماہرو شب کو
تصدق مین ستارون کو کرون اُس نور دندان پر
(١٢)

سوتا ہے وہ قمر جو ہمارے پلنگ پر
اک چاندنی سی چھٹکی ہے سارے پلنگ پر

کیون کس اودھیڑ بن مین ہو پیاری پلنگ پر
ہم بھی کہو تو آئین تمہارے پلنگ پر

سمجھا مین ٹوٹے عرش سے تارے پلنگ پر
انگیا کے چھڑ پڑے جو ستارے پلنگ پر

یاد آگئین جو کان کی بالی کی مچھلیان
تڑپا کیا مین رات کو سارے پلنگ پر

قسمین بھی دین بلائین بھی لین پانون بھی پڑے
سوئے مگر نہ ساتھ ہمارے پلنگ پر

جاگے ہمارے طالع خوابیدہ شکر ہے
چلنے کی کرتے ہین وہ اشارے پلنگ پر

آنکھین تصور رخ انور مین بند ہین
اوس مہ کی کر رہا ہون نظارے پلنگ پر

لو ہاتھ اوٹھایا ہمنے بھی اب اپنی جان سے
رکھین قدم رقیب تمہارے پلنگ پر

تقدیر کچھ ہماری زلیخا سے کم نہین
تجھسا حسین اور ہمارے پلنگ پر

جاتا نہین ہے اونکا تکلف کسطرح
سمٹے ہوئے پڑے ہین کنارے پلنگ پر

مین عاشق غریب ہون سمجھے ہو مجھکو کیا
آتے نہین جو خوف کے مارے پلنگ پر

(١٤) نرگس سے بدلی نور کی آنکھین جمائی ہین
رکھنا قدم سنبھال کے پیاری پلنگ پر (٢١)

جان دینگے علاقت مژگان چشم یار پر
ہے گلوی مرغ دل اپنا چھری کی دھار پر

دل مرا مائل ہوگیا مژگان چشم یار پر
کب سوا گل کے ہوئی بلبل کو رغبت خار پر

غیر کیا قبضہ کرے گا ابروے خمدار پر
ہاتھ کیا نامرد ڈالے گا بھلا تلوار پر

مثل موسی غش اثر سے ہون جمال یار پر
دل لیا جاتا ہے میرا چاند سے رخسار پر

دم نکلتا ہے مرا سرو قد دلدار پر
بے تکلف صورت منصور کھینچو دار پر

زور ہے اب ناتوانی کا یہ جسم زار پر
ٹھیرہ نہین سکتا ہے سایہ ضعف سے دیوار پر

نشہ کا دھو رہے ہے اک عالم ہے چشم یار پر
ہاتھ کیا رکھی کہ جوبن ہوگیا تلوار پر

رات دن صحبت ہے پر ہمخواب وہ ہوتا نہین
بخت خفتہ ہنس رہا ہے طالع بیدار پر

شوق نظارہ مین آخر ہوگئین آنکھین سفید
رحم اے عیسی دوران چاہیے بیمار پر

اے حسین تجھکو نفاست ہے اگر مد نظر
میری آنکھون کی سفیدی پھیر دے دیوار پر

مہندی ہاتھوں میں لگا کر پس گرد ڈالا مجھے
میں ہوں وہ آتش قدم نکلا تہا کدن زیر زمین
قطرے اشک سرخ کے فرقت میں مژگان پر نہین
گردن صیاد پر ثابت ہی خون عندلیب
شکل بلبل لوٹتی ہیں لطف باغ حسن یار
بے وساطت اونکے کوٹھے پر ہوا میرا گذار
وہ چلیں پیدا اگر و عالم تمہارا ہو مرید
اے پری یہ سچ کہو کیا تمنے چہپا رکہا تہا مجھے
اور ڑ سکے بہونچوں گا خدا پر دیگا شانکی عوض
کیا قفس کو بلبل مردہ اڑا لے جائیگا

خون ثابت ہی مرا دست حنائی یار پر
الامان کا شور ہی اب تک زبان خار پر
طرفہ تر ہے یہ تماشا گل کھلا ہی خار پر
ہین گواہی کو قفس میں آج تک دو چار پر
چہچہے کرتے ہیں عاشق ہیں گل رخسار پر
چڑھ گیا بے نردبان سقف مکان یار پر
جاں وہ سکہو کہ وارفتہ ہوں دل رفتار پر
دیدۂ حورا کا شک ہے روزن دیوار پر
قیچیاں بند ہوا رہا ہے وہ عبث دلدار پر
کہولدے ظالم نہ کس کر باندھ تو زنار پر

۱۱۵

نور کے مضمون باندھی نور فیض برق سے
درم حسینوں کا نکیون پہر گئے مری اشعار پر

۱۱۶

چمک دمک یہ ہی وہ حسن سیمتن کے بہار
ہے خط سے یوں رخ گلگون گلبدن کی بہار
بنے ہیں خون کے دہبون سے طرفہ گل بوٹے
گلوں سے جہلوں کی ہی گل ہیں یا نہ گلدستہ
غرور حسن دو روزہ یہ یار بیجا ہے
کھلیں یہ بندش تازہ سے غنچہ یعنی
جو بات یار میں اگہی اب وہ بات کہاں
نہال طور سے کہ شاخوں میں نور کے گل ہیں
تم اپنی شکل ذرا اپنے آئینہ دیکہو
ہے خط سے چہرۂ گلگون یار پر جوبن
کلی کلی سے مہک آرہی ہے پہولوں کی
گل شباب میں وہ تہا لگے نہ پیری کا
مزے گلوں نے اڑائی ہیں سکرانے کے

خزان ہے رو برو جب گل سمن کی بہار
ہو جس طرح گل خورشید پر کرن کی بہار
ترے شہید کے زخموں سے ہی کفن کی بہار
ملاحظہ کے ہی قابل مرے چمن کی بہار
کہ ایک رنگ پہ رہتی نہیں چمن کی بہار
چمن چمن ہو جہاں میں مرے سخن کی بہار
خزان نے لوٹ لی دوروں میں اس چمن کی بہار
ہے گور سے بار دون پہ قد نوتن کی بہار
خزان ہے اے گل تر حسن کی چمن کی بہار
غضب ہے جانے ہی رخسار پر شکن کی بہار
تمہارے جسم میں اے گل ہی پیرہن کی بہار
خزان نہ ہو چمن حسن گلبدن کی بہار
ہر ایک غنچہ نے لوٹی ہے اوس چمن کی بہار

ہو نہ نام کو بو باس مشک میں باقی
گل فراق سے ہے خانہ باغ دل میرا

تمہارے گیسوؤں نے لوٹ لی ختن کی بہار
کبھی تو دیکھیے آکر مرے چمن کی بہار

١٦

ہیں رنگ رنگ کے گل نور بزم عالم میں
ہے یادگار زمانہ اس انجمن کے بہار

٢١

ازل سے ابروئے خمدار کی اک چوٹ ہے دل پر
نظر اے مہروش کرتا ہے جو رخسار کے تل پر
برنگ مرغ بسمل رات دن بستر میں تڑپتا ہے
زہے قسمت کہ آپڑے آگئی تر دامنی پل میں
دکھا کر ابروئے خمدار مجھکو بے اجل مارا
لکیروں بعد فنا پھیلا کے سوئے پاؤں مرقد میں
مرے خورشید رو کے سامنے مہتاب کیا نکلے
رگوں سے ذبح کے دم خون کا چھوٹا جو فوارہ
پھڑکتے ہیں قفس میں یہ موسم گل کی خبر سنکر
حباب آسا محیط عشق میں ہیں دم کا مہمان
سوال بوسہ لب پر جواب تلخ سنتے ہیں
قدم باہر ہوں کیونکر جادۂ راہ محبت سے
ہوا سے بال چوٹی کے جو اوڑکر گال پر آئے
برائے امتحان کھینچے جو وہ شمشیر براں کو
بجا کہتے ہیں سب اے دل وہ ہمہ خلاق ہوتا ہے
ہلا بے حکم پتا تک چمن سے اور نہیں سکتا
نہیں ہے بانکپن چھپا ہی کوئی باغ عالم میں
کروں کس طرح ترک دوستی اوس دشمن جان سے
عجب حالت و نور غم سے کہرام برپا ہے
شب فرقت میں سیکے دل نالہ بے سود سے حاصل

١٧ امید نور خاک ہوائی ہے مجھکو کوچہ جاناں کی

وہ بسمل ہوں کہ دم بھر کا ہوا ہے تیغ قاتل پر
سمجھتا ہے فروزاں ہے ستارہ ماہ کامل پر
ذرا اے جان رکھکر ہاتھ تو دیکھو مرے دل پر
ہزاروں باندھ باندھ ہی گئے گو میری قاتل پر
کرونگا خون ثابت گردن شمشیر قاتل پر
ملی راحت جہاں پہونچا مسافر اپنے منزل پر
فروغ اصلا کبھی ہوتا نہیں ناقص کو کامل پر
پڑیں اوڑ اوڑ کے چھینٹیں دامن شمشیر قاتل پر
ترس آتا نہیں صیاد کو حال عنادل پر
جہاز عمر کا لنگر ہوا ہے آکے ساحل پر
تری شیرین زبانی پر ترش ہوتی ہیں سائل پر
اسکو سے میں تو چلتا نہیں ہے زور کچھ دل پر
تو میں سمجھا کہ ٹکڑا ابر کا ہے ماہ کامل پر
سر اپنا کاٹ کر رکھدوں کا خود میں پائے قاتل پر
یقین تھا گیسوئے جاناں کا دود شمع محفل پر
نکیونکر تول کر رہے جا مرغ جان بسمل پر
ہزاروں میں نے آوازے کسے صوت عنادل پر
جہاں دیکھا اوسے قابو نہیں رہتا ہے میرے دل پر
تڑپتے ہیں کبھی وہ پیٹتے ہیں لاش بسمل پر
کسی گل کو توجہ کب ہوئی صوت عنادل پر

٣٦ نظر رکھتا نور پہلو میں جو بس چلتا مرے دل پر

عاشق ہو نہ بے سبب جفا کر
آہ مظلوم سے ڈرا کر

مرتے ہو شہید پان کھا کر
باتین نکرو چبا چبا کر

روتا ہون جو مین چمن مین جا کر
گل ہنستے ہین خوب کھل کھلا کر

اے دل ہے یہ مقتضاے الفت
شکوے سے زبان نہ آشنا کر

کیا نام بتون کا جپ رہا ہے
توبہ توبہ خدا خدا کر

اللہ بچائے مرغ دل کو
پھرتے ہین وہ زلف کو بنا کر

کیا چشم سے کام ہے بتون کو
انصاف تو بندۂ خدا کر

ہاتھ اوسکے کمر مین ڈال اے دل
عنقا کو شکار بر ملا کر

ممنون ہین جذب شوق کے ہم
وہ آپ سے بیٹھے پاس آکر

قسمت نہ شب وصال جاگے
سوئے سر شام سے وہ آکر

تا زیست نہ نام عشق لین گے
پچتائے ہم اوس سے دل لگا کر

اے موت ہے جان و تن مین اک اُنس
ناخن سے نہ گوشت کو جدا کر

ہے سامنا بعد مرگ کس کا
غافل اعمال سے حیا کر

ناسے کا جو مانگتا ہون بوسہ
کہتے ہین کہ ہوش کی دوا کر

بالون سے چھپا نہ روے روشن
اندھیر نہ دن کو مہ لقا کر

رو سے ہو تا بصارت چشم
خاک اوسکے قدم کے طوطیا کر

غافل لازم ہے فکر عقبیٰ
خود کو صرف رہِ فنا کر

عاشق سے نہ چاہیے کدورت
دل آئینہ ہے اسے صفا کر

حد سے تھے اس شرم اس حیا کے
بیٹھے مرے پاس سر جھکا کر

اللہ نے دی ہے گر بصارت
آنکھون کو نثار نقش پا کر

مشتاق نگاہ لطف کا ہون
دیکھو تو ادھر نظر اوٹھا کر

شعلے نکلین نہ کیون دہن سے
دل خاک کیا جلا جلا کر

دنیا کے لبادون سے گویا
یہ جسم لطیف کے سنگھا کر

گر جائیگی خلق کی نظر سے
سر پر اغیار کو چڑھا کر

عاشق [illegible]
پردے سے جمال کو دکھا کر

١٥ — ١١٩

اے نور ہے یہ حیات کا لطف
دم اپنے مسیح کا بہرا کر

نشان ڈھونڈھے سے ملتا نہین ہے بستر پر
گمان تار نظر کا ہے جسم لاغر پر

وہ لخت دل سر مژگان مین جھمکر بولے
گل مراد کھلا آج شاخ نشتر پر

پڑا ہے عکس رخ یار خط کے دونے مین
یہ لال پان نہ تھے بازو سے کبوتر پر

تمہاری ابروے خمدار کا شہید ہون مین
یقین نہو تو گلا رکھدون آب خنجر پر

دلا وصال سے اوس مہ کے ناامید نہو
بشر کو چاہیے شاکر رہے مقدر پر

جواب نامہ جو لاوے مرے سلیمان سے
ہما کو صدقے کرون ناخن کبوتر پر

جو چشم مست کا بوسہ دو عین احسان ہے
نہ چاہیے تمہین تکرار ایک ساغر پر

بغیر اوس گل تر کے گلون کا لطف نہین
ہمین ہین پھول یہ کانٹے بچھے ہین بستر پر

کیا ہے خندۂ دندان نما نے دل ٹکڑے
چمک کے برق گرے عاقبت مری گھر پر

شب فراق کے ایذائین پوچھتے کیا ہو
ہزار رنج تھے اس ایکجان مضطر پر

بتون کو آنکھون پہ کیونکر نہ زاہدا رکھین
نشان پاے رسول خدا ہین پتھر پر

ترے فقیر کہین بادشہ سے بہتر ہین
گدا کو فخر مباہات ہے تونگر پر

سوا ہے پان کی رنگون سے حسن دانتون کا
ہوئی ہے لعل سے دونی بہار گوہر پر

نہین ہے عاشقون سے اک گھڑی اوسے فرصت
ہجوم بلبل بستان ہے اوس گل تر پر

١١٩ — ١٥

تڑپ رہا ہے وہ بسمل کی شکل شام سے آج
مقام رحم ہے اے جان نور مضطر پر

چاند سورج چاہیے ایجان جان بالاے سر
ہم بھی تو دیکھین مہ و خور کا قران بالای سر

گیسوی پرپیچ پر پھبتی نئی سوجھی مجھے
آتش رخ کا ہے پیچیدہ دہوان بالای سر

گرد راہ وادیے وحشت نہین سر پر بھی
ہم لیے پھرتے ہین غربت مین مکان بالای سر

سر جھکائے ہون نگاہ وار تیغ ناز کا
ضرب اول کا ہے لازم امتحان بالای سر

سنکے کہتا ہے مری نالون کو وہ نازک دماغ
رکھ لیا تونے اوٹھا کر آسمان بالای سر

لوس حسین کی مانگ سے عشاق کو ثابت ہوا
آسمان حسن کی ہے کہکشان بالای سر

بس ایمان ہے تو مصحف سے نہ کم سمجھو اسے
جھوٹ سچ رکھو نہ ہاتھ ایجان جان بالای سر

سر سے پا تک شبہ دان عقل و اعلیٰ ہو ہمین
دیکھکر کہتے ہین سب اوس بادشاہ حسن کو
ساتھ سونا تو کہان اے کاش لتنا ہو نصیب
ادہر ادہر پلن ترانی کا تری یہی جواب
پہول موتی کی طرح بالون مین چنتا ہے وہ گل
میری صورت سی اگر زاہد ہی ہمن عاشق مزاج
بار ہون کا نہین چوٹی مین اگر تنگ چمن

پاؤن کے نیچے زمین ہے آسمان بالای سر
سایۂ بال ہما ہے ہر زمان بالاے سر
وصل کی شب کو ہون پائے جان جان بالای سر
شمع کی صورت اگر رکھتے زبان بالای سر
چاہیے بلبل بنائے آشیان بالای سر
آنکھون پر رکھین کبھی پائے بتان بالای سر
کھل رہا ہے طرفہ باغ دلستان بالای سر

نور رکھ یہ شیخی سے ہی ہے رحمت حق کے حضور
گو گنا ہون کا ہے پشتارہ گران بالای سر

۱۲۰ — ۱۹

طالب ہین عنایات کر مشتاق لقا ہیں
ایجان جہان اتنی جہالت نہین اچھی
اوس بت سے وہی لطف کی ہون صحبتین اب کی
مے پی کے جو دو جام گزک ہو نہین زبانکی
گلزار مین کیا فصل بہاری کے ہی آمد
تا کاہے کسنے کسکو یہ سودائی کرینگے
یا قوتی کے نثار مین گردن سپر فلک کی
پھر دل کو ہوا زلف گرہ گیر کا سودا
ہووے گا گل تازہ کوئی باغ جہانمین
محتاجون کو ہے دولت حشمت کی تمنا
لاریب کوئی رنگ نیا لائے گی مہندی
ہوتے ہی سحر بھول گئی رات کی قسمین
موسے کی طرح طالب دیدار ہون مین بھی
رہ رہ کے اولجھتا ہے جو گیسو کی طرح دم
جی بھر کے مین نون بوسۂ رخسارہ روشن
اعجاز جو یہ ناز کی رفتار دکھائے

دیکھو نظر لطف سے اے مہر ذرا پھر
جس شمع کیا ضد سے وہی تمنے کیا پھر
دن عاشق عمدیدہ کے پھیرے جو خدا پھر
بدمستیون مین وصل کا دونا ہو مزا پھر
کرتا ہے مجھے تنگ گریبان قبا پھر
بل کرتے ہین رخسار پہ گیسوے رسا پھر
اک بوسۂ لب دو مجھے اے ماہ لقا پھر
یہ مرغ ہوا حیف گرفتار بلا پھر
بدلی نظر آتی ہے زمانے کی ہوا پھر
شاہون کی طرح سر پہ غریبون کی ہما پھر
ملتے ہین دم صبح سی ہاتھون مین حنا پھر
کرنے لگے غیرون سے مرا آپ گلا پھر
جلوہ رخ پرنور کا دکھلا و ذرا پھر
آئیگی مرے سر پہ کوئی تازہ بلا پھر
ملجاو کسی شب جو اکیلے ہو مزا پھر
زندہ ہوا بھی کشتۂ تیغ ادا پھر

اسے دل تپ فرقت زکہین طول جو کھینچا
معشوق کوئی سیم بدن ہاتہ جو لگجائے

تاثیر کرے گی نہ دعا پھر نہ دوا پھر
حاصل ہو مجھے دولت دنیا کا مزا پھر

۱۲۱
ہاتھون مین وہ ملتے ہین مرے باغ کی مہندی
اے نور سر دست مرا رنگ جما پھر
۱۱

اوسکے غضب سے قہر سے جور و جفا سے ڈر
فرقت کی شب سے بڑہ کی سیاہی ہے قبر کی
بوسہ نہ لے تو گیسو نے زنار یار کا
اے بت لبون سے لب بھی ملائے نہین کبھی
لازم حذر ہے الفت گیسوی یار سے
آغاز مین ضرور ہے انجام کا خیال
کہتے ہین سنکے قصہ درد فراق کو
غافل ہے بعد مرگ قیامت کا سامنا
اے شمع حسن اتنا جلانا نہ چاہیے
بگڑے جو وہ منین لگے منانے سی پہر نہین

بندہ نہ بن بتون کا تو اے دل خدا سے ڈر
کیا اس بلا سے ڈرتا ہے تو اوس بلا سے ڈر
یہ کوڑیالا ناگ ہے زلف دوتا سے ڈر
بوسے کا اتہام نکر تو خدا سے ڈر
آفت نہ سر پہ آئے کہین اس بلا سے ڈر
ای دل تو التفات بت بیوفا سے ڈر
جہوٹی بنا رہا ہے تو باتین خدا سے ڈر
اعمال زشت پر تو نظر کر خدا سے ڈر
تسر مجھہ غریب کی آہ رسا سے ڈر
اتنا نہ چھیڑ غیظ بت بیوفا سے ڈر

۱۲۲
مین چھیڑتا ہون نور جو اونکو شب وصال
کہتے ہین وہ بگڑ کے مری بد دعا سے ڈر
۱۲

مان سے کہنا نہ اب ہلکان کر
فرش پر بیٹھا جو چادر تان کر
وصل کی شب جان کو قربان کر
شرط الفت ہے نقد دل تو کیا
شمعو تمکو مبارک ہو محل
راز دل سب سے نہ کہہ ہبنیا کرو
کب لیا سوتے مین بوسہ ہونٹ کا
الامان اسے کاوش مژگان یار
اپنی رحمت پر نظر کر اسے کریم

اسے صنم اپنے خدا کو مان کر
ڈر گئے وہ مجھکو مردہ جان کر
دعوت مہمان کا کچھہ سامان کر
اوس پری پر جان کو قربان کر
ہم بسر کر لینگے کمل تان کر
دوست دشمن کو ذرا پہچان کر
خیر ہے مجھپر نہ تو بہتان کر
رکھدیا میرا کلیجہ چھان کر
میرے عصیان پہ نہ کچھہ تو دھیان کر

دسے کسی اہل وفا کو نفت دل
کون ہے تیرے سوا مشکل کشا
دیکھیہ یون دم بھر او نہین رگ رگ جل
جان بلب ہون پھیر گردن پر چھری
قصۂ الفت جو وہ سن لے لگا
شکوۂ بے اعتنائی ہے عبث
مین جو آیا ڈال لی منہ پر نقاب
نور کہا ناساتھ کہا یا یار نے

بات دانائی کی اسے نادان کر
یا علی مشکل مری آسان کر
خنجر قاتل ذرا احسان کر
مشکل اسے قاتل مری آسان کر
سو رہے منہ پر دوپٹہ تان کر
دل دیا اوس بیوفا کو جان کر
رکہد یا قرآن کو گردان کر
چلکے اب درگاہ دستر خوان کر

(۲۳) ردیف رای ہندی (۱۱)

جان جانے پر بہی اے دل کوچۂ جانان نچھوڑ
ہون سفر مین خانۂ تن روح پر اربان نچھوڑ
دم بدم جوش جنون ترغیب دیتا ہے مجھے
ہے یہی شرط وفا معنی یہی الفت کی ہین
التجا تجھسے یہ ہے تیرے مریض عشق کی
صید کا ہے شوق اگر تجھکو تو اے صیاد خلق
تو ل کو وہ ہاتھہ مین مین ہاتہ اگر اے جذب شوق
عاشقون سے چاند سے صورت چھپانی سے حصول
بعد مدت کے دلا تنہا ملا ہے وہ حسین
اے فلک مین بہی مزا چندے اوٹھاون وصل کا
چاہتا ہے نور اگر یار جہنم سے نجات

مرد میدان ہے اگر تو عشق کا میدان نچھوڑ
ساتھ غربت مین رعیت کا مری سلطان نچھوڑ
ہاتھ سے مشکل گریبان یار کا دامان نچھوڑ
زیست پھر اب یار کو اے دل کسی عنوان نچھوڑ
ایکدم تنہا مجھے اے عیسی دوران نچھوڑ
مرغ دل کو دام مین لا کر کسی عنوان نچھوڑ
پھر کسی صورت سے دست نازک جانان نچھوڑ
گیسوے شبرنگ منہ پر اے مہ تابان نچھوڑ
سبلے سیلیے اب بوسۂ رخسارۂ جانان نچھوڑ
میرے اونکے درمیان مین پردۂ ہجران نچھوڑ
تا قیامت الفت سلطان انس و جان نچھوڑ

(۲۴) ردیف زای منقوطہ (۲۰)

وصل کی رات قیامت ہے گجر کی آواز
یون مری کان مین آتی ہے گجر کی آواز
نہ دل کی نہ اذان کی نہ گجر کی آواز
نطفت ہو کیون نہ صفا ہے دل کو حال

صور محشر ہے مجھے مرغ سحر کی آواز
جس طرح وقت خزان برگ شجر کی آواز
ادہر آتی نہین برسون سے اودہر کی آواز
نالۂ دل کی ہے اے اوس رشک قمر کی آواز

گالیان دو مجھے دو لاکھ یہ چٹکیے چھپکے
عیب سب ہے جا سے جو بازار میں گھر کی آواز

مرغ دل صید کی خاطر ہی پھڑکنے لگتا
سنکے او صید فگن تیر کے پر کی آواز

بول اوٹھتے ہیں شب وصل جو کچھ رات رہے
ہوش اوڑا دیتی ہے مرغان سحر کی آواز

کاش اکبار تو پھر سر پہ کھلے کے پھر جا
اے ہما ہو گئی عنقا ترے پر کی آواز

سچ ہی معشوق نہو پاس تو چپ لگجائے
غنچے چٹکے تو کھلے مرغ سحر کی آواز

نام لے لیکے ہر احباب کا مین چلایا
نہ سنی شہر خموشان میں بشر کی آواز

جرس قافلۂ راہ عدم سنتی ہے
منزل عشق میں اوس سنگدل کی آواز

پس دیوار میں بولا تو قسم کہا کے کہا
بخدا ہی یہ اوسی خستہ جگر کی آواز

دانت وہ پیستے ہیں مجھپہ خدا خیر کرے
نہ سنی ہوگی کبھی سلک گہر کی آواز

شورش داغ جدائی سے جو دم بھر چیخا
پڑ گئے عاشق تفسیدہ جگر کی آواز

وعدہ میں بولی افلاک نشین آئی ہے
پاٹ دار ایسی ہے اوس رشک قمر کی آواز

موت کی ہچکی دم نزع جو آئے مجھکو
سنکے گھبرا گئے وہ کوس سفر کی آواز

ڈر گیا مین ترے کوچے مین ذفیرا جو کوئی
کہ سنائے نہ خدا اہل سقر کی آواز

بس چلے گر تو کروں اوٹھی ٹھہری سی میں حلال
زہر لگتی ہے مجھے مرغ سحر کی آواز

۱۲۵

نور غنچہ کی طرح دل ہی شگفتہ ہوتا
کان میں آتی ہے جب اوس گل تر کی آواز

۶

چھوٹی نہیں ہے ہاتھ سے تیغ و سپر ہنوز
باندھے ہے ہوی ہے قتل پہ قاتل کمر ہنوز

میرا علاج کچھ نہ طبیبوں سے ہو سکا
باقی ہے ہجر یار میں درد جگر ہنوز

آیا جواب خط جو نہ میرا سبب یہ ہے
پہونچا حضور یار نہیں نامہ بر ہنوز

مہمان ہیں کوئی دم کے ہم آئی ہے لب پہ جان
اوس تیغ زن کو حیف نہ پہونچی خبر ہنوز

مطلق فراق میں نہ دوا نے اثر کیا
صندل سے بھی گیا نہ مرا درد سر ہنوز

۱۲۶

پہونچا یا یار تک جو نہ قاصد نے خط مرا
اے نور نامہ بر ہے میان سفر ہنوز

۷

کرتا ہے باغبان یہ چمن میں پکار روز
اے بلبلو بہار ہے گلشن کی چار روز

یاد آتی ہیں ہمیں تری بالی کی مچھلیاں
کیونکر نہ تڑپے اپنا دل بیقرار روز

مدت کے بعد آئی ہوائی بادشاہ حسن
رہجا مرا اس فقیر کے گھر پانچ چار روز

سہولے ہین آج کل گل داغ فراق یار
رہتی ہے خانہ باغ مین اپنے بہار روز

اے وائے گوش گل کہ پہونچی نہین صدا
بلبل کی طرح کرتا ہون نالے ہزار روز

مین کیسا مہر کو بہی دکہاتا نہین ہی شکل
ہوتا ہے منہ اندہیری وہ مہر و سوار روز

وہ عندلیب مین ہون کہ مرنے کے بعد بہی
گلشن مین اوڑ کے جائیگا میرا غبار روز

کیونکر لباس یار نہ رشک چمن بنے
ملتا ہے پیرہن مین وہ عطر بہار روز

جلتے ہین آتش تپ ہجر صنم سے ہم
رہتا ہے مثل مہر بدن مین بخار روز

اے نور آج کل تری پروا نہین اونہین
کرتے ہین جان نثار ہزارون نثار روز

۱۲۷ — ۲۹

ردلیف سین مہملہ

بیٹھے ہوے رقیب ہین دلبر کے آس پاس
کانٹون کا ہے ہجوم گل تر کے آس پاس

اللہ رے دشمنی جو وہ گل سو رہا رات بہر
کانٹے بچھائے غیر نے بستر کے آس پاس

عاشق غریب گرد ہین یون اوس نگار کے
محتاج جسطرح ہون تونگر کے آس پاس

پہلو سے بڑہ کے لطف نہین روبرو ہین ہے
بستر لگاؤن گا تری بستر کے آس پاس

شب کو جو آئے فرط خوشی سے بہر آگیا
مثل تدرو اوس مہ انور کے آس پاس

دہوتے ہوے تہا جان سے جو ہاتہ غیر تو
آنے دیا نہ یار کے بستر کی آس پاس

غیرون کو خوف جان یہ ہوا وقت امتحان
آیا نہ کوئی یار کی خنجر کے آس پاس

کاٹون گا لب مین تیغ سے کوچی رقیب کے
آیا جو اے حسین تری گھر کے آس پاس

چھوڑا نہ ایک پل بھی کبھی نور مین نے ساتھ
دائم رہا مین اوس مہ انور کے آس پاس

۱۲۸ — ۱۱

ہے دلکو عشق ابروی جلاد کی ہوس
کرتی ہے قتل خنجر بیداد کی ہوس

سویا لپٹ لپٹ کے کسی شب نہ وہ حسین
نکلی نہ حیف اس دل ناشاد کی ہوس

یارب مجھے بھی تخت سلیمان نصیب ہو
ہے توں سے ایک پری نژاد کی ہوس

راضی ہوا نہ وصل پہ افسوس وہ حسین
پوری ہوئی نہ اس دل ناشاد کی ہوس

عاشق لگو نگو کہتی ہین خود دوڑ دوڑ کر
اللہ ری آب خنجر جلاد کی ہوس

بے دردیوں سے تُنے ملائی ہی خاک مین
اے جان اپنی عاشق برباد کی ہوس

آیا ہے بہر سیر گلستان وہ رشک گل
بر آئی شکر بلبل ناشاد کی ہوس

پڑ گیا ہوا ہی راستی قد پہ دم مرا
قمرے دل کو ہے کسی شمشاد کی ہوس

دل کو جو دو نیم کرتی ہی رہ رہ کے ہجر مین
آرہ ہوئی ہے قامت شمشاد کی ہوس

مژگان کے عشق مین رگ جان ہی پھڑک رہی
کس مرتبہ ہے نشتر فصاد کی ہوس

لائی ہے نور مجکو خرابات دہر مین
ملک عدم سے عالم ایجاد کے ہوس

۱۲۹ ردیف شین معجمہ ۷

اب بیان کرنے سے حاصل دل مضطر خاموش
ہوگیا یار مرے حال کو سُنکر خاموش

گدگدی کرنے سے آنکھوں مین بھر آئے آنسو
تم جو ہنسنے لگے مین ہوگیا رو کر خاموش

چپ سی کچھ لگ گئی دیکھا جو شبیہ دلدار
شکل تصویر ہے میرا دل مضطر خاموش

آسمان صورت گہوارہ پڑے ہلتے ہین
اب نکر نالے تو بس او دل مضطر خاموش

شب کو یاد آیا جو رقص بت عیار مجھے
شکل بسمل ہوا دل میرا تڑپ کر خاموش

یاد دلدار مین کیونکر نکرون نالے مین
فرقت گل مین ہو بلبل کہو کیونکر خاموش

۱۳۰
نور کیا بات کرے وہ بت کافر مجھسے
دہن سنگ کمان ہوتا ہی بس کر خاموش
۱۷

ہی دل کو چشم یار جفاکار کی تلاش
بیمار کو ہے نرگس بیمار کی تلاش

خنجر کی ہے تلاش نہ تلوار کی تلاش
ہی دل کو تیغ ابروے خمدار کی تلاش

بجا ہین مجھسے یار کی یہ لن ترانیان
موسی نہین کرون جو مین دیدار کی تلاش

ہنسکر صفائی گوہر دندان دکھائیے
ہے درج دل کو گوہر شہوار کی تلاش

شہرا سنا ہی موسے عمران سے حسن کا
کیونکر نہ مین کرون ترے دیدار کی تلاش

موجود تھا وہ چشم تصور کے سامنے
ہر سو جمال یار کے بیکار کی تلاش

کیا میری بیقراری دل سے غرض انہین
ہوتی ہے کب مسیح کو بیمار کی تلاش

کافی ہے اک اشارۂ ابرو برای قتل
ای ترک ہی عبث تجھے تلوار کی تلاش

پہونچا ہی جستجو مین ترے کوہ طور پر
اللہ رے تیرے طالب دیدار کی تلاش

چھوڑتون کا ہاتھ سے نہ مین گیسو کا سلسلہ
پاؤن کو بیڑیون کی ہی جھنکار کی تلاش

کس مرتبہ ہے رحم طبیعت مین یار کے
ہے بحر عفو جرم گنہگار کی تلاش

دور فلک مین ہوگا نہ مجھسا بھی بادہ کش
ہے یان مدام خانۂ خمار کے تلاش

اک راہ ہاتھ آئی عدم کے سنئے مجھے
فکر دہن مین ہے کمر یار کے تلاش

رہتی ہے روز قامت بالا کی جستجو
منصور کی طرح ہے مجھے دار کی تلاش

جوش جنون مین یاد ہی مژگان یار کی
پائے نظر کو ہے مری اس خار کی تلاش

ایسا ترے جمال کا دل کو ہی اشتیاق
کرتا ہون چار سو ترے دیدار کی تلاش

جلوہ جمال یار کا منظور ہو اگر
اے نور کیجے طور پہ دیدار کی تلاش

۱۳۱ ردیف صاد مہملہ ۱۱

شب کو چھپنا عاشقون سے نہیں اچھی خواص
تونے بھی ای ماہرو خورشید کی سیکھے خواص

رات بھر سونے نہیں دیتا ہو اونکو وصل مین
ہنس کی فرقت مین یہ اچھی نہیں تیری خواص

آگ لگ اوٹھتی ہی تن مین نام سنکر وصل کا
ہین یہ ادنا آتش عشق و محبت کی خواص

کہنے سننے پر رقیبون کے نہ آجا یار رو
یہ طبیعت ہی بری یہ تو نہیں اچھی خواص

مہربانی کی جگہ ای ماہ ہین ہم پر عتاب
کیا طریقے ہین تمہارے اور ہین کیسی خواص

دو عوض عناب لب کی بوسۂ سیب ذقن
مختلف ہوتے ہین ای عیسے سب اشیا کی خواص

تاب لائے کیا تمہارے شعلۂ رخسار کے
ہین دل بیتاب مین سیماب کی ساری خواص

آگ کی چنگاریان ہین ہجر مین آنسو نہیں
اشک کی قطرون مین ہین ساری سمندر کی خواص

بے طلب دینگے وہ بوسہ سبزۂ رخسار کا
کہربا سے کم نہیں ہین عشق کامل کی خواص

سرد مہری شب کو دن کو گرمیان کرتا ہی وہ
مہر و مہ کی اوس پری پیکر نے ہی سیکھے خواص

ہاتھ آتے ہین دُر مضمون ہزارون وقت فکر
ہین مری طبع رسا مین نور دریا کی خواص

۱۳۲ ردیف ضاد معجمہ ۹

ہے سرو دید نگاہ قد یار کے عوض
پھولون کو دیکھتا ہون مین رخسار کے عوض

کہتے ہین تیغ ناز سے کشتہ کرینگے ہمین
ابرو سے مجھے دکھاتے ہین تلوار کی عوض

ہی خود لپٹ کے سوتے تھی مجھکو تو بیخبر ہین
آنکھون ہی سے لپٹتا ہون مین یار کی عوض

ہوتے نہین ہین وصل مین راضی کسیطرح
انکار ہے زبان پہ اقرار کی عوض

جب مانگتا ہون بوسہ عارض مین یار سے
تو سے مجھے دکھاتے ہین رخسار کی عوض

۱۳۳

اے نور اشتیاق بہت ہے تو باغ مین
نرگس کو دیکھہ لو دل بیمار کے عوض

۱۸

بڑہ گیا خط کے نکلنے سے وقار عارض
جو گنے ہو گئے سبزہ سے بہار عارض

نور روشن ہے زمانے پہ تو چار عارض
مہر و خورشید ہین خود آئینہ دار عارض

قرب خورشید فروزان مین ستارہ سمجھا
خال مشکین نظر آیا جو کنار عارض

ہمین حسن مین اس آگ سی لگ اوٹھے گی
آتش گل کی طرح بہڑکی جو نار عارض

سبزۂ خط کے نکلتے سے وہ جوبن نہ رہا
ہو گئی صرف خزان حیف بہار عارض

خط شبرنگ ہوا مانع نظارۂ حسن
بند کانٹون سے ہوئی راہ دیار عارض

نور گالون سے ٹپکتا ہے پسینا بنکر
چشمۂ خورشید ہو کس منہ سے دوچار عارض

دیکھنا گرد رخ یار پہ پردہ کا فروغ
روے خورشید کا غازہ ہے غبار عارض

وہ حسین اور لئے جو رخسارۂ روشن سے نقاب
مہ و خورشید ہوں ہو دل سے نثار عارض

بعد گلگشت جو وہ آئینہ طلعت آیا
دامن گل سے مین پونچھونگا غبار عارض

گل سے غنچہ نے کہا دیکھہ کی روی جانان
مین ہون قربان دہن تو ہو نثار عارض

خط شبرنگ سفیدی سے مبدل ہوگا
صبح ہو جائیگی اک دن شب تار عارض

گل ہو سن گل رخسار نظر آتا ہے
بوسۂ رخ کا تصور بھی ہے بار عارض

زلف رخسارۂ گلگون پہ وہ کیونکر چھوڑے
سایہ مژگان کا نزاکت سے ہی بار عارض

تار گیسو کیطرح جسم ہوا ہے لاغر
مجہسا ہوگا نہ کوئی عاشق زار عارض

عارضی حسن پہ لازم نہین اتنا بھی غرور
چار دن اور ہے مہمان بہار عارض

بوسے رخسارۂ گلگون صنم کے لیجے
کھینچے شہباز محبت سے شکار عارض

۱۳۴

گو بندہ کر جوئی جواد سن ماہ نے بھی چھوڑ دی
نہ گیا شہر ختن چھوڑ دیار عارض نہ

۱۴

صیاد سے غرض ہے نہ کچھ دام سے غرض
ہے مرغ دل کو زلف سیہ فام سے غرض

مبہوت ہوں میں یاد رخ و زلف یار میں
مطلب نہ صبح سے ہے نہ کچھ شام سے غرض

کہتا ہے نامہ بر سے وہ خط کے جواب میں
کچھ مجکو اونکی نام و پیغام سے غرض

وہ دلو بے شباب کے وعدے گذر گئے
اب یار سے غرض ہے نہ پیغام سے غرض

بوسے پہ بوسہ عارض سیمیں کا بیجیے
دنیا میں ہے سخی کو فقط نام سے غرض

آٹھوں پہر خیال ہے اوس چشم مست کا
آنکھوں کو ہے مدام یہاں جام سے غرض

تھمتے نہیں ہیں نالہ سوزان فراق میں
آٹھوں پہر زبان کو ہے کام سے غرض

جو سون زبان کو بوسہ چشم نگار لوں
اے دل نہ نور سے ہے نہ بادام سے غرض

سوتے ہیں یہیں پہیل کے وہ فرش ناز پر
ہے اونکو اپنے چین سے آرام سے غرض

وہ لاکھ ہم بھلون سے برائی کیا کریں
شکوے سے کچھ غرض ہے نہ الزام سے غرض

کیا کام ہے حسین ہزاروں ہیں خلق میں
ہے ہمکو اپنے یار دل آرام سے غرض

کلمہ نہ اوس صنم کا پڑھیں نور کس طرح
کافر ہے وہ جسے نہیں اسلام سے غرض

۱۳۵

ردیف طاے مہملہ

۸

اے دل عبث ہے زلف سمن بو سے ارتباط
اچھا نہیں ہے اونکی گیسو سے ارتباط

مشہور ایک جان و دو قالب ہیں خلق میں
ایسا بڑھا ہے ایک پری رو سے ارتباط

ہمکو ملے نہ بوسہ حلقوم یا نصیب
ہو دہکدہکی کو یار کی جگنو سے ارتباط

انجام کار ہاتھوں کو دہو بیٹھا جان سے
اے دل بڑھا کے خنجر ابرو سے ارتباط

کس طرح دم بھر وہ زمین قمری کی شکل سے
ہے دل کو ایک سرو لب جو سے ارتباط

ابرو و زلف یار سے الفت نہ چاہیے
لازم نہیں ہے سانپ سے بچھو سے ارتباط

وحشت میں ہے تصور چشم سیاہ یار
صحرا میں کیوں بڑہاوں نہ آہو سے ارتباط

بلبل کی طرح چہچہے کیونکر کروں نہ میں
ہے دلکو نور اک بت گلرو سے ارتباط

۱۳۶

۹

صفحہ رخسار پر گر آسکے خط
صاف ہالۂ ماہ کا بنجاے خط

دل مرا ماہر ہوا اسکے حال سے
یاالٰہی جلد وہ بھیجو اسکے خط

چار شکوے کے جو لکھیں حرف وہ
آٹھ آٹھ آنسو مجھے رلوائے خط

گر لکھوں حال آتشیں رخسار کا
شعلہ شمع لگن بنجائے خط

صاف کھلجائے لفافہ حسن کا
سبزہ رخسار پر گر آئے خط

نقد جان دوں نور میں انعام میں
نامہ بر اوس شوخ کا گر لائے خط

۱۳۷ ردیف ظائے معجمہ ۹

دل کے ٹکڑے کیے دیتا ہے بیان واعظ
سے جلتے ہے صورت شمشیر زبان واعظ

دل میں گذر کرتا ہے مومن کے بیان واعظ
نور کیونکر نہ ہو جنت میں مکان واعظ

کیون نہ پاکیزہ و طاہر ہو زبان واعظ
حوض کوثر کا نمونہ ہے دہان واعظ

فکر ہر ایک کی ہوتی ہے بقدر ہمت
رند قلقل کو سمجھتے ہیں بیان واعظ

ساقیا وعظ میں سنتا ہوں جو میں ذکر شراب
ذائقہ دیتا ہے کانوں کو بیان واعظ

میکشو کیون نہ کروں میں لطمی ہی توبہ
ہوش اوڑتے ہیں جو سنتا ہوں بیان واعظ

حافظہ ہیچ ہے غلط گو کو کہاں ہوتا ہے
آج اگر کچھ ہے تو کل کچھ ہے بیان واعظ

ہر مومن پہ ہمی حب علی واجب ہے
ہے وہ کافر جو غلط سمجھے بیان واعظ

۱۳۸
توبۂ بادہ کشی پیر مغان تک کرتے
نور اس دور میں ہوتا جو زبان واعظ
۷

مرے کلام سے ہو گیا وہ جان جان محفوظ
ہوا ہے نغمہ بلبل سے کل کہاں محفوظ

ہیں آپ کانے سوا اپنے اگر دہان محفوظ
کسیکی صورت حسین سے ہے دل یہاں محفوظ

تلذ ذ شب و ہملت بیان کیا کیجے
دہان یار میں کیا کیا ہوئی زبان محفوظ

کہ ذکر عیش کا ہی نصف عیش ہوتا ہے
کرے نہ روح کو کیون وصل کا بیان محفوظ

نہ خوش ہوں کیون میں گل داغ ہجر جانان سے
گلوں کو دیکھ کے ہوتا ہے باغبان محفوظ

شب وصال کی لذت کو پوچھتے کیا ہو
کہ دلکو کرتا ہے کیا کیا وہ جان جان محفوظ

مری کلام سے عالم کو حظ ہوا حاصل
نہ ضعیف نور ہوا پر وہ جان جان محفوظ

۱۳۹ ردیف عین مہملہ ۱۲

تھی اودہی سطور جو صورت دکھائی وقت نزع
پڑھنے کو لیسین آیا یار جانی وقت نزع

ہو زبان پر ذکر عشق یار جانی وقت نزع
دم نکلتا ہے مرا اک ساقی مے نوش پر
او گل باغ جہان تیری ہوائی شوق مین
وہ بگڑتے ہین تو بگڑین یان ہے خود دم پر بنی
غیر حالت دیکھکر چھوڑا مرا دم بھر نہ ساتھ
جسم نبض ہے اوسی کی دل سے پوچھنا چاہیے
بدلی چہلے کے دوپٹہ دو کفن کے واسطے
دست و پا رہتی نہین قابو مین اے جان جہان
یاد مین ہنستے ہین تیری سرمگین آنکھون سے اشک
رو رو کے آنسو دیا اک اور داغ نو مجھے
آمد و رفت نفس تک مین نہین ہوتے تمیز
دیکھکر حال ردی آئی نہ اوس یوسف کو تاب
دور ہو تکلیف سب ہی یہ ہین اخلاص کے
ہای عاشق ہای شیدا کہکے روتے تھے مجھے

کلمہ کے بدلے ہی ہو اونکی کہانی وقت نزع
جائے شربت دو شراب ارغوانی وقت نزع
جھلملاتا ہے چراغ زندگانی وقت نزع
کون کرتا ہے کسیکی میہمانی وقت نزع
مجھ کی اوس مہ نے کیسے مہربانی وقت نزع
کیا کہوں ہوتی ہے جو تکلیف جانی وقت نزع
کچھ تو دیتے جاؤ تم اپنی نشانی وقت نزع
لطف پیری کا دکھاتی ہے جوانی وقت نزع
نیل آنکھوں سے نہین گھلتا ہے جانی وقت نزع
کیا ضرورت تھی تمھے لعنت جتانی وقت نزع
زور دکھلاتی ہے کیا کیا ناتوانی وقت نزع
تھا عجز نزدون مین شریک نوحہ خوانی وقت نزع
مختصر سورہ کرو دم کوئی جانی وقت نزع
مین سنتا تھا یہ مین اونکی زبانی وقت نزع

کوس رحلت کا مزا ملتا ہے بیہوشی مین نور
قہر ہے آواز مرغ بوستانی وقت نزع

عارض پر نور کے آگے ہوئی بے نور شمع
نام بھی لیتا نہ کوئی گر نہ پاتے نور شمع
برق ہے یا شعلہ ہے یا نور کا ٹکڑا ہے یار
خاک ہو جائیگی دیکھے گی جو بیدی آتشین
مثل پروانہ ابھی جلجای سوز رشک سے
دیکھتے ہی میرے اوس خورشید رو کو بزم مین
کیا مرے ساڑھ مین شمع رو پر اسکو سودا ہو گیا
آستین مین ساعد پر نور کیونکر ہو نہان
رخ پر زلف یار کیا ہے روشنی کے احتیاج

کوئی میرے پاس سے لیجا کے رکھدی دور شمع
تیرے صدقے سے زمانے مین ہوئی مشہور شمع
بجھتا غا او نگلیان ہین یا ز وی پر نور شمع
حسن پر اپنی عبث ہے اسقدر مغرور شمع
ہو مقابل اوسکے منہ سے کیا ترا مقدور شمع
مثل کافور سحر ہو جاتی ہے کافور شمع
میری صورت سے جو رہتی ہے ہمیشہ غور شمع
پردہ فانوس مین ہوتی نہین مستور شمع
عارض پر نور سے گھبرا کے ہوئی بے نور شمع

ردیف غین معجمہ

١٢١ — ١١

کیا منہ بھلا جو آئے ترے روبرو چراغ
اے رشک مہر دونون جہان مین ہے تو چراغ

روشن کرے جو دست حنائی سے تو چراغ
روغن کی جا جلائے ہمارا لہو چراغ

ہے تجھ مین اہمین فرق زمین آسمان کا
جگنو کی شکل سے ہے ترے روبرو چراغ

گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہے رشک سے
کیا جل رہا ہے سنکے تری گفتگو چراغ

خاموش ہوگیا جو ذرا بھی ہوا لگے
ہر زود رنج سے ہے سوا تند خو چراغ

اے حور مہر و ماہ ترے دونون گال مین
پاتا نہین فروغ ترے روبرو چراغ

موہی کی طرح ہاتھ جلانے سے فائدہ
اے شمع حسن لعل سمجھ کر نہ چھو چراغ

محفل مین بندھ گئی ہے ترے حسن کی ہوا
بجھ جائے کس طرح نہ ترے روبرو چراغ

اوس گل سے کر رہا ہے بھلا کیون برابری
پائیگا تا بہ حشر نہ یہ رنگ و بو چراغ

بے نور ہے جو دن کو تو پر نور رات کو
سیکھا ہے کیا عروس فلک کی یہ خو چراغ

وہ کشتۂ غریب رہ عشق ہون مین نور
روشن کرینگے میری لحد پر عدو چراغ

١٢٢ — ١٢

اک ماہ وش کے ہجر مین اس درجہ کھائے داغ
باقی نہین ہے نام کو بھی دل مین جائے داغ

طاؤس کو چمن مین جو مین نے دکھائے داغ
شرما کے اوسنے اپنے پرون مین چھپائے داغ

تارے نہین ہین اطلس گردون پہ جلوہ گر
پہنے ہوے ہے پیر فلک بھی قبائے داغ

عالم کو مجھ پہ سرو چراغان کا شک ہوا
اوس ماہ کے چھڑون کی سراپا جو کھائے داغ

کیونکر نہ داغ دون صنم ماہ رو سے مجھے
دلکو مرے خدا نے بنایا برائے داغ

پردے صبیح یار سے اوٹھتی نہین نقاب
کافور کی جو فکر ہے مجھکو برائے داغ

چاک کفن سے خون پکارے گا حشر مین
دامن سے اوسنے گو کہ لہو کے چھڑائے داغ

ہے سر سے میرے آگ کا شعلہ بھڑک رہا
دکھلاؤن مہر و ماہ کو نشو و نمائے داغ

کہتا ہون مہر و ماہ کو گردون پہ دیکھکر
کس نوجوان پہ پیر فلک نے ہین کھائے داغ

اک آگ سی لگی ہے بھکا جاتا ہے بدن
ایسے بھڑک رہے ہین مرے شعلہ ہائے داغ

بازار حسن مین ہین ہزارون ہین ماہرو
کس کس کا میرا یہ دل شیدا اوٹھائے داغ

پچھتاے عشق کرکے ہم ان پری رو شون سے
حاصل ہوا نہ خاک بھی ہمکو سواے داغ

۱۴۳ — ردیف فا — ۱۲

دل صورت آئینہ ہو عاشق کا اگر صاف
جلوہ رخ محبوب کا آجائے نظر صاف

پندار تمہین حسن دو روزہ پہ ہے بیجا
کہ بیٹھتے ہین منہ پہ ہم اسے رشک قمر صاف

گیسو کے تصور مین یہ ہے ضعف بصارت
مجکو نظر آتا نہین رخسار قمر صاف

پوشیدہ کوئی راز نہ خلوت مین کرینگے
دل عاشق جانباز سے اونکا ہے اگر صاف

لاغر تپ فرقت نے کیا ہے ہمین ایسا
سینہ سے نظر آتا ہے اے جان جگر صاف

مثل رگ جان دیدہ عاشق سے نہان ہے
کس طرح نظر آئے بھلا موے کمر صاف

وہ چاند کا ٹکڑا نظر آجائے کا ہمکو
ہے مطلع خورشید جہانتاب اگر صاف

کچھ ذکر نہین گیسو کے اولجھتی ہے گلی مین
تقریر کو انسان کرے لاکھ اگر صاف

لازم ہے تمہین عاشق شیدا سے کدورت
دل آئینہ ہے چاہیے اسے رشک قمر صاف

بتیسی عجب رنگ کی ہے درج دہن مین
دندان مصفا ہین ترے سلک گہر صاف

حبس ظلم سے یہ بلبل ناشاد کے پوچھے
یارب یہ نہین صیاد ستمگر کا ہو گھر صاف

۱۴۴
مضمون کدورت کا ہے زیبیں تو ہو نور
آئینہ صفت بندش مضمون ہے مگر صاف
۹

دنیا مین کوئی ہو نہ کبھی مبتلاے زلف
نازل نہو کسی پہ الٰہی بلاے زلف

کچھ غم نہین ہزار وہ کافر بناے زلف
کوئی نہوگا میرے طرح مبتلاے زلف

دندان پہ صاف بیضہ افعی کا ہو یقین
بل رسیکے دانتون مین جو وہ کافر دبائے زلف

وہ عندلیب مین نہین آؤن جو دام مین
وہ رشک گل ہزار بنا کر دکھائے زلف

تیرہ ہو چاند سے شب دیجور کی طرح
سوتے مین روے یار پہ اور جو کر جو آئی زلف

زلفون کا عشق کیون دل صد چاک کو نہو
زلفین برائے شانہ ہین شانہ براے زلف

دل کو جو عشق گیسوے خمدار یار ہو
ہر روز ایک آفت نو سر پہ لاے زلف

پھر سر مین داغ صورت لالہ ہو زلف کا
فصل بہار آئی ہے پھر گل کھلاے زلف

۱۴۵
ہے نور صبح عید ہو شام شب وصال
رخسار سے وہ مہر جو اٹھا دو گھٹاے زلف
۱۳

عمر ہتی ... جو قاتل کی طرف
صورت بسمل تڑپتا ہی بغل مین رات دن
آپ سے جاتا نہین ہون مین مکان یار مین
قتل جو اوسنے کیا غیرون کو تیغ ناز سے
اور اسے قاتل فقط اک ہاتھ کا محتاج ہے
صاف شکل صاحب خانہ نظر آئی ابھی
یاد آتے ہین شب غم مین جو وہ رخسار صاف
جب محافہ مین نکلتا ہی کوئی لیلے منش
وصل کو کہتا ہون تو شرما کے کہتا ہی وہ بت
کسقدر ہی روح کو شوق شہادت کی ہوس
شوق ہی نظارہ لیلے منش کا کسقدر
شکوہ نامہ بانی ہی عبث اوس ماہ سے
سچ تو یہ ہے لو رہی شوق شہادت ہمکا نام

... اس ... بسمل کی طرف
دیکھہ ای قاتل ذرا بیتاب ہے دل کی طرف
پاؤن خود کھینچے لیے جاتے ہین منزل کی طرف
رہ گیا مین دیکھکر حسرت سے قاتل کیطرف
تولکر کیا تیغ رہجاتا ہے بسمل کیطرف
غور سے دیکھو اگر آئینہ دل کی طرف
دیکھتا ہون حسرتون سے ماہ کامل کی طرف
دوڑتا ہون صورت مجنون مین محمل کیطرف
کانپتا ہی خوف سے دیکھو مری دل کی طرف
سر بکف جاتا ہون خود مین کوی قاتل کیطرف
خود بخود آنکھین پہری جاتی ہین محمل کیطرف
کب کسی گل کو توجہ ہی عنادل کی طرف
خود کھنچے جاتے ہی گردن تیغ قاتل کیطرف

۱۲۹۶

ردیف قاف

۱۲

شکل دکھلاؤ کرین رخ کے نظارے سے مشتاق
شوق نظارہ سے ہین گو رکنارے مشتاق
سبزہ خط کا جو بوسہ نہ لے گا ابے گل
مین جو کہتا ہون کہ حسرت ہی قدمبوسی کی
یار کہتا ہی کہ کس کس کو دکھائین صورت
لن ترانی کی ترانے کی ہی کانون کو ہوس
یہ تب ہجر جڑی ہے کہ او ترنے کی نہین
شکل دکھلاؤ نہین غمزہ بیجا سے حصول
سکتے ہین بوسہ شمشیر ادا کی حسرت
لن ترانی کی صدا کانون کو خوش آتی ہے

سیکڑون صورت موسی ہین تمہارے مشتاق
مرتے ہین حسرت دیدار مین سارے مشتاق
زہر کھا جائین گے اک روز تمہارے مشتاق
ہنسکے کہتے ہین کہ ہم بھی ہین تمہارے مشتاق
ایک دو تو نہین لاکھون ہین ہمارے مشتاق
ایکمدت سے ہین کانونکے تمہارے مشتاق
آج مرتے ہین غم و درد کے مارے مشتاق
ہم بھی تو صورت موسی ہین تمہارے مشتاق
کرتے ہین جانب ابرو جو اشارے مشتاق
اسلیے ہون تری آواز کا پیارے مشتاق

شاعرون کی بندشین ہین سطرح یہ چمکا دیا
ورنہ ہو سکتی ہے کیونکر دھوپ سے انکا ورق

عکس ابرو کی جو افشان کا پڑے رخسار پر
آب زر ہو آب خنجر دھوپ سونے کا ورق

کونسا ہی مہر طلعت جلوہ افگن بام پر
ہے جو مثل روے دلبر دھوپ سونے کا ورق

پرتو رخسار و لب سے تیری اسے خورشید رو
سنگ ہی یاقوت احمر دھوپ سونے کا ورق

سو گئے اوٹھے وہ قمر طلعت تو بہر پیشکش
آئینہ لائے سکندر دھوپ سونے کا ورق

یہ بھی اونکی گندمی رنگت کا اک اعجاز ہے
بنگئی پڑتے ہی منہ پر دھوپ سونے کا ورق

پرتو خال و رخ پر نور سے اسے مہر وش
چرخ پر اختر زمین پر دھوپ سونے کا ورق

صبحدم وہ مہر جانے بام پر گر بہر سیر
صاف بنجائے چمک کر دھوپ سونے کا ورق

بولے اپنے روے نورانی پہ وہ ملکر گلال
دیکھیے تو ہے برابر دھوپ سونے کا ورق

یہ ہوا خط و رخ پر نور سے حاصل فروغ
ذرے ہین خورشید انور دھوپ سونے کا ورق

ہوت مثل لعل جو رنگ طلائی کی بیڑی
بنگئی اسے نور مضطر دھوپ سونے کا ورق

(١٥٠) ردیف کاف عربی (١٢)

روز کرتے ہین نئی مجھسے وہ جال ایک نہ ایک
یار سے دل کو پہونچتا ہے ملال ایک نہ ایک

پاجامہ کو طلب اطلس گردون کی ہے
چھیڑنے کو مرے کرتے ہین سوال ایک نہ ایک

کبھی یاد آتا ہے غمزہ کبھی ناز و انداز
رات بھر رہتا ہے اجان خیال ایک نہ ایک

یار کا گھر بھی نہین خانہ قزاق سے کم
روز لٹتا ہے یہان صاحب مال ایک نہ ایک

رات بھر میرے حسینون مین بسر ہوتی ہے
پاس رہتا ہے مرے حور جمال ایک نہ ایک

کوچۂ یار کو مین مسلخ قصاب کہون
سینے چھری ہوتا ہے سر روز حلال ایک نہ ایک

اب کسی شکل ملاقات نہین سمجھنے کی
آپ کی ذات سے ہوتا ہی ملال ایک نہ ایک

وہ حسین تو ہے تڑپتا ہر تری کوچے مین
کشتۂ جوہر شمشیر جمال ایک نہ ایک

اسلیے جاتا ہون درگاہ مین نوخیزی کو
نظر آ جائیگا خورشید جمال ایک نہ ایک

سر کے چھپکے سے جو چھوٹا تو پھنسا گیسو مین
ہے گرفتاری دل کے لیے جال ایک نہ ایک

اس سیہ خانہ مین نور روز کو آئیگا ضرور
آفتاب فلک حسن و جمال ایک نہ ایک

(١٥١) نور رہتا ہیون سے روز کو حاصل کیا ہے
مل ہی جائیگا حسین حور جمال ایک نہ ایک (١٠)

اے صنم تجھکو معاذ اللہ نہ آنکھیں ہی ہیں | آہ ہو وان کس کہیں بڑھ کے جگا رہی مشتاق

ہائے کس ناز و ادا سے وہ حسین کہتا ہے
نور تڑپ کیا ہے ہزارون مین ہمارے مشتاق

حقیقۃ ہے جہنم کی راہ کو سے فراق | سیاہ ہو دل کافر کے طرح روئے فراق
مین رشتہ رگ جان سے کسون گلوے فراق | کوئی جہان مین نہ مجھسا نہین عدوے فراق
شب وصال ہی مین ہو وصال یا اللہ | کرتا ہے گو نظر آسکے اب نہ روئے فراق
بہائے اشک مسلسل فراق جانان مین | ہمارے رونے نے رکھ لی ہیں آبروے فراق
کسی کے گوہر مقصد کبھی نہ ہاتھ آیا | عمیق تر ہے سمندر سے آبجوے فراق

فراق کو مین بھگا دونگا ایکدن اے نور
ڈرے یہ مجھسے بھلا مین ہون اور کوئی فراق

عجب نصیب ہے کس ہو روکش کا ہے فراق | سوے ریاض عدم لیچلے بلاے فراق
پہ سحر لیسر مرے روز سیاہ کا ہے اثر | شب وصال مین نازل ہوئی بلاے فراق
نہ کہا کہ یار نے جو ٹے ہنسا یا آفت مین | غضب ہوا مرے پیچھے پڑی بلاے فراق
اثر ہے طالع برگشتہ کے سبب برعکس | اگر مسیح پلاے مجھے دواے فراق
کیا ہے جیش جنون نے وہی ادھائیں جفا | وصال مین جو ہنسا ہوا ہو رلاے فراق
کبھی کرونگا نہ فرقت مین نالہ و فریاد | ہزار سال اگر چاہے آزماے فراق

پسیجتا ہی نہین ان بتون کا دل اے نور
ذرا اثر نہین رکھتی یہ نالہ ہاے فراق

ہو گیا ہے کیمیا گرد دھوپ سونے کا ورق | جن سے کی خاک بھی ہے دھوپ سونے کا ورق
نور سے رخ کے ہے سر بسر دھوپ سونے کا ورق | ہے بہ رنگ مہر انور دھوپ سونے کا ورق
ہے روایت اسکی ہے خود دھوپ سونے کا ورق | دیکھین ہم جیتی ہے کیونکر دھوپ سونے کا ورق
دیکھنا اس مہر کے رنگ طلائی کا اثر | رہ گئی عارض پہ بنکر دھوپ سونے کا ورق
جیسے جیب مین وہ گل رعنا جو نکلا بنگئی | چاندنی چاندنی سے کیا بہتر دھوپ سونے کا ورق
تمتمایا منہ تمہارا جو تیز مہر سے | نگاہی ادا دیکھکر دھوپ سونے کا ورق
صبحدم اوٹھی جو تمنے روئے پرنور سے | پرتو رخ سے ہے دلبر دھوپ سونے کا ورق

نادان ہون مین اس عمر دو روزہ پہ بھلا خاک
ہوجائیگا ہر عضو بدن بعد فنا خاک

سوز تپ فرقت سے اگر آہ کرون مین
جلجائین جبال ارمن کی صورت ہو سما خاک

مانو نہ برا عیب لگا یا کرین اغیار
اڑتی ہے کہین چاند پہ ای ماہ لقا خاک

مین روتا ہون تم ڈالتے ہو آنکھہ مین مٹی
بہتے ہوے دریا کو بھلا روکسکی کیا خاک

مین خاک کا پتلا ہون تکلف نہین مجھکو
تکیہ ہے مرا سنگ تو بستر ہے مرا خاک

ہر روز جماتے ہین عدو گرد کدورت
آئینہ دل یار کا ہو مجھسے صفا خاک

سرمہ ہی ہر اک عضو مرا جور فلک سے
ہڈی مری ڈھونڈہیگا تو کیا پائیگا ہما خاک

سمجھو نہ بگولا اوسے جنگل ہی جو اوٹھے
چکر مین ہے مجنون کی وہ اپنے لیلے ادا خاک

برباد نکر عاشق ناشاد کے مٹی
رہنے دے مری کوچۂ جانا نہین صبا خاک

١٥٢ — ١٠

بیمار ہے تو خاک شفا ہے ترے حق مین
اے نور در یار کی آنکھون سے لگا خاک

باتین سنا چکے ہو گل سے ہزار ابتک
خاموش ہون مین شکل تصویر یار ابتک

اوس گل سے مدتون سی ہی ترک رسم الفت
دل مین کھٹک رہا ہی خیرون کی خار ابتک

پیری مین بھی تو اونپر عالم شباب کا ہی
گو موسم خزان ہی پر ہے بہار ابتک

مرنے پہ بھی لحد مین آنکھین کھلی ہوئی ہین
اوس حور وش کا دلکو ہے انتظار ابتک

آنکھون کو راہ تکتے دو دن گذر گئے ہین
آیا نہ وہ صنم کیون پروردگار ابتک

محبوب یار سا بھی کوئی حسین نہوگا
بوسہ دیا تھا شب کو ہی شرمسار ابتک

گو گالیان ہزارون عاشق ملکو چکے ہین
نکلا نہین ہے دل کا اونکے بخار ابتک

آئینہ سرمہ شانہ پیش نظر دہرا ہے
سنتا ہون ہو رہا ہی کل سے نکھار ابتک

جو رو برو تمہارے حالت تھی میری دل کی
بیتابیان وہی ہین ای میرے یار ابتک

تیرے حبیب بیتا سو دل سے نور عاشق
بخشش ہوئی نہ اسکی اے کردگار ابتک

١٥٣ — ١١

ردیف کاف فارسی

سوز تپ فراق سی ہی تن بدن مین آگ
لگ جائے کس طرح نہ مری پیرہن مین آگ

جلنے لگا مین باغ مین بھڑکی بدن مین آگ
آخر لگائی آتش گل نے چمن مین آگ

کہا نہیں ہے پان کا ہونٹوں پہ یار کے
گویا لگی ہوئی ہے یہ ملک یمن میں آگ

مرنے کے بعد بھی نہ گئی سوزش جگر
لیتا گیا کسی کے نشانی کفن میں آگ

گلشن میں سیر کے لیے جائے اگر وہ گل
لگ جائے عکس آتش گل سے چمن میں آگ

غالب ہے میرے چار عناصر پہ سوز عشق
ہوتی ہے سب سے جو گئی شیروں کی تن میں آگ

موباف چوٹی میں نہیں ڈالا گل انار
اے شعلہ رو لگائی ہے تو نے ختن میں آگ

مار سیاہ زلف سے کیا کی ہے آشتی
رکھتے ہیں بیدھڑک جو سپیری دہن میں آگ

وہ سوختہ نصیب ہوں روز ازل سے میں
محفل میں جاؤں گر تو لگے انجمن میں آگ

پانی کے بدلے آگ برستی ہے اندنوں
اوس مہر نے لگائی ہے چرخ کہن میں آگ

۱۵۴ اوس شمع رو نے نور جلایا ہے اسقدر
گر آہ میں کروں تو لگے انجمن میں آگ ۸

کسقدر یار کا ہے گورا رنگ
چاند کا بھی نہوگا ایسا رنگ

ایسا دیکھا نہیں کسیکا رنگ
چنپئی ہے غضب تمہارا رنگ

گنبد نے رنگ کا پڑا جو عکس
آبجو کا ہوا سنہرا رنگ

کسپہ عاشق ہو کچہ تو بتلاؤ
زعفرانی ہے کیوں تمہارا رنگ

خون عاشق میں کپڑے رنگواؤ
لال منظور ہے جو گہرا رنگ

جام جب سے دیا ہے ساقی نے
تب سے اغیار کا ہے پیلا رنگ

مہر و مہ کا ہے حال روشن ہے
نہیں سرخ و سفید ایسا رنگ

۱۵۵ رنگ غیروں کا اوڑ گیا اے نور
ہمنے حسن روز سے جمایا رنگ ۱۷

یبسگی سے ہے یہ اونکی دہن تنگ کا رنگ
ٹپکا پڑتا ہے لبوں سے مئی گلرنگ کا رنگ

ہجر میں ہے یہ تری عاشق بے ننگ کا رنگ
زرد گیندے کی طرح ہے رخ خوشرنگ کا رنگ

ساغر مہر لقا کا جو پڑا پر تو رخ
آفتابی نظر آیا مئے گلرنگ کا رنگ

ہم فقیروں کے شہنشاہ بھی ہیں دست نگر
مٹ گیا بوریے کے سامنے اورنگ کا رنگ

نغمے سنکر ترے زہرا کو نہ کیونکر غش آئے
لحن داؤد سے ملتا ہے اس آہنگ کا رنگ

بنگیا ساغر مے عکس لب گلگوں سے
متغیر ہوا ایسا قدح سنگ کا رنگ

عکس خط و رخ گلگون سے تری اے شہ حسن — لاجوردی نظر آیا گل اورنگ کا رنگ
دیکھکر گھٹتا ہے رنگ شفق شام اودہ — شوخ اس مرتبہ ہے رخت بت سنگ کا رنگ
سرخ جو صورت گل یار کے گلگتکیے ہیلیں — بہوت نکلا ہے یہ رخسارہ گلرنگ کا رنگ
کان دہر کر وہ مرا حال نہیں سنتے ہین — گل سے بگڑا ہوا ہے عاشق بی ننگ کا رنگ
ہچکیان شام سے آتی ہین برنگ مینا — آج تپلا ہے ترے عاشق بی ننگ کا رنگ
رات بہر سامنے میرے وہ بجاتے ہین ستار — پردے پردے مین جما یا ہی عجب ڈہنگ کا رنگ
پرتو رخ سے تو گلنار ہوا رنگ شراب — سبزہ خط کے سبب سبز ہوا نگ کا رنگ
بستگی ایسی نہ آگے تہی نہ ایسے سرخی — غنچہ گل سنے اوڑایا دہن تنگ کا رنگ
محو تا عاشق یکرنگ زمانہ سبہجے — میری تصویر مین ہو چہرہ گلرنگ کا رنگ
سبزہ رویون پہ کہان خوش ہو گلرویون کو — مے گلرنگ پہ طرہ نہو کیون بنگ کا رنگ
ان بتون سے کہو بہلا ایک سی صورت کیونکر — مختلف ہوتا ہے ای نور سراک سنگ کا رنگ

۱۵۶ — ردیف لام — ۱۶۸

موسم گل مین عبث کرتے ہے نالے بلبل — کوئی صیاد سے کر دے نہ جواے بلبل
ہے کئی روز سے وہ فکر گرفتاری مین — دہشت صیاد سے اللہ بچاے بلبل
موسم گل یہ کہان اور کہان کنج قفس — تجھکو اللہ مصیبت سے نکالے بلبل
اشک بہر آتے ہین آنکھون مین برنگ شبنم — یاد آتے ہین جو برسات کے جہالے بلبل
شوق سے شاخ گل تر پہ نشیمن کرنا — گہر کو صیاد ذرا باغ سے جاے بلبل
گہات سے ہاتہون مین لاہی چہپائی صیاد — آشیانے سے نہ بازو کو نکالے بلبل
آتش گل دم نظارہ فروزان جو ہوئی — پڑ گئے پاسے نظر مین مرے چہالے بلبل
کہین صیاد نہ کمسنی سے زبان کو کہینچے — چہچہے کو بند کرے منہ کو سنبہالے بلبل
ہے بہار چمنستان مین خزان آنے کو — چار دن اور مزے خوب اوڑالے بلبل
نغمہ سنجی سے ترے دل کو مزا ملتا ہے — پہر اوسی لطف سے کر باغ مین نالے بلبل
اور اک دن کی ہے مہمان بہار گلشن — خوب سا لطف چمن آج اوڑا لے بلبل
وجد گلزار کو ہوتا ہے ترے نغمون سے — جہنڈ لگے ہین ہر نخل سے کے ڈالے بلبل

دور گلچین نہ رہیگا نہ یہ صیاد کا ڈر
سہہ یہ بار غم فرقت کو اوٹھالی بلبل

۱۵۷ ۹

ہجر مین یاد جو اوس گل کے ترانے آئے
نغمہ سنجی کے لیے نور نے پائی بلبل

کشتۂ تیغ دلستان ہے دل | مرغ بسمل صفت طپان ہے دل
جان کے ساتھ جائے دل بھی مرا | ہو سبک تن بہت گران ہے دل
آج کچھ صبح سے تڑپتا ہے | صورت مرغ نیم جان ہے دل
سانس آتی ہے تن مین رک رک کے | کس قدر میرا ناتوان ہے دل
نہ تو تو ہے نہ جان ہے تن مین | آج خالی ترا مکان ہے دل
نیند آتی ہے چین سے مجھکو | آج کل مجھپہ مہربان ہے دل
یاد مین کس کے دست رنگین کے | صورت چشم خونفشان ہے دل
جھک گیا ہون جو پیری کی صورت | تو وہ تیر بے کمان ہے دل

۱۵۸ ۱۲

نور مجھکو یہان نہ سمجھو تم
مین وہین ہون مرا جہان ہے دل

ہوتا نہین ہے کوئی مرا میہمان دل | روتا ہون دیکھ دیکھ کے خالی مکان دل
رونے لگو سنو جو مفصل بیان دل | کچھ مرثیہ سے کم نہین ہے داستان دل
غافل نہ زلف و رخ کی دوراہے مین رکھ قدم | لٹتا ہے دن دہاڑے یہان کاروان دل
الفت تو دی خدا نے یہ مجبور کر دیا | اڑتی تری زبان سے جو ہوتی زبان دل
قدسی بھی ہاتھ رکھتے ہین کانون پہ جو سنین | جاتا ہی آسمان پہ جو شور و فغان دل
کوچی کا مال لے گئے تم لوٹ لوٹ کر | ہے کچھ پتا جگر کا نہ اب کچھ نشان دل
ممکن نہین کہ کم ہو محبت حضور کے | جسطرح چاہین آپ کرین امتحان دل
کیا پوچھتے ہو ہجر کی بیتابیون کا حال | حد سے کہین حضور ہے باہر بیان دل
ایسا حسین ہی کون ہے جسے دل کو دیجیے | کوئی جہان مین نہین ہے قدردان دل
گھیرے ہوے ہین لشکر اندوہ و درد و یاس | دیکھو تو چشم غور و تامل سے شان دل
اصرار سے لاغری کہ گھلا دل غم ہجر کے | ثابت ہوا جہان پہ یہ راز نہان دل

۱۵۹ اے نور ایک اور غزل عمدہ تر کہو
سمجھے ہو مختصر ہی ابھی داستان دل ۱۳

اوڑ جاتے ہوش سنتے جو دم بھر فغان دل — سیخے کی طرح جلتی ہے فر فر زبان دل
کیونکر مزے اوڑاتے نہ اوس سرو نار سے — ہر برگ گل زبان تو غنچہ دہان دل
اے بت خدا کے سامنے فریاد حشر مین — کہتا تمہارا ظلم جو ہوتا دہان دل
باتین شب فراق مین کرتا ہے رات بھر — حیرت یہ ہے نظر نہین آتا دہان دل
لیتا ہون کے بوسے دکھا کر رقیب کو — ہوتا تمہارے شکل جو چشم دہان دل
آتا نظر نہین کمر یار کے طرح — شاید ہے تنگ صورت غنچہ دہان دل
کیا مصلحت تھی اسمین خدائے قدیر کی — دل تو بنایا پر نہ بنایا دہان دل
حسرت ہے کیا نشانہ تیر نگاہ کے — سوفار کی طرح جو کھلا ہے دہان دل
کرتا ہے نالہ صورت بلبل یہ کس طرح — ظاہر برنگ گل تو نہین ہے دہان دل
ہوتا ہے تخلیہ مین یہ پھر ہمکلام کون — سنتے تو ہین یہی کہ نہین ہے دہان دل
آتی ہے بید مین کی صدا دلسے آہ کے — ثابت ہے اس دلیل سے پھر دہان دل

١٦٠ — اے نور ایک قافیہ مین ہے غزل تمام
موزون ہزار طرح کیے ہین دہان دل — ١١

آنکھون پھر ہے کوچہ دلدار کا خیال — بلبل کو ہوتا نہین گلزار کا خیال
ہر دم ہے دل کو ابروے خمدار کا خیال — کرتا ہے قتل یار کے تلوار کا خیال
سچ تو یہ ہے کہ تب ہے ملاقات کا مزا — میرا تو یار کو ہو مجھے یار کا خیال
ایسا مین محو جلوہ رخسار ہو گیا — رہتا ہے خواب مین بھی مجھے یار کا خیال
بجلی سے ایک آنکھون کے نیچے چمک گئی — آیا جو شب کو جلوہ رخسار کا خیال
سودا ہوا تصور زلف سیاہ سے — کیا بد بلا ہے گیسوے دلدار کا خیال
دن رات آسمان کی جانب نگاہ ہے — اللہ رے تیرے طالب دیدار کا خیال
حسرت سے دیکھ لیتا ہون مین چاند کیطرف — آتا ہے جب مجھے ترے رخسار کا خیال
بلبل ترے ترانے ہین کانون کو ناپسند — جب سے سنا ہے اک گل بیخار کا خیال
کافی ہے ایک جنبش ابروے یار قتل — اسے ترک ہے عبث تجھے تلوار کا خیال

١٦١ — نظرون مین نور سب گل شاداب خار ہین
جب سے ہے دل کو اک گل بیخار کا خیال — ١٣

نہیں شکل اپنے دکھانے کے قابل
کفن میں ہے صورت چھپانے کے قابل

نہ رحمت کا طالب ہو کیونکر خدا سے
یہ بندہ نہیں آزمانے کے قابل

وہ کہتے ہیں بوسہ اگر مانگتا ہون
نہیں تو مرے منہ لگانے کے قابل

لگے اوڑھنے اب وہ دوہرا دوپٹہ
ہوئے ہیں جو جوبن دکھانے کے قابل

ہوا جل کے دل خاک سوز دروں سے
یہ سرمہ ہے صاحب لگانے کے قابل

جو کہتا ہون مرتا ہون کہتے ہیں ہنسکر
ہوئے تم بھی الفت جتانے کے قابل

بھلا تم سے کیا گفتگو کر سکیں گے
ہیں جاہل سے بدتر زمانے کے قابل

دہن کا جو بوسہ لیا ہنسکے بولے
ہزاروں ہو باتیں سنانے کے قابل

نہ وہ بو نہ روپے سیمیں کے سکو
یہ دولت نہیں ہے لٹانے کے قابل

بڑھی خوش اداؤن سے تیری ہیں صحبت
رہے ہم نہ جب ناز اوٹھانے کے قابل

حنا گوندہ کر خون عاشق میں بولے
یہ مہندی ہوئی اب لگانے کے قابل

اگر شوق ہے تمکو صید افگنی کا
مرا مرغ دل ہے نشانے کے قابل

١٦٢ زنخدان جانان کے لو نور بوسے
کہ یہ سیب شیرین ہے کھانے کے قابل ١١

یہ پاؤں سے گل تھا لیں یار کے قابل
ہوئے ہیں وحشت نوردی سے خار کے قابل

ہے تحفہ دل صد چاک یار کے قابل
فقط یہ شانہ ہے زلف نگار کے قابل

نہیں ہے اور کوئی شے جو پیشکش میں کرون
دل و جگر ہیں فقط نذر یار کے قابل

غرور حسن پہ جتنا کریں وہ زیبا ہے
ہوئے ہیں اب تو وہ بوس و کنار کے قابل

میں کر چکا ہون ہم آغوشیاں حسینوں سے
نہیں ہے یہ تن خاکی فشار کے قابل

طلب جو بوسہ کیا غار کہا کے بہے عدو
یہ منہ ترا گل رخسار یار کے قابل

گھٹا ہے باغ ہے ٹھنڈی ہوا ہے دریا ہے
مگر آج تو بطہ ہے شکار کے قابل

سوا ہو حسن تمھو ہو جو نار پستان کی
ہوا ہے سینۂ جانان انار کے قابل

یہ وجہ ہے جو مہندی میں خاک کی جاتی ہے
زمیں ڈھونڈھ رہے ہیں مزار کے قابل

ہے عنفوان جوانی غضب کا جوبن ہے
ہوئے ہیں نام خدا اب وہ پیار کے قابل

١٦٣ جو نور دم ہو فنا تو علی کے سوغت کے
زمین صحن نجف ہے مزار کے قابل ١٢

تمہین جہوٹی الفت جتانے سے حاصل
یہ بیکار باتین بنانے سے حاصل

غریبون کے دل کو دکہانے سے حاصل
ہم آفت زدون کے ستانے سے حاصل

یہین ہر کسیکو دکہانے سے حاصل
یہ نایاب دولت لٹانے سے حاصل

نہین ہے جو منظور آنا نہ آؤ
اجی درد سر کے بہانے سے حاصل

رقیبون سے کیا گرمیان کر رہی ہو
کہ ہم دل جلون کے جلانے سے حاصل

جو منظور تمکو ہے ہم جانتے ہین
نئے روز فقرے بنانے سے حاصل

ابھی یہ تو اوڑ جائے گی جوش غم سے
شب وصل مسی لگانے سے حاصل

وہ بحر کرم ہنسکے کہتا ہے مجہسے
یہ طوفان رو کر اوٹہانے سے حاصل

لبِ مے کو منہ کب لگایا ہے مین نے
یہ بے پیر کی صاحب اوڑانے سے حاصل

جو روتا ہون مین تو وہ کہتے ہین ہنسکر
یہ بیکار آنسو بہانے سے حاصل

لیا مین نے کب بوسہ روے زیبا
غریبون پہ تہمت لگانے سے حاصل

نہ ساقی نہ جام مے لالہ گون ہے
گہٹا جہوم کر تجہکو آنے سے حاصل

رہے ہم تہیدست باغ جہان مین
ہوا کچہ نہ ہمکو زمانے سے حاصل

لگائے گا بل صاف دم بہر مین شانہ
سلائی سے گیسو بنانے سے حاصل

جو فرصت ہوئی نور آؤنگا شب کو
یہ بیکار قسمین دلانے سے حاصل

ردیف میم

عاشق گیسوے دوتا ہین ہم
دو بلاؤن مین مبتلا ہین ہم

زندگی سے وصال بہتر ہے
ہجر مین زیست سے خفا ہین ہم

زلف و عارض پہ آگیا ہے دل
رات دن مورد بلا ہین ہم

اے بتو تم مین ہم مین ہے یہ فرق
بیوفا تم ہو با وفا ہین ہم

دیکہکر کہتے ہین وہ آئینہ
حسن مین چاند سے سوا ہین ہم

بے اجازت لیا ہے بوسہ رخ
دو سزا قابل سزا ہین ہم

بال ہونگے بنایا کرتے ہین
گیسوے یار تک رسا ہین ہم

دشت وحشت سنے گا غیرت بحر
اے جنون مایل بکا ہین ہم

مار زلف صنم پہ مرتے ہیں — بس ہیں موذی کے اسے خفا ہیں ہم
سہو بخشی تا کرے یار رخاک آتش انہیں — تیر سے ممنون اسے صبا ہیں ہم

۱۶۵

قول ہے اپنے پیمبر کا نور
بے غرض سب کے آشنا ہیں ہم

۷

شب ہجر صنم میں بہا کرم فغان مجھے دیدۂ ہوش ربا کی قسم
مری آنکھوں سے خون ہوا ہے رواں تری شوخی رنگ حنا کی قسم

کبھی وصل صنم جو نصیب ہوا تو وہ ہاتھوں سے منہ کو چھپائے رہا
نہ تو چھٹا گلے سے نہ بوسہ دیا نہیں اسمیں غلط ہے خدا کی قسم

لگا چلنے وہ گھر کو جو ہو کے خفا تو یہ باندھ کے ہاتھوں کو میں نے کہا
مجھے عفو کرو جو ہوئی ہو خطا تمہیں اپنے ہی ناز و ادا کی قسم

رخ و زلف صنم تھا جو پیش نظر تو تڑپتے ہی کٹتی تھی شام و سحر
نہ تو پاؤں کی کچھ تھی نہ سر کی خبر مجھے وحشت زلف دوتا کی قسم

لیا بوسۂ رخ تو وہ کہنے لگا کہ یہ منہ کی لگانے کی پائے سزا
میں ہوں تجھسے خفا میں ہوں تجھسے خفا کبھی اب جو ملوں تو خدا کی قسم

شب وصل کا پوچھو نہ حال ذرا کہ مجھے روتے ہی روتے ہجر رات کٹی
نہیں جانتا کہتے ہیں کسکو خوشی مجھے یار کے جور و جفا کی قسم

۱۶۶

ہوئے یوں تو ہزاروں ہیں مجھپہ فدا ملا انور سا کوئی نہ اہل وفا
نہیں کہتا ہوں جھوٹ ہیں اسمیں ذرا مجھے شافع روز جزا کی قسم

۹

برق ہو شعلہ ہو ہوا ہو تم — کچھ نہ ثابت ہوا کہ کیا ہو تم
دل بھی لینا یہ دیکھیں صاحب — باوفا ہو کہ بیوفا ہو تم
اے بتو ہمنے تمکو پہچانا — بخدا قدرت خدا ہو تم
ایک بوسے کے بدلے دو لیلو — بس اسی بات پر خفا ہو تم
تمسے روشن ہے ساری بزم جہاں — مثل خورشید جا بجا ہو تم
خاک پاک قدم ہے خاک شفا — مرض عشق کے دوا ہو تم
گھر فروزاں ہوا جو تم آئے — گوہر شب چراغ کیا ہو تم

ختم ہے بے مروتی تم پر
اے بتو کس کے آشنا ہو تم

۱۶۷
چار دن کی یہ چاندنی ہے نور
چاندنی پر عبث فدا ہو تم

رخ و گیسو کرینگے کام تمام
آج کل ہو گا صبح و شام تمام

اک اشارے مین کشتہ ہونگا مین
تیغ ابرو کرے گی کام تمام

لال آنکھین نہین ہین نشہ سے
خون مین آلودہ ہے حسام تمام

کس پر پرو نے بال کھولے ہین
شب ہے معطر مرا مشام تمام

ایسی باتین کین یار نے شب وصل
نہ ہوا صبح تک کلام تمام

کوئی مطلب نہ ہوتا قاصد
کہتا اوس شوخ سے پیام تمام

بھیڑ رہتی ہے اوسکے کوچے مین
جمع رہتے ہین خاص و عام تمام

کہین تیرا پتا لگا نہ ہمین
ڈھونڈا اے ترے مقام تمام

۱۶۸
کیون چمکتے ہوے نہ شعر اے نور
برق کا ہے یہ فیض عام تمام

لاغر ہوے یہ صدمۂ درد جگر سے ہم
پنہان کمر کی شکل ہین سب کی نظر سے ہم

ہمکو جلا رہا ہے شب وصل پیچ کر
تنگ آگئے ہین نالۂ مرغ سحر سے ہم

بل آنہ جائے زلف کے مانند ڈر یہ ہے
لپٹین بھلا حضور کی کیونکر کمر سے ہم

دم ہے لبون پہ آؤ عیادت کے واسطے
پھرنے کے اے مسیح نہین اس سفر سے ہم

نوبت نہ آئی وصل کی شب صبح ہجر کی
راہی سوے جنان ہوے پیلا گھر سے ہم

افتاد عشق چشم حسینان نہ پوچھیے
مانند عشق گر گئے سب کی نظر سے ہم

کیا پوچھتے ہو آتش ہجر صنم کا حال
پتلا سے بنے ہین آگ کا سوز جگر سے ہم

بارے ہزار شکر کہ آئے تو شام سے
اے ماہ منتظر تھے تمہارے سحر سے ہم

۱۶۹
عنقا کا دام فکر مین آنا محال ہے
باز آئے نور بندش ہوسے کم سے ہم

۱۵

رخ سے مطلب ہے نہ کچھ زلف سیہ فام سے کام
نہ غرض صبح سے رکھتے ہین نہ اب شام سے کام

دل کو کس طرح نہو چشم سیہ فام سے کام
میکشو شیشہ و پیمانہ و صد جام سے کام

کوئی تڑپا کرے فرصت بھی نہین ہے دلبر کو ان
مین نے شب انکو جو کہا آؤ گلے بستر پر
جھیلیے معرکۂ عشق جوانمردی سے
بوسۂ دیدۂ مخمور عنایت کیجیے
ہجر مین نالہ و فریاد و فغان ہے لب پر
کہتے ہین سنکے تڑپنا مرا کس نخوت سے
مین نے پوچھا کہو مائل ہے طبیعت کسپر
دے کے خط حال زبانی جو کہا قاصد نے
سچ ہے معشوق کی دو ہاتھ کی ہوتی ہے زبان
شکر الحمد بہت خوب بسر ہوتی ہے
لاکھ گیسو کو دکھائین نہین دل پھنسنے کا
کوئی تڑپے کوئی جاگے نہین پروا انکی
تور لگے نہین تالو سے زبان فرقت مین

کنگھی چوٹی سے غرض ہے او نہین حمام سے کام
آج دم بھر کے بھی مہلت نہین ہر شام سے کام
جو کہ سادونت مین ایدل ہو انہین نام سے کام
بادہ خوار ان محبت کو ہے اس جام سے کام
رات دن میری زبان کو ہے اسی نام سے کام
کیا ہمین حال دل عاشق ناکام سے کام
بولے جھنجھلا کے تمہین کیا ہے مرے کام سے کام
بولے وہ ہمکو نہین نامہ و پیغام سے کام
اور کچھ کام نہین انکو ہے دشنام سے کام
ہم فقیرون کو نہین کچھ درم و دام سے کام
مرغ آزاد کو صیاد سے کیا دام سے کام
شام سے سوتے ہین وہ انکو ہے آرام سے کام
رات دن سے دل ناشاد کو کہرام سے کام

ردیف نون

کلام یار کے کچھ تنگی دہن مین نہین
ضیائے رخ پہ نہ دل کس طرح ہو پروانہ
وہ ناتوان ہون کہ کہتے تھے لوگ فوت گو طاقت
خدا کے واسطے سر کو اٹھاؤ زانو سے
مثال دیتے ہین شاعر سمجھ کے کیا اس سے
سوال وصل کا دیتے نہین جواب مجھے
عبث ہے شہرہ ہوئی عروس دنیا مین
سبکے ہین نالہ سوزان یہ کیسے گلشن مین
گریبان تنگ ہے ضیا و گل کو حیران ہون
برائے سیر چمن کوئی آئیگا یارب

یہ گفتگو سے کہ ہو سے کمر بتان مین نہین
یہ روشنی تو کسی شمع انجمن مین نہین
کفن ہے قبر مین مردہ اگر کفن مین نہین
غضب کی شرم ہے یہ شرم تو دلہن مین نہین
تمہاری آنکھ کی شوخی کسی ہرن مین نہین
عجیب بات ہے گویا زبان دہن مین نہین
یہ بھینی بھینی تو خوشبو کسی دلہن مین نہین
وہ کون شاخ ہے جو سوختہ چمن مین نہین
نشان بلبل بے خانمان چمن مین نہین
خوشی سے ہر گل تر اسپئے ہے پیرہن مین نہین

ہے بعد مرگ بھی وحشت کا زور شور وہی
برنگ جیب کوئی تار تک کفن مین نہین

تمہاری بھول سے عارض مین ہین جو شاداب
یہ رنگ روپ تو نسرین و نسترن مین نہین

سنی ہے آمد صیاد کی خبر شاید
ہجوم بلبلون کا آج کل چمن مین نہین

بہار گلشن الفت ہے دید کے قابل
چمن مین یہ پہولون کی جہلونکی گل بدن مین نہین

تمہارے گیسوے عنبر فشان کے بوا سے گل
تتار مین تو کہان نافۂ ختن مین نہین

عجیب حسن سے بل پیچ پر گرتے ہین گیسو
یہ پیچ و خم تو کسی مار یاسمن مین نہین

جو کنگھی کرتے ہو تو دیکھ بھال کر کرنا
دل غریب الجھ تو گیسوے پر شکن مین نہین

کیا ہے گرمی رخسار آتشین نے خشک
تری کا نام بھی سرچشمۂ ذقن مین نہین

۱۷
نجات نار جہنم سے غیر ممکن ہے
جو نور صرۂ خاک شفا کفن مین نہین
۸

عاشق روے گلعذار ہون مین
چمن حسن پر نثار ہون مین

کشتۂ ابروے نگار ہون مین
جوہر تیغ آبدار ہون مین

شمع تو ہے تو مین ہون پروانہ
تو اگر گل ہے تو ہزار ہون مین

بس رہی ہے جو بوے گل تن مین
کسی گل کے گلے کا ہار ہون مین

اسقدر مین نے تن پہ گل کہائے
مثل طاؤس داغدار ہون مین

آگ کی طرح دل دہکتا ہے
اے پری غیرت شرار ہون مین

گل داغ جگر سے نقش حجر
خلق مین بخیزران بہار ہون مین

۱۰۲
جب سے اوس گل سے آشنائی کی
نور سب کی نظر مین خار ہون مین
۹

جہکائی ہین جو سر قد مون پہ تو دونا اگر تے ہین
خدا کی شان ہے ہم ان بتون کے پاؤن پڑتے ہین

خرامان ناز سے ہوتا ہے وہ خوش قد جو گلشن مین
زمین مین سرو گلشن تا کمر شرم سے گڑتے ہین

کلام ہجمت مین بہی ان گلون کی لطف حقیقی
نہین یہ گالیان دیتی ہین منہ سے پہول جہڑتے ہین

ہے بیجا سیر گلشن کا جو فصل گل مین کرتا ہون
تو خار وادیے وحشت مرا دامن پکڑتے ہین

رہا ان اغنیا سے بچ کی کہہ ہر ہے پا جوانان مین
بہان ہم آشیان سوزش غم سے رگڑتی ہین

ہے دیان ہے بہر غم دل دام محبت مین
غضب مین پہنستے ہین جو عشق کی بگہ مین

نہیں بعض تا مردہ دیون کو دفن کی حاجت
غبار دل کے باعث خاک مین عشاق گڑتے ہین

برائی ماہیی دل زلف بکھراتے ہین گالون پر
بلا کے چشمۂ خورشید مین بھی جال پڑتے ہین

۱۷۳ جو مین کرتا ہون نالے نور غصہ اونکو آتا ہے
نئی گرمی ہے آہ سرد بھرنے پر بگڑتے ہین ۱۰

جمال یار کا کس دل کو اشتیاق نہین
وہ آدمی ہے جسے عشق کا مذاق نہین

زمین سے عرش پہ جاتا ہے وقت فکر سخن
ہمارا توسن مضمون کم از براق نہین

وصال کی بھی نہ آرام سے کٹین راتین
وہ کون شب ہے جو اندیشۂ فراق نہین

مین پاس لیٹا ہون اونکی وہ دھوم ڈھتے ہین مجھے
کہ ناتوان نہین مجھسا بھی کوئی قاق نہین

جھکائین ابروے بت کے حضور کیا سر کو
در خدا نہین بیت الحرم کا طاق نہین

علی کو تحمک نجمی سے نے فرمایا
یہ دونون ایک ہین انمین ذرا نفاق نہین

وہ نقد دل مرا ہاتھون مین لیکے کہنے لگے
یہ وہ رقم ہے کہ جو قابل سیاق نہین

تمہارے دید کی حسرت ہے سارے عالم کو
کسے تمہارے نظارے کا اشتیاق نہین

ذرا جو پایہ سر کا چمک گئی بجلی
کہ نور شمع سے طور ہے یہ سیاق نہین

۱۷۴ وہ نور کرتے ہین کیون لن ترانیان ہمسے
کہ شوق دید نہین اب وہ اشتیاق نہین ۹

دونون رخسار ماہ پارے ہین
ابرو و خال چاند تارے ہین

یہی دو بول کہہ کے ہارے ہین
تم ہمارے ہو ہم تمہارے ہین

نہین بوندین عرق کی چہرے پر
چاند کے منہ پہ یہ ستارے ہین

عین محفل مین آنکھ مارتے ہو
سچ بتاؤ یہ کیا اشارے ہین

جسکو کہتے ہین غول صحرائی
وہ مری آہ کے شرارے ہین

راتین کاٹین ہین تارے گن گن کر
تنکے چن چن کے دن گذارے ہین

مثل یوسف عزیز سر دل ہین
صورت جان وہ سبکو پیارے ہین

بجلی چمکی خرام جانان سے
زور پا پوش کے ستارے ہین

۱۷۵ چاہیے نام بھی نہ لین دل کا
کیا بڑی کا مجمع نور ہارے ہین ۱۱

تلخی مرگ ہجر صنم سے سوا نہین
بے یار زندگی کا جہان مین مزا نہین

عاشق پہ ظلم و جور و تعدی روا نہین
ناحق کسیکے دل کا ستانا بھلا نہین

آتا نہین ہے رحم تمہین میری حال پر
صاحب تمہارے دل مین محبت ذرا نہین

جدول کھنچے ہے مصحف رخسار پر سیاہ
سبزہ رخ نگار پہ پیدا ہوا نہین

جب چلتے ہین وہ جان نکلجاتی ہے مری
نقارہ کوچ کا ہے جھڑون کی صدا نہین

ٹیکہ سیاہ گردن آہوے چین مین ہے
دنبالہ دار آنکھون مین کاجل دیا نہین

اے دل نہ چھونا گیسوے زنار یار کو
یہ کوڑیالا ناگ ہے زلف دوتا نہین

بوسہ جو مانگا ہو منھہ کا کہنے لگا وہ شوخ
او بیحجاب کچھہ تجھے شرم و حیا نہین

کیا کیا شب فراق مین جھیلی ہین سختیان
شکوے سے پر شوق کی زبان آشنا نہین

پیدا ہوے ہین رنج اوٹھانے کے واسطے
جور و جفا سے یار کا لازم گلا نہین

۱۷۶ — ۸

ہے تلخ زندگی لب شیرین کے یاد مین
اے نور اپنی زیست کا اب کچھہ مزا نہین

حرف مطلب جو لب پہ لاتے ہین
سر جھکا کر وہ مسکراتے ہین

ہم جو بوسہ کو منہ بڑھاتے ہین
وہ انگوٹھا ہمین دکھاتے ہین

حال دل سنکے وہ تاسف سے
انگلی دانتون تلے دباتے ہین

مانگتا ہون جو منھہ کا بوسہ
لاکھو باتین مجھے سناتے ہین

خون ہوتے ہین دیکھین کس کے
مہندی ہاتھون مین وہ لگاتے ہین

نامہ بر کو بھیجے بد ظنی سے ہم
یار کا گھر نہین بتاتے ہین

تو وہ خوش چشم ہے کہ تیرے حضور
آنکھین اپنے ہرن چراتے ہین

۱۷۷ — ۱۱

یار کے ظلم سے نہ ڈر اے نور
سب کو معشوق آزماتے ہین

پھولون سے دل غنچ باعث زینت بدن کی ہین
اے گلبدن بہار پہ گل اس چمن کے ہین

آتی ہے معشوقون کے لب گور سے صدا
سر سبز ہوئی سختیان [illegible] ہین

لاتے بر لب سکا فاتحہ مرقد پہ یار کو
مجنون بعد مرگ بھی اہل وطن سے کہ ہین

[illegible] ہنسی مین حلق عاشق جانباز کے لیے
تیغ تمہارے زلف [illegible] ہین

وحشت مین کسکو چاک گریبان کا ہوس ہے
خالق نے حسن ختم کیا میرے یار پر
چاندی ہی اپنی خوب مزے لوٹتے ہین ہم
کہتے ہین کسکو عیش خوشی کسکا نام ہے
ریختین نہین ہین پان کی دندان یار مین
لاتی ہے بوے گیسوے عنبر فشان یار

پرزے [illegible] گریبان کے ہین
پینے کی گر کمر ہے تو دیدے ہرن کے ہین
ان روز ون ہم جلیس بت سیم تن کے ہین
فرقت مین سامنے ہین رنج و محن کے ہین
آویزے موتیون مین عقیق یمن کے ہین
ممنون ہم کمال نسیم چمن کے ہین

١٤٨
سنگ جفا سے شیشۂ دل کو خدا بچائے
بندے تو نور اوس بت پیمان شکن کے ہین
٨

ہجر احباب سے ہے رنج و محن غربت مین
برسون گذرے کہ نہین نامۂ محبوب آیا
تیغ ہے دل کے لیے الفت بزم احباب
جانثار دیدۂ مخمور صنم کا شیدا
آبلون نے تو نہ اک ساتھ ہمارا چھوڑا
اے جنون فصل بہاری نہین درکار مجھے
جبہ سائی در یار جو یاد آتی ہے

یاد آتے ہین مجھے اہل وطن غربت مین
رنج دیتا ہے نیا چرخ کہن غربت مین
قتل کرتی ہے مجھے حب وطن غربت مین
آنکھین دکھلاتے ہین آہوی ختن غربت مین
پیچھے رہ رہ گئے یاران وطن غربت مین
کھل رہے ہین مرے داغون کے چمن غربت مین
سر پٹکتا ہون مین آوارہ وطن غربت مین

١٤٩
رات دن نور اسی غم سے مرا جاتا ہون
کون دیگا مری میت کو کفن غربت مین
١٠

لہو سے میرے گریبان کو لال کرتے ہین
وہ چل کے ناز سے دل پایمال کرتے ہین
جو اونکی زلف کو دام فریب کہتا ہون
صریح موے کمر ہے رہ عدم کی دلیل
سونگھا کے اپنے وہ گیسوے عنبرین کی بو
پکڑ کے پاپیچے چلتے ہین جب وہ گلشن مین
وہ دینگے بوسہ عناب لب بھلا کیونکر
ہو گیا ہی بت نا آشنا و تند مزاج

حرام جان کے مجھکو حلال کرتے ہین
مرے مٹانے کی اک یہی چال کرتے ہین
او کھنچنے لگتے ہین کیا ملال کرتے ہین
وہ بے شعور ہین جو قیل و قال کرتے ہین
گناہگار ہے مجھے بال بال کرتے ہین
ہمارا مرغ دل پایمال کرتے ہین
عزیز اپنے جو منہ کالا کرتے ہین
رجا ہی لیتے ہین ہم بھی کمال کرتے ہین

یقین ہوتا ہی بس صاف وہم باطل کا
جو دل مین موی کمر کا خیال کرتے ہین

۸۰
سمجھ مین نور نہین آتا عشق کا جھگڑا
مقدمے تو بت انفصال کرتے ہین
۷

وہ گل ہے تو کہ دید کی گل آرزو کرین
غنچے چٹک چٹک کے ترے گفتگو کرین

بینا ہو چشم نرگس اعمیٰ جو دیکھے آنکھہ
عقدہ کھلے دہن کا جو وہ گفتگو کرین

گر زاہدون کو آنکھین خدا دے تو ای صنم
نظارۂ جمال ترا چار سو کرین

ایسا دہن ہے تنگ سماتی نہین ہی بات
عاشق سے کسطرح نہ بھلا گفتگو کرین

عاشق سے کیا ضرور ہین یہ لن ترانیان
موسے نہین ہین آپ نہ یہ گفتگو کرین

دونون طرف جو خواہش وصلت لطیف ہی
میری طرح جو وہ بھی مری آرزو کرین

منظور ہے اگر لب جان بخش کی ثنا
تو خضر پہلے آب بقا سے وضو کرین

مانے نہ مانے وصل پہ راضی ہون یا نہون
تقریر چل سکے یار سے اب دوبدو کرین

غیرون کے سامنے وہ مجھی دین گلوریان
ارمان ہے کہ پیش عدو سرخرو کرین

بوسہ نہ دین رقیب کو دندان صاف کا
ان موتیون کی قدر کرین آبرو کرین

ظاہر ہے بے ثباتی گل باغ دہر مین
ہم کس امید پر ہوس رنگ و بو کرین

مانند جیب صبح گریبان ہی چاک چاک
تار شعاع مہر سے تو رفو کرین

اوس بادشاہ حسن کو دین وصل کا پیام
باہر جو حوصلے سے ہو وہ آرزو کرین

ہستی مین ہم عدم کے دوراہی مین پھنس گئی
تیرے دہن کمر کی کہان جستجو کرین

زاہد صفاے گوہر دندان جو دیکھہ لین
پانی کے بدلے آب گہر سے وضو کرین

ہمسایہ بھی بادہ کش کوئی اس دور مین نہین
خالی برنگ ساغر و مینا سبو کرین

۱۸۱
اے نور کوئی دم مین یہ قصہ تمام ہے
آنکھون مین دم ہی وصل کے کیا آرزو کرین
۸

میرا بھی لاغری کی زمانے مین حد نہین
بستر پہ ڈھونڈتے ہین وہ ملتا جسد نہین

مین کیا سمجھ سکے اوس گل رعنا سی دون مثال
نرگس سے آنکھین سرو کا بوٹا سا قد نہین

سوز تپ فراق سے پھنکتا ہی تن بدن
جاڑے مین احتیاج صبور و نمد نہین

ہم صاف دشمنون سی ہی ہین شکل آئینہ
ہم وہ ہین حاسدون سے بھی ہمکو حسد نہین

زلف دراز یار قیامت کی رات ہے
اسدرجہ سے طول جسکی درازی کی حد نہین

جو جی مین آئے فقرے بنایا کرین عدو
کاوش نہین ہے یار کو کچھ مجھسے کد نہین

آنسو فراق یار مین بہتے ہین متصل
یہ وہ ہے بحر جسمین کہین جزر و مد نہین

۱۸۲ — ۱۴

کس طرح دل کو پھیر لون اسمین نور یار سے
کوئی قوی دلیل نہین ہے سند نہین

سوز فرقت شرح کے قابل نہین
آگ کا شعلہ ہے اپنا دل نہین

پھر پھڑاتا ہے بغل مین کون پھر
تیغ ابرو کا جو دل بسمل نہین

صندلی رنگون سے کیون الفت کرین
دردسر سے کچھ ہمین حاصل نہین

اے زہے حسن وصفا جسکے حضور
چودھوین کا چاند بھی کامل نہین

دون جبین یار سے کیونکر مثال
ماہ نو ناقص ہے کچھ کامل نہین

شب کو اے مہ کیون نہین آتی ہو تم
کیا مزا گھر قابل منزل نہین

المدد سوز تب ہجر صنم
آگ مین جلنے کے قابل دل نہین

خنجر ابرو سے کٹتے ہین گلے
کربلا ہے کوچہ قاتل نہین

ہے دل پروانہ سوزان بزم مین
شمع یہ روشن سر محفل نہین

فکر روزی ہے عبث اے دل سمجھ
اپنے بندے سے خدا غافل نہین

آہین کیون بھرتے ہو پھر میری طرح
گر تمہارا دل کہین مائل نہین

سر بگوسلے پر یہ شکل مجنون کو تھا
سر سے لیلے کی تو یہ محمل نہین

کیا تلون ہے مزاج یار مین
ہان کبھی ہے تو کبھی ایدل نہین

۱۸۳ — ۱۹

دم مین ہو پہنچین گے سوے ملک عدم
نور کچھ ایسی کڑی منزل نہین

دیکھا خدا اثر جب اس آہ بے اثر مین
ہاتھون سے دلکو تھامے آئے تھا میری گھر مین

وہ رشک مہر آیا شب کو جو میرے گھر مین
عکس ضیاے رخ سے تھی دھوپ رہگذر مین

چھیڑا اسکیے وہ شب بھر آئی جو میرے گھر مین
ہے کتنی رات باقی کیا دیر ہی سحر مین

بیتاب ہو کے شب کو در پر گیا جو اونکے
آواز سنکے بولے کہدو نہین ہین گھر مین

درد شب جدائی کس سے بیان کیجے
بس دل ہی جانتا ہے جو جس ہے جگر مین

تشبیہ اونکے گورے گالون سے کس کو دون مین
اک دل الم ہزارون اک جان دکھ کرورون
آنکھون کو اونکے ڈورے کم تیغ سے نہین ہین
اللہ رے حرارت سوز تب دروں کی
سیران کا کوئی بلہ پردے مین ہے نگہ کے
صورت نہین ہے کوئی فرقت مین جانبری کی
رنگت جو زرد دیکھی عاشق کی ہنسکے بولے
کیا مال ہیرا تمنے تلپٹ کیا ہے صاحب
گیسون مین دماغ اپنا ناحق کرون پریشان
معدوم شے کو کیونکر ثابت کرون مین بیدل
شکل اپنی لاکھ شام گیسو مین وہ چھپائین
صیاد فصل گل کو آنے تو دے چمن مین
شب ہو چکی ہے آخر کہنے کو میرے مانو

خورشید مین جلن ہے اک داغ ہے قمر مین
صدمے اوٹھائین لاکھون طاقت کہان جگر مین
کرتے ہین قتل سبکو وہ ایک ہی نظر مین
خورشید مین نہو گی سوزش ہے جو جگر مین
جب تو ہین تول لیتے عشاق کو نظر مین
شب کو جو پیچ گیا ہی ہے گفتگو سحر مین
کیا حال ہو گیا ہے چہرے کا دوپہر مین
مین ڈھونڈھتا ہون دلکو ملتا نہین ہے بر مین
گیسو سے اونکے بڑھکر خوشبو نہین اگر مین
ہے گفتگو دہن مین شک یار کی کمر مین
دیکھون گا اونکی صورت آئینۂ سحر مین
پہونچون گا اوڑکے جبتک طاقت ہے بال و پر مین
اب تو بہت چھوٹتی ہے عرصہ نہین گجر مین

۱۸۴ اے نور جو کہ بد ہین نیکی نہ اونسے ہوگی ۱۶
اچھے برے ہین جتنے سب ہین مری نظر مین

حسن روز افزون کی ہے دونی پھبن آئینہ مین
حسن ہو مین دیکھکر کہتے ہین یہ منکر نکیر
لطف خود بینی مین عمدہ یار کو حاصل ہوا
زلف آئیگی اگر اوڑکر ہوا سے گال پر
سینہ دیکھا ہے کہ لگ جاتی ہے اپنی ہی نظر
آئنہ رکھکر جو مسی ہونٹھہ پر ملنے لگے
خط نے حسن عارض شفاف سارا کھو دیا
شہر مین سے شیشۂ دل کچھ ہمارا کم نہین
خط جو نکلا اونکے رخ پر مین نے یہ پھبتی کہی
عقدۂ راز نہین پڑا تھا عکس زلف یار کا

آئینہ ہے یار کا عکس بدن آئینہ مین
ہے کفن مین آئنہ یا ہے کفن آئینہ مین
جان کا لاکھا بنا لعل یمن آئینہ مین
بال پڑ جائینگے اے نازک بدن آئینہ مین
منہ نہ دیکھو ہر گھڑی ایجان من آئینہ مین
غنچۂ سوسن بنا اونکا دہن آئینہ مین
رنگ آخر آگیا اسکے گلبدن آئینہ مین
دیکھ لو ایجان لطف انجمن آئینہ مین
دیکھ لو سینہ چاند کی صورت گہن آئینہ مین
آج تک ہے نگہت مشک ختن آئینہ مین

دل حباب آسا ہی نازک ریخ زیبے حصول
انکھیس لگی ... نازک بدن آئینہ مین

ہے ضیائی زیور یار زعیان رخسار سے
غیرت نجم فلک ہین نو رتن آئینہ مین

دیکھکر جبین جبین بیساختہ دل نے کہا
جاسے حیرت ہی نمایان ہے شکن آئینہ مین

اوسکی صورت کا اگر دل مین تصور باندھئے
صاف آجائے نظر وہ سیمتن آئینہ مین

خوشنما ہے کسقدر تصویر روے گلبدن
حسن کا پھولا ہے اک تازہ چمن آئینہ مین

۱۸۵ صاف شکل آئینہ اے نور حیران ہوگیا
اپنا ثانی دیکھکر وہ سیمتن آئینہ مین ۱۴

داغ دل لیکے پئے نذر صنم آتے ہین
محفل یار مین اس شکل سے ہم آئے ہین

دل لگی کے لیے کہ دیتے ہو ہم آتے ہین
جیسے دم باز روان کو بھی الیسی تو دم آتے ہین

حال بیتابی دل سنکے وہ فرماتے ہین
اب تڑپنے سی ہے کیا فائدہ ہم آتے ہین

ذرہ اوس مہر کو باطن مین نہین پاس ولحاظ
ظاہری لطف وعنایات وکرم آتے ہین

یاد دندان ولب یار مین اب آنکھون سے
پارہ ہاے جگر اشکون مین بہم آتے ہین

منزل ماہ کا ہوتا ہے گمان عالم کو
اے صنم آپ کے جس گھر مین قدم آتے ہین

صاف بنجاتی ہے وہ بزم مرقع غم کا
جس جگہ پر ترے محبوس الم آتے ہین

تم بھی درگاہ مین ایجان زیارت کو چلو
دھوم سے نالۂ عاشق کے علم آتے ہین

عکس ہے تار نگہ کا کمر یار نہین
دیکھنے مین بھی یہ مضمون توکم آتے ہین

یار کو عیسی دوران جو کہون زیبا ہے
تجربا کر لیجئے اک پھونک مین دم آتے ہین

شام سے خانۂ زنجیر مین غل برپا ہے
وحشی نکہت گیسوے صنم آتے ہین

آنکھہ پڑنے کی نہین لاکھہ بنائین گیسو
دام مین کب یہ غزالان حرم آتے ہین

صرف زر چاہیے ممسک کو نہ لے کنج بہشت
کام مرنے پہ نہین دام ودرم آتے ہین

۱۸۶ بعد مدت کے ہوا نور نزول رحمت
آج سنتے ہین کہ وہ ابر کرم آتے ہین ۱۳

یہ فروغ رخ محبوب سمایا دل مین
داغ روشن ہین مثال ید بیضا دل مین

طرفہ گل آتش ہجران نے کھلایا دل مین
داغ ہین صورت طاؤس سراپا دل مین

یار کا حال مساوی ہے مری جانب سے
نہ برا کہتے ہین ظاہر مین نہ اچھا دل مین

مین نے شب بھر شب فرقت مین جو سونے نہ دیا
کیون نہ معشوق جہان محو خود آرائی ہون
عندلیبون کو قفس ہو ہمین گل مین ہو نصیب
بعد مدت کے جو عاشق پہ کرم فرمایا
آسمان پر مرے نالون سے ہے محشر برپا
بے تکلف کہو جو جی مین تمہارے آئے
اسقدر فرقت جانان مین ہوا جسم نحیف
تیرے بیمار محبت کا لبون پر دم ہے
بے سبب ترک ملاقات پہ آمادہ ہو

کوستے ہو گئے تم اے سرو تمنا دل مین
آنکھو کون سمجھتا نہین اچھا دل مین
تمہین انصاف کرو اے گل رعنا دل مین
آج کیا جان جہان آپ کو آیا دل مین
نہین ہوتا ہے اثر یار کے اصلا دل مین
چھپکے رہ جاتے ہو کیا سوچ کے جانا دل مین
کھل گیا راز محبت جو چھپایا دل مین
ٹھہر کے مجھ سے اے رشک مسیحا دل مین
ہاے گیا اسے بت بے رحم یہ آیا دل مین

اسکی پروا نہین رکھتے ہین سنے یا بگڑے
صاف کہہ بیٹھے ہم اے نور جو آیا دل مین

نہین سرمہ ہے چشم جادو مین
مر گیا عشق زلف و ابرو مین
ہو سکے لاغر فراق گلرو مین
چلبلاپن ہے چشم جادو مین
تیوریان کیون چڑھایا کرتے ہو
ظلم حد سے سوا وہ کرتے ہین
یہ سبب ہے لہو جو روتا ہون
ہے نگہ کے پسینے کا پرتو
ادھر سے گئے تم تو شکل آئینہ
سوز فرقت کو پوچھتے ہو کیا
اے حسین ماہتاب کا تکیہ
مثل لالہ جگر کو حاصل ہو
مین مبتلا ہو کیا کرے انسان
گل سے گئے صباحت آنکھ سے

سحر ہے سامری کا آہو مین
زہر ہے ایک سانپ بچھو مین
چھپ گئے ہین گلون کی ہم بو مین
شوخیان ہین غضب کی آہو مین
بل نہ آ جائے تیغ ابرو مین
نشتر ہو نشتر کے قابو مین
لخت دل لگ گئے ہین آنسو مین
صاف ہیرے کے نگ ہین جگنو مین
دل کے ٹکڑے بھرے ہوے ہین پہلو مین
مچھلیان بھن گئی ہین بازو مین
نورتن کی جگہ ہو بازو مین
داغ نو ہجر یار پھر تو مین
دل نہ اے جان جب ہو قابو مین
سے حرارت غضب کے آنسو مین

ببلین کیون نگلے کا ہار نہون / عطر گل ہے قبائے گلرو مین
رمز شاعر وہ گل تہ جیتا ہے / شعر کہیے ہزار ہیلہ مین

۱۸۸ ہے معطر مشام جان اے نور / بو دہن کی ہے اوس ہمن بر مین ۱۲

وہ گلرو صبح دم جاوے جو بہر سیر گلشن مین / برنگ بو چھپا لین شرم سے گل منہ کو دامن مین
بہار گل ہین ہین دست جنون سے تنگ آیا ہون / گریبان کی طرح باقی نہین ہے تار دامن مین
دم آنکھون مین وفور شوق سے ہے شکل کہلائے / تمہارے دید کی حسرت لیے جاتے ہین مدفن مین
دہڑی مسی کی لاکہا پان کا لب پر دیا ہے / یہ سرخی ہی نہ گل مین ہے اودا پن ہے نہ سوسن مین
وہ گل ہے تو کہ حیوان تک بھی تجہپر جان دیتے ہین / تڑپتی ہے ترے نظارے کو بلبل نشیمن مین
برنگ آسیا گردش مین وہ میرا ستارا ہے / ہوس دانہ کے ہے بجلی لگادی آگ خرمن مین
تمہاری رخ کی کر لیتا نظارے خوب جی بھر کر / لگا دیتا اگر معمار میرے آنکھ روزن مین
مین وہ آتش قدم ہون سیر کو گر باغ مین جاؤن / لگادی آتش گل نے قیامت آگ گلشن مین
الٰہی کونسا فوش چشم بہر سیر آیا ہے / نہایت شوخیان کرتی ہے نرگس آج گلشن مین
ملالی جبین سے تمنے آنکھ اوسکو سینے اجل مارا / قیامت کی غضب کی قہر کی شوخی ہے چتون مین
سناہی پڑی ہان اوس سرو کی پڑتی ہین جنت کے / برنگ قمری وارفتہ پہنون طوق گردن مین

۱۸۹ زہی حسن و جمال یار وہ بیٹھے جو کمرے مین / تو عکس رخ سے بجلی کوندتی ہے نور چلمن مین ۱۲

یہ وجہ ہے جو نور رودہ گرم سخن نہین / ایسا دہن ہے تنگ کہ گویا دہن نہین
خلعت دیا دوپٹہ کا مرنے پہ یار نے / کم حلہ بہشت سے اوجلا کفن نہین
بے یار جاؤن کیا مین بہلا سیر باغ کو / وہ گل نہین تو خاک ہے باد چمن نہین
بیجا لباس و حسن پہ اونکو غرور ہے / اب وہ جمال یار نہین وہ پہبن نہین
بولے یہ مہر ہمن خط و عارض کو دیکھکر / ہالہ مین آفتاب ہے سو رخ گہن نہین
سنکر پیام وصل کو راضی ہو وصل پر / بیمار رب کرے نہ وہ بت شیرین سخن نہین
بیتاب دل ہو صورت ماہی نہ کس طرح / ہے موج بحر حسن جبین پر شکن نہین
دیکھو بہار سینہ گل داغ ہجر کی / دعجب ایسا باغ جہان مین چمن نہین

تیرہ جہان ہے شب دیجور کی طرح
بیجا ہے بوسۂ لب جانان مین گفتگو
سوسن ہے جسم موج نسیم بہار سے

وہ ماہرو جو بام پہ پرتو فگن نہین
معدوم شکل ہے مگر تو دہن نہین
اوس گل سا باغ دہر مین نازک بدن نہین

(۱۹۰) کس طرح ٹھہرے نور نظر جسم یار پر
یکسان ہے صاف نور کا گورا بدن نہین (۱۴۳)

کہین سے صورت بلبل ہزار صحبت مین
مخل عیش کا کیا کام یار صحبت مین
لگی ہین جانب در خود بخود مری آنکھین
عدو کا بزم احبا مین کام کیا ای دوست
شہید ہو ہر تیغ نگاہ ناز ہوا
وہ گل جو ساغر گل مین ہی پھول بھر بھر کر
نہ حیف ہو سکین کچھ ہمسے خاطرین اوکی
مین رند ہون مجھے کیفیتون ہی مطلب ہے
وہ ہاتھ رقص مین اس ناز سے دکھاتی ہین
چھپے ہین کشتیون مین کیون شراب کی شیشے
کسی کی سر سے دوپٹہ ہٹا ہی جو ای دل
ذرا حضور ادہر بہی ملاحظہ ہو جائے

گلوں کے دم کی ہے ساری بہار صحبت مین
عدو کا دخل ہنوز ہے سار صحبت مین
یہ کسکے آنے کا ہے انتظار صحبت مین
رقیب آتے ہین کیون بار بار صحبت مین
کہ جبسے ہو گئین آنکھین دوچار صحبت مین
سوا ہو موسم گل سے بہار صحبت مین
اونہین بلا کے ہوا شرمسار صحبت مین
سے چلے شراب شب وصل یار صحبت مین
تڑپنے لگتے ہین دو تین چار صحبت مین
یہ کون آئیگا پروردگار صحبت مین
بسی ہے نکہت مشک تتار صحبت مین
ہین جمع دید کے امیدوار صحبت مین

(۱۹۱) چھکہ دو نور کو دل کی طرح جو پہلو مین
سوا ہوا اور تمہارا وقار صحبت مین (۷)

آج آیا ہے وہ خوش چشم ہمارے گھر مین
گرم اشکون سے یہ جلتی نہین آنکھین اپنی
کعبۂ دل کو بشر نے کیا بتخانہ
آیا وہ چودھوین کا چاند ہماری گھر مین
گل رخسار پہ عاشق ہین ہزارون بلبل
چھیڑتا ہون جو شب وصل تو وہ کہتی ہین

[illegible]

آنکھین لازم ہین بچھا دیجیے ساری گھر مین
آگ پانی نے لگائی ہے ہمارے گھر مین
روز کرتا ہون بتون کی مین نظارہ گھر مین
چاندنی عکس سہی چٹکی مری ساری گھر مین
چھپی رہتے ہین دن رات تمہاری گھر مین
آج سے ہم نہین آنے کے تمہاری گھر مین

(١٩٢) نور پھر جاتا ہے آآکے در دولت پر
آج کل کیون نہین تم بھی ہو بیاری گھر مین (٧)

اے جان کیا بیان کرین کیا کیا ہوس نہین — کیونکر گلے لگائین تمہین اپنا بس نہین
یان روتے روتے آنکھون مین آئی ہے اپنی جان — تم ہنس رہے ہو دل مین تمہارے ترس نہین
زلفون مین تو پھنسا نہ مری مرغ دل کو یار — یہ عندلیب قابل دام و قفس نہین
جاتا ہے قافلہ مین کوئی کیا بت حسین — ناقوس کی صدا ہے صدائے جرس نہین
رکھتے ہین پاس ہم سے بھی چار ہاتھ پاؤن — ہم ہین فقیر کچھ ہمین خوف عسس نہین
ناحق گلا تھکاتے ہین فریاد سے فضول — بلبل کا اس چمن مین کوئی دادرس نہین

(١٩٣) کرتی ہے چشم یار سے نرگس برابری
ڈھیلا سی آنکھ ہے کہین نور آنکھ مین کس نہین (١٢)

پھر ہوا ہے دل کو عشق زلف اندازاندون — پھر وہی آنکھ سے ہین سودے کے آثار اندنون
دیدہ گل بکا ہے مری آنکھون کو آزار اندنون — نرگس بیمار کی صورت ہون بیمار اندنون
گرم ہے اوس غیرت یوسف کا بازار اندنون — ہین زلیخا کی طرح لاکھون خریدار اندنون
بات کہنی سانس بھی لینی ہے دشوار اندنون — سوگیا ہون یہ تپ فرقت سے مین زار اندنون
برگ سوسن مین سخن گوئی ہے اب اوس نشتر کی — بات تک کرنی نزاکت سے ہے دشوار اندنون
ہم بلا سے زیست پھر اب چھوٹنا دشوار ہے — مرغ دل ہے دام گیسو مین گرفتار اندنون
ساتھ بھی سوتا ہے تو منہ پھیر کر سوتا ہے وہ — اسقدر ہے میری صورت سے وہ بیزار اندنون
صورت بلبل نہ کیون گلشن مین یاد آئے گل — یاد آتے ہین مجھے وہ گل سے رخسار اندنون
روز آنکھون جنبش ابرو سے ہوتے ہین شہید — چل رہی ہے یار کے کوچے مین تلوار اندنون
پھر وہی الفت کی باتین ہین وہی [illegible] — پھر لگاوٹ مجھسے کرتا ہے مرا یار اندنون
پیچ مین لائین کہ اس کے دل [illegible] — بال کنگھی سے سنورتے ہین جو ہر بار اندنون

(١٩٤) کیا بھلا دیکھون نظر کو مین نگاہ شوق سے
نور ہے پیش نظر اوس مہ کا رخسار اندنون (١٤)

دونون آنکھون سے جو میری جا رہا آنکھین ہوگئین — شکل نرگس اور بھی بیمار آنکھین ہوگئین
[illegible] اشک گوہر شہوار آنکھین ہوگئین — اے پری دید جوہری کا بازار آنکھین ہوگئین

دل میں تھا کیا کیا شکایت ہم کرینگے یار سے
سچ ہے نور چشم کھو دیتا ہے نور آفتاب
روشنی کیسی سیاہی نام کو باقی نہیں
ہر کس و ناکس سے کب اپنی بھلا لڑتی ہے آنکھ
رات دن منہ کی طرح آنکھوں سے بہتا ہوں اشک
وہ نظر آتا ہے جب میں دیکھتا ہوں تہا مگر
جان کر بارا وسے پھر کر نظر دیکھا جسے
نشہ الفت چڑھا رہتا ہے آنکھوں میں مدام
تیلیاں دل کی طرح ہر گام پر بس لگ گئیں
کیا کسی گل نے لی ہے اپنی ہاتھوں میں حنا
اے زہی قسمت وہ گل رکھتا ہے آنکھ میں مجھے

بات تک نکلی نہ بدم ہار آنکھیں ہو گئیں
پر تو رخسار سے بیکار آنکھیں ہو گئیں
روتے روتے ہجر میں بیکار آنکھیں ہو گئیں
تیری آنکھیں دیکھکر ہشیار آنکھیں ہو گئیں
غیرت ابر بہار سے آیار آنکھیں ہو گئیں
ہے تماشا روزن دیوار آنکھیں ہو گئیں
قتل عاشق کے لیے تلوار آنکھیں ہو گئیں
عشق چشم مست سے سرشار آنکھیں ہو گئیں
اسقدر وارفتہ رفتار آنکھیں ہو گئیں
بلبلوں کی آج جو خونبار آنکھیں ہو گئیں
آشیان بلبل گلزار آنکھیں ہو گئیں

١٩٥ چار سو جلوہ اوسے کا نور آتا ہے نظر
اسقدر محو جمال یار آنکھیں ہو گئیں ٨

دل کو جسکا عشق ہو ایسا حسین کوئی نہیں
سب حسین تم سو یہاں آئے مہ جبین کوئی نہیں
کسقدر تجھ پر نزاکت ختم ہے اکثر سنے
کس سے دل بہلائیں اپنا کس سے باتیں ہم کرین
تو وہ ہے تیری محبت ہے ہر اک انسان کو
دیدہ آہو و نرگس کو بھلا نسبت ہے کیا
کثرت دیوانگان سے تریان تا پاتا ہیا

یہ مکان مدت سے خالی ہے مکین کوئی نہیں
دیکھ تو کوئی نہیں کوئی نہیں کوئی نہیں
تجھسا اسے بت بتکدہ میں نازنین کوئی نہیں
ہم اکیلے رہتے ہیں خلوت نشین کوئی نہیں
تیرا جو عاشق ہوا ایسا کمین کوئی نہیں
خوشنما ایسی تو چشم سرمگین کوئی نہیں
دہان ایک سال طرق آہنین کوئی نہیں

١٩٦ نور لاثانی سے وہ خورشید طلعت حسن میں
اوس پر یہ مگر زمانہ میں حسین کوئی نہیں ٨

سر بار نازین ہیں کر جہان خوش رو گلشن
برا سے ساقی کوثر مجھکو انجام دے ساقی
نخوش ہوا اسقدر انجام غم شادی کا مزہ تا

مزہ جاتا ہے دل بیتاب آنسو نکلتے ہیں
تجلے آرہی ہے آنکھ سے آنسو نکلتے ہیں
ہنسی آئی جہاں انترا سے آنسو نکلتے ہیں

جو یاد زلف و چشم یار مین جاتا ہون صحرا کو
تو لیکر مشک نافہ نذر کو آہو نکلتے ہین

تمہاری دید بازی کی تمنا نے ہمین مارا
نکلو ہم اس چمن سے اب برنگ بو نکلتے ہین

تمہاری راہ مین پیوستہ ہونے کی تمنا ہے
ہتیلی پر دہرے سر عاشق تا برو نکلتے ہین

مجہے رقت ہی زلف یار مین افشان چمکتی ہے
گہٹا آتی ہے جب برسات مین جگنو نکلتے ہین

۱۹۶

نباوٹ سے پسینا بہی نہین آنکہون مین آتا ہے
جو دل مین درد ہوتا ہے تو نور آنسو نکلتے ہین

۶

وصف دانتون کا جو ای عربدہ جو کرتے ہین
آب گوہر سے سر دست وضو کرتے ہین

مصلحت ہی جو نہین ترک یہ ہو کرتے ہین
دور سے دیکہ کے تعظیم عدو کرتے ہین

ہاتہ منہ دہوتے ہین ہر دم عرق ابرو سی
آب شمشیر سے جانباز وضو کرتے ہین

دل تڑپتا ہے مرا سینہ مین مچہلی کیطرح
ساتہ غیرون کے وہ سیر لب جو کرتے ہین

پہول جہڑتے ہین دہن ہی صفت سنگ تفنگ
گفتگو جب یہ بت عربدہ جو کرتے ہین

۱۹۸

بال سے بہی کمر یار ہے باریک ای نور
غلطی ہم نہین اسمین سر مو کرتے ہین

۱۱

زہر کہاؤنگا آج مین کل مین
عاقبت جان دونگا کل کل مین

مسی ملتے ہین جب وہ ہنستے ہین
بجلیان کوندتے ہین بادل مین

جسنے دیکہا ہوا وہ دیوانہ
سحر ہے سامری کا کاجل مین

جان لخت جگر جبر و ستم مین
لعل کے ہون نگینے ہیکل مین

عکس حسن صبیح جانان سے
روشنی ہے فلک کی مشعل مین

میکدہ مین وہ مے پرست ہون مین
ڈر تنک بہی نہین ہے بوتل مین

ایک چلو ہی دے مجہے ساقی
مے لبالب بہری ہے بوتل مین

روشنی مین وہ کنگہی کرتے ہین
مشک کی بو ہے دود مشعل مین

دیکہ زاہد کرشمۂ رندان
آب و آتش بہم ہے بوتل مین

لطف سیب ذقن نہ کچہ پوچہو
ذائقہ ہے عجیب اس پہل مین

۱۹۹

خیرگی کرتے ہے نظر ای نور
کیا کرن مہر کی ہے آنچل مین

۱۱

نہ صرصر نہ باد صبا چاہتا ہون
جنون خیز ہو وہ ہوا چاہتا ہون

مین دولت نہین اسے خدا چاہتا ہون
فقط اک بت باوفا چاہتا ہون

مجھے دوست دشمن برابر ہین دونون
فزون کا بھی ای دل بہلا چاہتا ہون

فقط ایک بوسہ کا طالب ہون تمسے
نہین اَور اسکے سوا چاہتا ہون

مرا جو کہ مطلب ہے ظاہر ہے تمپر
کہون کیا مین تمسے کہ کیا چاہتا ہون

مجھے ایک بوسہ عنایت ہو لب کا
مسیحا سے حب شفا چاہتا ہون

شگفتہ چمن مین گل آرزو ہو
مین ایسی ہوا پر فضا چاہتا ہون

صفا یار کا دل ہو میری طرف سے
اس آئینہ کی مین جلا چاہتا ہون

اب اے ساکن عرش دل کو سنبھالو
کہ مین آہ سوزان کیا چاہتا ہون

کرو گر نہ نخوت تو سچ سچ کہون مین
تمہین جان دل سے سوا چاہتا ہون

۲۰

نہ تا زیست ہو ترک ای نور ادنسے
اس آغاز کی انتہا چاہتا ہون

۱۷

کیا فرہاد نے جو عشق کامل اسکو کہتے ہین
کرو سے دی جان شیرین مفت مین دل اسکو کہتے ہین

جو حیرت سے سوے مہ دیکھتا ہون لوگ کہتے ہین
کسی آئینہ عارض کا مائل اسکو کہتے ہین

شکن فرش زمین مین پڑ گئی سر کی تڑپنے سے
فراق یار مین بیتابی دل اسکو کہتے ہین

ہزارون زخم ہین تیغ نگاہ ناز کی تن پر
رفو تک ہو نہین سکتا ہی گھایل اسکو کہتے ہین

گلا اوس شوخ نے کاٹے ہین لاکھون بیگناہونکی
زمانہ ہی شہید ناز قاتل اسکو کہتے ہین

ہزارون صدمہ فرقت اوٹھائی ہین دل لیکن
کہ بار حزن و درد و غم کا حامل اسکو کہتے ہین

ہوا جب دم فنا پہونچا سرا گور مین انسان
عدم کے جانے والو ختم منزل اسکو کہتے ہین

ضیا بخشی نور رخ سے کیونکر ہون نہ پروانہ
چراغ دل ہے روشن شمع محفل اسکو کہتے ہین

تڑپتا ہون جو مین درد تپ فرقت کی شدت سے
تو وہ کہتے ہین ہنسکر رقص بسمل اسکو کہتے ہین

وہ گل بولا صدای نالۂ عشاق کو سنکر
ہلا جاتا ہے دل صوت عنادل اسکو کہتے ہین

لبون پر آہ و نالہ پاؤن مین بیڑی محبت کے
جلاجل اسکو کہتے ہین سلاسل اسکو کہتے ہین

نہ وصل یار ہوتا ہی نہ مجکو موت آتی ہے
کش مکش مین پڑی ہے جان مشکل اسکو کہتے ہین

گناہون سے جو اپنے مین نے وقت مرگ کی توبہ
کیا داخل مجھے جنت مین عادل اسکو کہتے ہین

مرا دل کیا فرشتون کو ہی حسرت ہے شب مرنے کی — ذقن کا ہی کوان یا چاہ بابل اسکو کہتے ہین
پھرا ہے لشئہ زرریات جان بیہوش رہتا ہے — خبر اپنی نہین منعم کو غافل اسکو کہتے ہین
مری آنکھون مین بحر اشک امڈی آشنا ہوے — نہین ابر فرو دامان ساحل اسکو کہتے ہین

۲۰۱

محبت سے مری تعریف وہ ای نور کرتے ہین
مین ناقص ہون وہ فرماتے ہین کامل اسکو کہتے ہین

۱۴

رازق کی عجیب حکمتین ہین — دینے کے ہزار صورتین ہین
ہر شب جھگڑے ہین آفتین ہین — ہر روز نئی قیامتین ہین
مجھسا نہین نامراد کوئی — اک دل ہے ہزار حسرتین ہین
کس منہ سے کرون مین شکر رازق — کھانے کو ہزار نعمتین ہین
رہتی ہین مزے کی اوس سے باتین — شب بھر شکوے شکائتین ہین
اے دل نہ ہو مبتلای الفت — لاکھون دکھ ہین اذیتین ہین
وہ ہاتھ ہون پھر مرے گلے مین — جن ہاتھون سے دل کو راحتین ہین
وہ مجھپہ فدا مین اوسپہ شیدا — آپسمین بڑے محبتین ہین
ہر عضو یہ دم بھڑک رہا ہے — اے جان یہ دل کی رغبتین ہین
گیسو کا بھی عشق بد بلا ہے — سر پر مرے روز آفتین ہین
حورون مین ہے حسن دلفریب ہے — پریان پچھینے کی مورتین ہین
بوسہ کے ہین ساتھ گالیان بھی — کیا کیا مجھپر عنایتین ہین

۱۰۲

اے نور نہ عشق کر گلون سے
الفت مین ہزار آفتین ہین

۱۶

جان دیتے ہین کم یہ مرتے ہین — مرد جو کہتے ہین وہ کرتے ہین
گر میان غیر سے وہ کرتے ہین — ہم یہان آہ سرد بھرتے ہین
اے بتو جو کہ دل یہ دہرتے ہین — بخدا ہم وہ کر گذرتے ہین
مہکتی رہتی ہین دیر تک گلیان — اسطرف سے جو وہ گذرتے ہین
تو وہ ہے سرو صورت قمری — دم حسینان شہر بھرتے ہین
مارگیسو نے جب سے کاٹا ہے — نام رسی کا سنکے ڈرتے ہین

ہم غریق یم محبت ہین
ایسے ڈوبے کہین ابہرتے ہین

گرد کلفت مین اٹ رہے ہین ہم
مسّی سلتے ہین وہ نکھرتے ہین

صبح سے ہین وہ محو آرایش
پٹّے سو سو طرح سنورتے ہین

میری جانب سے اوس پریرو کے
روز اغیار کان بھرتے ہین

پاون اپنے زمین پکڑتے ہے
اوس گلی سے جو ہم گذرتے ہین

دل ہی اے جان خوب واقف ہے
صدمے جو ہجر مین گذرتے ہین

قطعہ

اوس مسیحا سے یہ کہا ہمنے
ہم سفر اس جہان سے کرتے ہین

ہنسکے کہنے لگا کہ مر بھی چکو
روز کہتے ہو تم پہ مرتے ہین

ناصحا فائدہ نصیحت سے
ہمسے بگڑے کہین سنورتے ہین

۲۰۳
ہنسکے کہتا ہے وہ پری پیکر
نور یہی ابتو ہم پہ مرتے ہین
۱۲

جو وہ حور وش گرم محفل نہین
جہنم ہے صحبت وہ اہل نہین

توجہ اگر اوسکو اے دل نہین
کچھ الفت جتانے سے حاصل نہین

حنا بند ہوئی تو ثابت ہوا
فروزان ہے دل شمع محفل نہین

مرے سر کا گاہک ہے سارا جہان
یہ سودا کسے میرے قاتل نہین

کہلا چہاننے سے یہ مجنون کو خاک
بگولا ہے لیلے کے محمل نہین

ہے چین جبین سنور کا عکس
ترے تیغ مین تاب قاتل نہین

جبین کو بہلا چاند کیونکر کہون
ہے نصف القمر ماہ کامل نہین

خزان کیا بہار چمن ہوگئی
جو گلشن مین صوت عنادل نہین

ڈرتا ہے مرنے سے زاہد عبث
کہ در پیش کسکو یہ منزل نہین

تپ ہجر سے ہے کشاکش مین جان
جگر ہے جو قابو مین تو دل نہین

وہ مہ رو ہو رونق فزا کس طرح
مرا گھر تو منزل کے قابل نہین

۲۰۴
ٹپکنے سے اے نور ثابت ہوا
ہے پہوڑا بغل مین مرا دل نہین
۱۴

بغل مین جو وہ ماہ کامل نہین
تو اک داغ پہلو مین ہے دل نہین

ترے در پہ ہوئے نہ رکھتا قدم | مری جان بسمین مراد دل نہین
زمانے کی اوٹھین نہ کیون انگلیان | مہ نو ہے شمشیر قاتل نہین
مقیم اسمین جلوہ ہے اک ماہ کا | کہ یہ برج سرطان ہے دل نہین
طلب بوسۂ لب کیا تو کہا | کہ تو منہ لگانے کے قابل نہین
ہزارون ہی ہین داغ حسرت بھرے | سے یہ خانۂ آرزو دل نہین
مروت نہین نام کو آنکھ مین | کھنچے تیل جس سے یہ وہ تل نہین
ہے خورشید مین نور مہ کا ظہور | فروزان یہ رخسار پر تل نہین
چمکتا ہے یہ کوکب بخت یار | درخشان جبین پر سیہ تل نہین
ہے روشن چراغ جمال صنم | ضیابخش رخسار کا تل نہین
سمجھتے ہین ہم جسکو امر محال | وہ کچھ تیرے نزدیک مشکل نہین

۲۰۵
سراسر لحد اک قدم کی ہے راہ
کچھ ایسی کڑی نورہ منزل نہین

عاشق چشم سیاہ یار ہون | نرگس بیمار کا بیمار ہون
ہوسے افتادہ کا ہے سبکو گمان | عشق گیسو مین مین ایسا زار ہون
زندگی کیونکر وبال جان نہ ہو | ہجر مین مین زیست سے بیزار ہون
جب سے اوس گل نے گرایا آنکھ سے | سب کی نظرون مین ذلیل و خوار ہون
مجکو بھی دکھلاؤ جلوہ حسن کا | مثل موسی طالب دیدار ہون
غسل دو آب دم شمشیر سے | کشتۂ تیغ نگاہ یار ہون
ہون گنہ سے غرق بحر انفعال | مین سراپا ابر دریا بار ہون
نشہ مین ہے چشم میگون کا خیال | مین بیہوشی مین بھی ہشیار ہون
زور کچھ تقدیر سے چلتا نہین | اے صنم مجبور ہون لاچار ہون
ہجر جانان مین نہین لگتی ہے آنکھ | بخت خوابیدہ ہین مین بیدار ہون
کہتے ہین دکھلا کے محبوب روئے صاف | باغ عالم مین گل بیخار ہون
اے پری ہے نقد دل کی اصل کیا | جان تک دینے پہ مین طیار ہون
اب کنارے پر جہاز عمر ہے | ایک دن دریائے غم سے پار ہون

زندگی تک مجمع احباب تھا
غم مجھے کھاتا ہے غم کھاتا ہون نہین
لشکر دیوانگان ہمراہ ہے
جام مے وہ مجکو شربت کی عوض
وحشت مین تلوون سے بہتا ہے لہو

قبر مین بے مونس و بے یار ہون
اسینے مین غمخوار کا غمخوار ہون
مین جنون کا قافلہ سالار ہون
چشم مست ناز کا بیمار ہون
آبلون سے دیدۂ خونبار ہون

٢٠٦

جل کے کہتا ہے رقیب روسیہ
تم اگر ہو نور تو مین نار ہون ۔

٢٢

حال تنہائی دل پر وہ نظر کرتا نہین
پھر بہانے مین خط کے نامہ بر کرتا نہین
ہجر گل مین حال کب نوع دگر کرتا نہین
شیفتے روتے ہین کیون میری جنازے پر عزیز
گل نہ بلبل شیفتہ ہے سرو پر قمری فدا
او ہمی سے نفی کا اثبات ہے امر محال
درد دل ہمین رکھتا ہے سحر تک شام سے
حسن ہے مشہور عالم مین حسینون کا عبث
خانہ دل مین نہین ہوتا کوئی آکر مقیم
ای مسیحا پھنک رہا ہے آتش فرقت سے دل
چھٹتے دام مصیبت مین کہان رہتے ہین یاد
آج شکل نشو و نما پر ہے گل داغ فراق
آنکھ کے لڑتے ہی ہو جاتا ہے دو ٹکڑے جگر
اے پری پیکر ہے افزون ترقی پر جنون
آگیا تم پر جو میرا دل تعجب کیون ہوا
ایک بھی سنتا نہین عاشق کی اثر ری غرور
بت تو کیا ہین مقصود بت سے ملتا ہے خدا
کیا ہوا وحشت مین مین نے چھو لیا گر زلف کو

ہجر مین کس شب تڑپ کر مین سحر کرتا نہین
یہ کبوتر وہ ہے اوڑنے مین کمر کرتا نہین
چاک دامن صورت جیب سحر کرتا نہین
کون ہے جو دار دنیا سے سفر کرتا نہین
عشق بھی کس کس جگہ اپنا گذر کرتا نہین
اسلیے مین فکر مضمون کمر کرتا نہین
کونسی شب ہے جو ہمین رات بھر کرتا نہین
صورت آئینہ کوئی دل مین گھر کرتا نہین
کوئی بھی محبوب میری گور مین گھر کرتا نہین
کچھ دوائے سوزش داغ جگر کرتا نہین
نغمہ سنجی بلبل بے بال و پر کرتا نہین
اس چمن کی سیر وہ رشک قمر کرتا نہین
کام کب تلوار کا تار نظر کرتا نہین
کچھ علاج عاشق شوریدہ سر کرتا نہین
کیا کوئی الفت کسی سے عمر بھر کرتا نہین
تقین مین شام سے کب تا سحر کرتا نہین
یہ غلط سمجھے ہو سیرا کا کام زر کرتا نہین
بیخودی مین سامنے کا انسان ڈر کرتا نہین

دل کو تمامی بیقراری سے تڑپتی پھرتے ہو یونہی
تم تو کہتے تھے ترا نالہ اثر کرتا نہیں

سر جھکا سفر سے بیٹھا ہوں نے قاتل خلق
امتحان ضرب شمشیر دو سر کرتا نہیں

طفل اشک سرخ کو کیونکر نہ آنکھوں میں کہوں
کون ہے جو خاطر لخت جگر کرتا نہیں

۲۰۰

ماہ کی صورت کروں کیا نور میں حاصل کمال
اس زمانے میں کوئی قدر ہنر کرتا نہیں

۱۳

انس جو آگے تھا اوس سے وہ محبت اب کہاں
دل کی وہ بیتابیاں وہ جوش الفت اب کہاں

حاضر خدمت تھا میں بھی تھا اونہیں جب تک خیال
سرد مہری کا سبب وہ گرم صحبت اب کہاں

ہمیں محفل میں اشارے ہو رہے ہیں غیر سے
وہ نوازش اور وہ چشم عنایت اب کہاں

بے زری سے کیوں نہ غنچہ کی طرح دل تنگ ہوں
صورت گل پاس زر دامن کو دولت اب کہاں

ضعف سے پہونچی ہے یہ حالت مریض ہجر کے
بات اشارے سے کرے اتنی بھی طاقت اب کہاں

شکر اثر عشق گیسوئے صنم جاتا رہا
لاکھ ہو فصل بہاری جوش وحشت اب کہاں

دیکھ کے چشم سیاہ یار ہوش [illegible]
آہوان دشت میں اگلی سی وحشت اب کہاں

ایک بوسے پر ہزاروں گالیاں ملتی تھیں [illegible]
آگے جو توقیر تھی اپنی وہ عزت اب کہاں

اسے پر یو خط کے آتے ہی لفافہ کھل گیا
چاند سی صورت جو آگے تھی وہ صورت اب کہاں

دخل کلفت کا نہیں ہے خاطر محبوب میں
صاف شکل آئینہ دل ہے کدورت اب کہاں

ان تلوون میں نہ تیل گویا نام کو باقی نہیں
وہ نگاہ الفت کی وہ چشم عنایت اب کہاں

کیا غرض ہو انکو جو پوچھیں ہم غریبوں کا آج
حد سے نخوت بڑھ گئی ہے کم مروت اب کہاں

۲۰۸

ترک کر دی میکشی اوس ساقی گلفام نے
نور وہ کیفیتیں وہ لطف صحبت اب کہاں

۹

پھر ہوا سودا تمیز حق و باطل پھر نہیں
پھر بہار آئی ہے قابو میں مرا دل پھر نہیں

کل تو آنے کو کہا تھا آج کیوں انکار ہے
قول سے اپنے تو اے زہرہ شمائل پھر نہیں

بلبلوں کے جیسے نقش و نما سے گل سے ہیں
جب خزاں آئی تو یہ صورت فضا دل پھر نہیں

نوجوانی کم [illegible] یہ سب عروج حسن ہے
یہ ضیا رخسار کی اے ماہ کامل پھر نہیں

ہم نکلتے ہی سرا گور میں ہوں گا مقیم
اس سفر میں بعد اس منزل کی منزل پھر نہیں

بعد مردن ہے قیامت سختی اعمال زشت
اس گھڑی کے بعد سب آسان ہے مشکل پھر نہیں

حسن جب تک ہے تو تیغ ناز بھی خون ریز ہے
بزم عاشق کی ہے رونق تیرے دم سے ای حسین

جب ہمارا حسن ہوگا کچھ بسمل عجب نہیں
اوٹھ گیا جب تو یہان سے لطف محفل کچھ نہین

۲۰۹

نور جب تک ہے سلامت ناز جو چاہو کرو
بات پوچھیگا کوئی اے ماہ کامل پھر نہین

۱۳

چھیڑنا اے دل حزین نہ کہین
عشق کرنا دل حسین نہ کہین
ڈر ہے پیغام وصل مین اتنا
ذبح کرتے ہو تم جو گھبرا کر
چھو لیا زلف کو تو وہ بولے
ایک تو کیا حسین لاکھون ہین
چھاتیون کو ابھار کر نہ چلو
مین جو رخصت ہوا تو وہ بولے
کان مین ہو سکتے ہین کچھ دشمن
بوسہ مانگا تو منھ کے کہنے لگے
خانہ تن مین روح ہے بیچین
ڈر ہے اعمال سے پس مردن

روٹھہ جائے وہ نازنین نہ کہین
کہ خفا پائے گا کہین نہ کہین
کہ مبادا کرے نہین نہ کہین
خون بھر جائے آستین نہ کہین
مار کھاؤگے تم کہین نہ کہین
آ ہی جائے گا دل کہین نہ کہین
ہاتھہ دوڑائے شانہ بین نہ کہین
آج تم گھر پو ہین نہ کہین
میرے جانب سے ہو یقین نہ کہین
منہ کی کھاؤگے تم کہین نہ کہین
چھوڑ دے یہ مکان مکین نہ کہین
کر دبائے ہمین زمین نہ کہین

۲۱۰

نور جو آہ سرد بھرتا ہے
شیفتہ ہو گیا کہین نہ کہین

۱۴

دیوانی جو ڈرا کیون نہ بیٹھے قمر برسات مین
ہی جبین گھر و نہ تم زیر شجر برسات مین
گھر ہی مین بیٹھہ کر روؤن اگر برسات مین
خانہ دل مین لگائی آگ اشک گرم نے
سیل گریہ سے نہ پڑ جائے عناصر مین فساد
ہر مہینے مین دعای ابر رحمت چاہیے
یاد آتا ہے ہمین نشو و نما سے حسن یار

نور سب سرسبز ہوتے ہین شجر برسات مین
یہ مثل بھی عام ہے بیگا کا ڈر برسات مین
آسمان مثل حباب آئے نظر برسات مین
جل رہا ہے آتش فرقت سے گھر برسات مین
ہمکو ہے اس چار دیواری کا ڈر برسات مین
لطف سے تو شغل ہے ای ساقی اگر برسات مین
پڑتی ہے جس پھول پر اپنی نظر برسات مین

شوق تمکو گانے کا ہے تو گاؤ ہنسا سب فصل کے
لطف ساون کا ہو اے رشک قمر برسات میں

ابر ہے ٹھنڈی ہوا ہے یار ہے گلزار ہے
ایک سا ہے لطف ہر شام و سحر برسات میں

نقرئی سو بادل جو چوٹی کا ترے یاد آ گیا
ابر کھل کر چاندنی نکلی اگر برسات میں

کیا قباحت ہے جو گلشن میں ہیں ساتھ اونکے رقیب
گرتے ہیں لاکھوں پتنگے شمع پر برسات میں

گریہ عشاق خستہ دل پہ لازم ہے ترس
لیتے ہیں ٹوٹے مکانوں کی خبر برسات میں

۲۱۱ روح کو تکلیف ہوتی ہے جو روتے ہیں عزیز
نور گھٹتا ہے مسافر کو سفر برسات میں ۱۳

رونگٹے کھڑے ہیں جبکہ سب وہ تن میں خار ہیں
آدمی کی صورت ماہی بدن میں خار ہیں

غیر تو کیا ہے کو تیری انجمن میں خار ہیں
ہاں ہمیں بس ایک ہی گل اس چمن میں خار ہیں

یہ گل رخسار کی بیلی ہو گلشن میں بہار
پھول ہیں اے رشک گل جتنے چمن میں خار ہیں

سبزہ خط سے بہار حسن دونے ہو گئے
خط نہیں گالوں پہ گل ہائے سمن میں خار ہیں

اے گلو گنج لحد میں صورت راحت کہاں
رنج دینے کو جو بد سے تک کفن میں خار ہیں

سینہ عاشق پہ بوسے پھیر کر وہ ہاتھ کو
رونگٹے ہیں یا تمہارے تن بدن میں خار ہیں

کیا ہوا اوس رشک گلشن کو جو گھیری ہیں رقیب
قرب گل دیکھو ہزاروں ہیں چمن میں خار ہیں

ہجر گل میں آسمان پر دیکھکر خط شعاع
میں یہ سمجھا دامن چرخ کہن میں خار ہیں

خشکی لب مانع گفتار ہوتی ہے صنم
یہ زبان عاشق تشنہ دہن میں خار ہیں

چبھتے ہیں ہائے نظر میں صورت مژگان یار
کم نہیں ہیں نیش سے جتنے چمن میں خار ہیں

جسم نازک میں نہ چبھی جاتے ہیں کانٹوں کی طرح
گو کھرو ہی دامن گل پیرہن میں خار ہیں

وصل میں تمسے جو چمٹا میں تو بازو چھل گئے
تن کڑی ہے یا تمہارے نور تن میں خار ہیں

۲۱۲ دل میں حاسد کے کھٹکتے ہیں مرے مضمون جو نور
ہوں میں حیران کیا مرے شعر و سخن میں خار ہیں ۲۰

تمہارے ہجر میں بیحد ملال ہے کہ نہیں
ملاحظہ ہو مرا حال غیر ہے کہ نہیں

خدا ہی جانے انہیں کچھ خیال ہے کہ نہیں
مرے فراق کا دل میں ملال ہے کہ نہیں

کلام اسمیں ہے رفع ملال ہے کہ نہیں
بتاؤ یار سے اب بول چال ہے کہ نہیں

جو گہنا گئے عارض پر نور دو سکے گہنے
ترقیوں پہ یہ ماہ کمال ہے کہ نہیں

بہت وہ کہتے تھے نفرت ہی تیری صورت سے
رجالیا اور نہین مجھ مین کمال ہی کہ نہین

ہزارون اونگلیان اوٹھتی ہین بد نظارہ
وہ کہہ رہے ہین کہ ابرو ہلال ہے کہ نہین

چکھا کے ذائقہ عناب لب کا وہ بولے
بتاؤ اتنی تو طبیعت بحال ہے کہ نہین

رکاب ہے جو سر نو تو کہکشان ای چرخ
سمند ناز کی یہ سر دوال ہے کہ نہین

یہ آفتاب پرستون سے پوچھیے اک دن
ضیا مین مہر درخشان وہ گال ہے کہ نہین

سوال ہے مرا ای دل یہ موشگافون سے
ثبوت اونکی کمر کا محال ہے کہ نہین

یہ بات پوچھنی زیبا ہے خوش جمالون سے
وہ ماہ حسن عدیم المثال ہے کہ نہین

کمر کو تار شعاعے کہا تو وہ بولے
کہ یاد اور بھی کوئی مثال ہے کہ نہین

کھلے گا مجھپہ معما یہ غیب دانون سے
دہان یار مین جائے مقال ہے کہ نہین

ہلاک چلکے کیا نرد جان بعاشق کو
خرام یار بھی چوسر کی چال ہے کہ نہین

عبث ہے عذر تمہین دل کے پھیر دینے مین
تمہارے پاس امانت یہ مال ہے کہ نہین

کیا اسیر بلا میرے طائر دل کو
تمہارا گیسوے پرپیچ جال ہے کہ نہین

سپر فگنا ہے قیامت کا سامنا غافل
کچھ اپنے جرم پہ بھی انفعال ہے کہ نہین

وہ گل ہے صبح سے مصروف سیر گلچینی
شجر ہر ایک چمن مین نہال ہے کہ نہین

وہ عکس زلف کا عارض پہ دیکھکر بولے
یہ اس آئنہ مین بتاؤ تو بال ہے کہ نہین

۲۱۳

سیاہ فرد عمل نور ہے گناہون سے
مآل کار کا بھی کچھ خیال ہے کہ نہین

۱۵

جلوہ ترے جمال کا مہر صفت کہان نہین
کونسا وہ مقام ہے نور ترا جہان نہین

اوپہ ہون دل سے مین فدا مجھپہ وہ ہونگے شیفتا
روز کی محنتین دلا جائینگی رائگان نہین

دور فلک کے ہاتھ سے جاؤن کہان نکل کے مین
کون سی وہ زمین ہے جسپہ یہ آسمان نہین

چھد گئے کیون دل و جگر ملتے ہی نگہ ای قمر
تیر اگر مژہ نہین دونون بھوین کمان نہین

لطف بہار نو سدا دیتی ہے روح کو مزا
باغ ہے ایک دلفزا کوچہ گلرخان نہین

کہتی ہے خلق دیکھکر حسن کو تیرے ای قمر
دور مین اس چرخ کے ایسا کوئی جوان نہین

مثل سپہر چرخ مین رہتا ہون ہجر یار مین
پھیر ہے میرے بخت کا گردش آسمان نہین

گو ہے نقاب مین چھپی رخ کی وہی ہے روشنی
پردۂ شب مین بھی اجی نور سحر نہان نہین

جو کہ تھے صاحب نشان ڈنکے بجاتے تھے یہان
گیسے ہوئی ہین بے نشان اونکا کہین نشان نہین

سوز دروں کی دیکھنا عرضہ ہین سرد مہریان
آگ تو دل مین ہے لگی لطف یہ کچھ دہوان نہین

سنہ مین جو آیا کہہ چکے روکو زبان کو چپ رہو
تم جو دہن دریدہ ہو سنبہ بہی بے زبان نہین

باغ شباب پر عبث غرہ ہے تمکو اسے گلو
کیا یہ بہار حسن کی ہوگی کبہی خزان نہین

خال رخ نگار کا داغ ہر ایک دل مین ہے
جسمین نہ یہ چراغ ہو ایسا کوئی مکان نہین

سیر چمن کو جاؤن کیا موسم برشکال ہین
چہرے سے ہین یہ تفنگ کے ہجر مین بوندیان نہین

۲۱۴ — ۷

ہمکو غزل سناکے اب داد سخن طلب کرین
نورؔ کسی کمال کا کوئی بہی قدردان نہین

آیا ساون کا مہینا پہنو جانی چوڑیان
لال جوڑا بر مین ہو ہاتھون مین دہانی چوڑیان

جی مین ہے پہناؤن مر کر بہی نشانی چوڑیان
ملگجی کر دیتے ہے کسی گل کے پرانی چوڑیان

کیون نہو چوستے فلک پر ادس مسیحا کا دماغ
آفتابی ہے کلائی آسمانی چوڑیان

بال سلجھانے کو جب وہ ہاتھ کرتے ہین بلند
کان مین کہتے ہین کہ میری زبانی چوڑیان

دینے آرایش سکے ہاتھون آپ وہ ہجین ہین
کر رہی ہین دست نازک مین گرانی چوڑیان

شمعین گلکاری کی روشن کی ہین تجہ ذاتی ہین
ہین عجب گلدستہ باغ جوانی چوڑیان

ہر مہینے مین بلائین لیکے کہتا ہے یہ نورؔ
تو نئی پہنو بدل ڈالو پرانی چوڑیان

۲۱۵ — ۸

ردیف واو

نہ کہتے پہر کبہی عمر خضر زلف پریشان کو
جو شاعر دیکہتے طول شب تاریک ہجران کو

ملک مرغ دل مجروح عاشق کی اگر ٹانکو
تو لاؤ سوزن مژگان مین تار زلف پیچان کو

مجھے سودا ہے اک لیلی ادا کی زلف مشکین کا
کرون مین سرمۂ چشم جنون خاک بیابان کو

وہ اونٹھہ کر دو قدم چلتے ہین جب اخیر ہوتا ہے
قیامت جانتا ہون قامت موزون جانان کو

ترے بد شعق مین تشبیہ شاعر اس سے دیتے ہین
ترے ہونٹون سے کچھ نسبت نہین لعل بدخشان کو

چلا ہی درد و رنج ذآہ و نالہ لیکے ساتھ اپنے
تامل ہے ذرا تم دیکھنا اس دل کے سامان کو

عجب تجکو خدا نے نور کا پتلا بنایا ہے
خجل کرتا ہے تیرا حسن عارض ماہتابان کو

۲۱۶ — ۱۰

یہی اے نورؔ ہنگام سحر اپنا وظیفہ ہی
خداوندا دکھادے آج تو ادس مہر تابان کو

یہ دولت مفت جاتی ہے اسے تم اے صنم لے لو
بہار حسن ہے اے بلبلو یہ دن غنیمت ہین
جو حاکم ہون تو مین یہ حکم دون ارباب فقر کو
دم رحلت کسی نے بھی نہ جھوٹون بھی کہا مجھ سے
جو بوسہ مانگتا ہون کس حیا سے ہنس کے کہتے ہین
نہین کچھ اور مطلب ہے فقط صورت کا مشتاق ہون
تمنا ہے تمہارے ہاتھ تمکو مفت بکنے کی
مسہری پر اکیلے آج وہ آرام کرتے ہین
نہین ہے اس سے بڑھکر کوئی یاقوتی مانی پر

نہ پھیرو نگاہین دل دیکر اگر چاہو قسم لے لو
بغل مین نونہالان چمن کو گود سے دم لے لو
مجھکو غیر سے ملنے کا اوسنے بکف قلم لے لو
اگر وہ جلدی نہ چلنے مین گھڑی بھر اور دم لے لو
قیامت تک نہین کہتے کے اپنے منہ سے ہم لے لو
اگر یاور نہو تمکو تو مصحف کی قسم لے لو
غلامی مین مجھے اسے جان بے دام و درم لے لو
بڑھا کر ہاتھ آغوش تمنا مین قدم لے لو
لگا کر منہ سے منہ اک بوسۂ لعل صنم لے لو

۱۷

دم رحلت جگہ دو نور دل مین داغ حسرت کو
کوئی سوغات تو بہر مقیمان عدم لے کو

۱۸

اک پریزاد کے سہے ناز اوٹھانے ہمکو
زندہ درگور کیا زلف دوتا نے ہمکو
شکوۂ جور بتان عشق مین لاحاصل ہے
کہ دشمن دل اسے کہتے ہین یہ ہین معنی جذب
طایر دل قفس تن مین نہ پھڑکے کیونکر
راز غنچون کے چٹکنے کا کھلا یہ ہمپر
ہم وہ لاغر ہین کہ بستر پہ حسینان جہان
وصل مین عارض روشن سے دوپٹہ نہ ہٹا
دست رنگین ہے کہ ہے پنجۂ مرجان اے گل
جان لی بوسۂ عناب لب جانان نے
ہمسا لاغر بھی زمانے مین بہت کم ہوگا
سایہ کی طرح رہے ساتھ پریزادون کے
مردے ای سحر وصل بتان مر رو
پاؤن رکھا نہ مسہری پہ کبھی صورت سے

اسلیے نور بنایا تھا خدا نے ہمکو
مار ڈالا ترے گیسوے رسا نے ہمکو
رنج اوٹھانے کو بنایا تھا خدا نے ہمکو
آپ دوڑے ہوے آئے وہ منانے ہمکو
یاد ہین نغمۂ بلبل کے ترانے ہمکو
چٹکیون مین وہ گل آیا ہے اوڑانے ہمکو
پائینتی ڈھونڈھتے ہین گاہ سرہانے ہمکو
کیا جلایا ہے تری شرم وحیا نے ہمکو
پیس ڈالا ترے ہاتھون کی حنا نے ہمکو
اولٹی تاثیر دکھائی ہے دوا نے ہمکو
انتہا یہ ہے کہ پایا نہ قضا نے ہمکو
آپ پامال کیا اپنی وفا نے ہمکو
مار ڈالا شب فرقت کی بلا نے ہمکو
ہاتھ کھینچا تو لگے قسمین دلانے ہمکو

حال بیتابی دل سنکر وہ فرماتے ہین
آ گئے پھر قصۂ پارینہ سنانے ہمکو

شکل دکھلانے مین وہ راگ نیا لائے ہین
لن ترانی کی سناتے ہین ترانے ہمکو

دیکھہ سکتے جو دم مرگ تمہین ایک نظر
اتنی مہلت بھی نہ دی حیف قضانے ہمکو

۲۱۸ — ۱۴

ہاتہ سے پاؤن مین اوس شوخ کے مہندی ملتی
نور دیتے جو عدو رنگ حنا نے ہمکو

وہ دل نہین جو محو جمال حسین نہو
برباد وہ مکان ہے کہ جسکا مکین نہو

بھیجا ہے مین نے پہلے پہل وصل کا پیام
یارب زبان یار پہ ہان ہو نہین نہو

ہو تجھے جو رنج ہجر مین راحت سمجہ اوسے
اے دل فراق یار مین اندوہگین نہو

ہمکو تو دل لگی سے فقط اپنے کام ہے
بے لطف ہے وہ بزم جہان وہ حسین نہو

اے دل فراق یار مین بیچل وہان مجھے
جس جا پہ آسمان نہو یہ زمین نہو

بوسے کے مانگنے پہ بگڑنا نہ چاہیے
یہ بات لطف کی ہے خفا اے حسین نہو

کہتا ہون جوش شوق مین موجون کو دیکھکر
اوس بحر حسن کی کہین چین جبین نہو

معشوق ہو نہ چاہیے یہ زود رنجیان
آزردہ بات بات پہ اے نازنین نہو

تیوری اودہر چڑہی تو ادہر دم فنا ہوا
اپنے مریض عشق سے چین بر جبین نہو

ناظر تمہارے مصحف رخسار کا ہون مین
قرآن پہ رکھدون ہاتہ جو تمکو یقین نہو

حاضر ہون غیر آپ کے خدمت مین راتدن
کیا قہر ہے کہ پاس عقیدت گزین نہو

مرنے کا غم نہین ہے اگر ہے تو ہے یہ غم
میت پہ آ کے وہ کہین اندوہگین نہو

کب ہے سزا اسے حشر کے قابل گناہگار
منظور جو عذاب ہو مجھپر یہین نہو

۲۱۹ — ۱۷

یا بوتراب عرض ہے یہ خاکسار کی
تکلیف نار نور کو زیر زمین نہو

اوس حسین کی غیر پہ مائل طبیعت ہو تو ہو
ہمکو کیا اور ان پہ گر چشم عنایت ہو تو ہو

غم عبث ہے اوس حسین سے ترک صحبت ہو تو ہو
جان دین کسواسطے قطع محبت ہو تو ہو

وہ یہ کہتے ہین تری مفتون طبیعت ہو تو ہو
مجکو تو الفت نہین تجکو محبت ہو تو ہو

اے حسین تو حسن مین رکہتا نہین اپنا جواب
تجھسے کیا نسبت ہے یوسف خوبصورت ہو تو ہو

زندگی مین دل کے ہاتھون رنج مین رہتا ہون مین
بعد مرنے کے اگر سامان راحت ہو تو ہو

اور تو صورت نہین ہے مغفرت کی ای کریم
دہو سیئے رو کر غبار خاطر ناشاد کو

دیکھہ لین سگے حشر کے دن ہم بھی گہس ملکر تجھے
اور تو کوئی نہین ترک تکلم کا سبب

لاکھہ کوسین لاکھہ پیٹین لاکھہ وہ تیوری چڑہا لین
بے بلائے شام سے آئین جو وہ دوڑی ہوے

دل کسی پہ آئے تیرا ہے اگر میرے طرح
مبتلا ے رنج و غم ہم ہون عدو بشاش ہون

ہو سے لین سگے گیسو و رخسار کی ای فتنہ گر
شاید آجائے چڑہانے حاضری درگاہ مین

دیکھکر سنبل کو گرد قبر اوس گل نے کہا

باعث عفو جرائم تیری رحمت ہو تو ہو
اونہ سے دلکی یون زائل کدورت ہو تو ہو

کشمکش در بر تر سے ای مہر طلعت ہو تو ہو
بات کرنے مین اگر مانع نزاکت ہو تو ہو

ایک سننی کا نہین بر پا قیامت ہو تو ہو
تجھہ مین ہان اسے عذر بے ل ایسی کرامت ہو تو ہو

قدر الفت تعجب تجھے او بے مروت ہو تو ہو
اسمین کچھہ اللہ کی میرے مشیت ہو تو ہو

حشر اسمین ہو تو ہو بر پا قیامت ہو تو ہو
آج نو چندی مین اوس مہ کی زیارت ہو تو ہو

یہ کسی آشفتہ گیسو کی تربت ہو تو ہو

۲۲۰

آج آئین تو سہی جانے نہین دینے کا مین
نور بگڑے یا بنے ترک محبت ہو تو ہو

۱۱

ہو یقین تار نظر کا جسم ایسا قاق ہو
کیون نہ اک عالم تمہاری دید کا مشتاق ہو

خوبی قسمت سے تاثیر دوا ہو بر خلاف
بن ترانی کی صدا سننے کی حسرت ہے کمال

ہو دل پہ پروانہ بھی پروانہ شمع حسن پر
وہ حسین رخ سے جو ہنگام سحر اوٹھے نقاب

سر جھنور ابروے خمدار جھکنے کا نہین
آپ اپنا نقد دل ہارین سگے ہاتھون ہاتھ ہم

لاکھہ دم دے کوئی تم دم پر بھلا چڑہتے ہو کب
اے مسیحا ناتوان اپنا بھلا بچتا ہے کب

مین اوسے دیکھون وہ میری دید کا مشتاق ہو
حور ہو یوسف لقا ہو شہرۂ آفاق ہو

سم فراق مار گیسو مین مجھے تریاق ہو
صورت موسی نہ دل کیون دید کا مشتاق ہو

پا ینچے سے یار کے باہر جو شمع ساق ہو
چہرۂ روشن پہ نور مہر کا اطلاق ہو

زاہد اگو لاکھہ یہ بیت الحرم کا طاق ہو
جیسے ہی صورت ہے اونکی حیفت ہو یا طاق ہو

فیلسوفون کیطرح ہر بات مین خود طاق ہو
ضعف سے اونگلی ہلانا تک بھی جسکو شاق ہو

۲۲۱

نور سیر کے گھر مین ہو گا شب کو اوس مہ کا ظہور
فرش دالان چاندنی کی شکل سے براق ہو

۹

جب ہمبغل نہ وہ بت شیرین مقال ہو
کیونکر نہ ایک دن مجھے پھر ایک سال ہو

حصہ ہمارے دل کا کہین انفصال ہو
یارب شب وصال مین اپنا وصال ہو

اوس گل کو نازکی مین ہین کس سے مثال دون
جسکا خیال ہو بسہ مین رخسار لال ہو

تیری صفاے گوہر دندان کی واسطے
تار شعاع مہر منور خلال ہو

بجا ہے عذر بوسے کے دینے مین ای حسین
وہ بات تم کرو کہ نہ جسمین ملال ہو

وہ گل ہے تو جو سیر کو جا نکلے باغ مین
ہر نخل تیرے فیض قدم سے نہال ہو

یون ناز سے پکڑ کے چلے پا ییچے تو کیا
وہ چال تم چلو کہ جو دل پایمال ہو

صیاد مرغ دل مرا شاید ہو تب اسیر
گر دام و دانہ اسکے لیے زلف و خال ہو

۲۲۲ — ۱۰

ای نور بے ہنر کو نہین پوچھتا کوئی
ہے قدر اوسکی جو کوئی صاحب کمال ہو

در پہ استادہ اگر وہ بت ہرجائی ہو
مثل دیوار چمن حور تماشائی ہو

وہ جو شب کہتے ہین کہ کچھ دل مرا گھبراتا ہے
میری صورت سے طبیعت نہ کہین آئی ہو

سیر کرنے کو جو وہ ماہ چڑھے کوٹھے پر
ایک عالم رخ پر نور کا شیدائی ہو

دل وحشی ہدف تیر نگہ جب ہو جائے
پھر عجب کیا ہے کہ صید آہوی صحرائی ہو

بستہ گیسوے پر پیچ جو مانگا مین نے
ہنس کے کہنے لگے تم فصد لو سودائی ہو

دست وحشت سے گریبان کیا پرزے پرزے
ہاں اب ای گردش پا بادیہ پیمائی ہو

ایک دم زلف سیہ کا نہین جاتا ہی خیال
داغ کیونکر نہ ہمارا دل سودائی ہو

نغمہ سنجی کرین مرغان چمن خوش ہوکر
باغ مین وہ گل رعنا جو تماشائی ہو

دیکھے جو میرے سوا تجھکو وہ اندھا ہو جائے
تیرے نظارے کو آنکھون مین نہ بینائی ہو

۲۲۳ — ۱۴

یون نظر آتے ہین گیسو رخ جانان پہ مجھے
جسطرح چاند پہ اے نور گھٹا چھائی ہو

بغل مین جان آئی دیکھکر اوس چشم جادو کو
مسیحا کا دیا اللہ نے اعجاز آہو کو

رخ روشن پہ بکھرایا ہے کیون زلف سمن بو کو
ابھی سورج گہن کب تک اوٹھاؤ رخ سے گیسو کو

اکیلا آج تو پایا ہے تنہا اوس جفاجو کو
گلے سے نور چمٹا لو بلائین لو نہ تم جو کو

تمنا ہے تری در سے قیامت تک نہ مین اوٹھون
لگا دی تیرے دروازہ مین کوئی میرے بازو کو

مجھ پاریک مضمون بعد مدت خوب سوجھا ہے
کہون ماری نظر موئی میان یار دلجو کو

ہین اس دل کی بدولت لوٹتا ہون ورنہ کانٹون پہ
کیا ہی ناوک مژگان نے چھلنی میرے پہلو کو

تمہارے ہجر مین تنہا پڑا رہتا ہون بستر پہ
کبھی تو مثل دل آ کر کرو آباد پہلو کو

فروغ عارض انور سے زیور بھی منور ہے
کہون مین چاند کا ٹکڑا ترے تعویذ بازو کو

تمنا ہے کہ سوؤن مخملی تکیہ پہ سر رکھکر
مرے سر کے تلے رکھدو ذرا ای جان زانو کو

مری یوسف کی بو آتی ہے اب تک میرے کپڑون سے
لگایا تھا گلے سے عید کے دن اوس سمن بو کو

کہان یہ مصرع موزون وہ ناموزون ہی مہمل ہے
قد دلبر سے کیا نسبت بھلا سرو لب جو کو

تمہارے کعبہ رخ پر نہین کچھ خال کی حاجت
بھلا کیا خانہ اللہ سے ہے کام ہندو کو

غزالان حرم سوتے ہین تلوارون کی سائے مین
یقین دل کو ہوا دیکھا جو تیری چشم و ابرو کو

۲۲۴

بڑھانا دوستی اچھا نہین پچھتاؤگے ای نور
چھلک جاتے ہوے دیکھا ہی اکثر ظرف مملو کو

۷

طلب بوسہ پہ ابرو پہ بگڑنا دیکھو
آنکھین دکھلاتے ہین تو اور تماشا دیکھو

ہجر مین گریۂ عاشق کا تماشا دیکھو
دل لگی کے لیے سیر لب دریا دیکھو

اب وہ جوبن نہ رہا اور وہ عالم نہ رہا
آئنہ لیکے ذرا حسن تو اپنا دیکھو

ہاے کس ناز سے کہتا ہی شب وصل وہ شوخ
ہاتھ مجکو جو لگاؤ مرا مرداد دیکھو

لطف سے چاندنی کا جان جہان آج کی شب
آ کے مہتابی پہ کوٹھے کے تماشا دیکھو

ہاتھ کھینچا جو شب وصل تو جھنجھلا کے کہا
غیرت کے مارے او چلتا ہے کلیجا دیکھو

۲۲۵

دل لیا جاتا ہی اس ناز سے وہ چلتے ہین
نور انکھیلیون سے یار کا چلنا دیکھو

۸

سولی ہے نوک مژہ چشم کے بیمارون کو
پھانسیان حلقے ہین زلفون کے گرفتارون کو

بوسہ دیدۂ مخمور ملے یارون کو
جام دو بادۂ گلرنگ کا میخوارون کو

وحشت آباد مین انگور سے چلے ہین شاید
ہوس آبلہ پا سولی ہی خارون کو

مانگین کیونکر نہ امان اور نسے زرہ کی گریبان
کھائین مخمل کے انگوٹھے پہ جو تلوارون کو

عاشق سبزۂ عارض کو کرینگے کشتہ
اسلیے زہر مین بجھواتے ہین تلوارون کو

بوسہ خال لب اے یار عنایت کیجے
چاہیے حب شفا عشق کے بیمارون کو

دل شگفتہ ہوئے گل لالہ کھلا آنکھوں میں
مے گلرنگ سے صحبت نہیں جاریوں کو

مر گیا دیکھ کے میں پرتو عارض کی چمک
کچھ بھی حیرت نہوئی آئینہ رخساروں کو

میں وہ سلطان ہوں جو وحشت میں گیا صحرا کو
ہر قدم آبلوں کے تاج دیے خاروں کو

خون منظور ہے کس عاشق سرگشتہ کا
روز جو سان پہ چڑھواتی ہیں تلواروں کو

بارش اشک سے ہو کیوں نہ عناصر میں فساد
پانی برسات کا ڈھا دیتا ہے دیواروں کو

آرسے آئے تری رحمت تو عجب کیا اسکا
پاس ہے اپنی شفاعت کی گنہگاروں کو

شل گل چاک گریبان کرینگے غم سے
میرے مرنے کی جو پہونچے گی خبر یاروں کو

نید معمار عبث روزن در کرتا ہے
ناوک تار نظر توڑ مرے گا دیواروں کو

ان حسینوں کی بھی کیا ہوش ربا ہیں آنکھیں
دم میں بیہوش یہ کر دیتے ہیں ہشیاروں کو

موت کہتی ہے کہ آغوش لحد میں اک دن
ہم سلا دینگے شب ہجر کے بیداروں کو

تار گیسو کا سر دوش جو دیکھیں جوبن
برہمن توڑ کے پھینکیں ابھی زناروں کو

۲۲۶

زمزمے سنکر مرے نور بقول ناسخ
رہ گئے مرغ چمن کھول کے منقاروں کو

۱۸

جلوہ رہو مہ کامل کمال ایسا ہو
عروج حسن میں حاصل کمال ایسا ہو
حسین کوئی تو روشن جمال ایسا ہو
پری و حور کا جوبن نظر سے گر جائے
رقیب مورد آفات آسمانی ہو
دہان تنگ کا بوسہ طلب کریں اوس سے
شریک صحبت حور جنان ہوں بعد فنا
وہ مہر حسن ہو نور روز کو مرا مہمان
چھڑک کے بوے وہ افشاں کو اپنی ابرو پر
زمیں پہ پھینکیں جو وہ ناخن تراشیدہ
تب اونکو قدر ہو میرے دل طپیدہ کی
کرے جو موسے کمر موشگافیوں ہی ثبوت

جمیل رخ پہ فدا ہوں جمال ایسا ہو
خجل ہو مہر درخشاں جمال ایسا ہو
کہ چاند ماند ہو یہ پر نور گال ایسا ہو
حسین کوئی تو صاحب جمال ایسا ہو
کسیکی زلف سیہ کا وبال ایسا ہو
جواب دے نہ سکیں وہ سوال ایسا ہو
اس عاشقی کا اسکے مآل ایسا ہو
خدا کرے کہ مبارک یہ سال ایسا ہو
جڑے ہوے ہوں ستارے ہلال ایسا ہو
کہیں یہ مہر فلک سے ہلال ایسا ہو
جو میرا حال ہے اونکا بھی حال ایسا ہو
کوئی تو شاعر نازک خیال ایسا ہو

دکھا کے بوسے وہ غرفہ سے گندمی صورت
یقین جزو بدن کا ہوا ایک عالم کو
پہنا کے بوسے مرے دل کو دام گیسو نے
خریدے ہین کیون نہ خریدار نقد دل دیگر
گلون کے نشو و نما پر نہ پھر ہو شیدائی

ہجوم مشتریان ہو جو مال ایسا ہو
نہ زیست بھر ہو جدائی جو وصال ایسا ہو
نہ چھوٹے مر کے بھی انسان جال ایسا ہو
برنگ یوسف مصری جو مال ایسا ہو
تمہارے ہاتھ سے دل پائمال ایسا ہو

۲۲۷

تب اونکی زلف سیہ سے مین نور نسبت دون
کہ شوخ دیدہ ہے جیسا غزال ایسا ہو

۱۴

بتلاؤ تو کیونکر تمہین سجدہ نہ روا ہو
سچ یہ ہے کہ تم چشم مجازی کی ضیا ہو
رستے مین نہ کیون سارے رسولون سے سوا ہو
زندہ کرو مردے کو ابھی دم مین مسیحا ہو
ای نور ابھی روشنی آنکھون کی سوا ہو
دل میری طرح کیون نہ حسینون کا فدا ہو
افراط خوشی سے ابھی پھولے نہ سمائے
صیاد ترس جا ہے مرغان قفس پر
بیٹھے ہے گلرنگ کے کشتی مین چڑھے ہین
کیا وصل جو سر خم ہو مرا پائے صنم پر
بیمار نسبت جو ہون اعجاز کے طالب
ممکن نہو جب بوسہ عناب لب یار
اتنی بھی اچھی تند مزاجی نہین اچھی
مہتابی پہ کوٹھے کے ہے تب چاندنی کا لطف
کافی ہے فقط اتنی ہی آرایش جانان
دیتے نہین کیون بوسہ رخسارہ کسی

حقا تمہین کعبہ ہو تمہین قبلہ نما ہو
ہر شے مین حقیقت مین تمہین جلوہ نما ہو
تم مالک کونین ہو محبوب خدا ہو
کیونکر نہ کہے تمکو نصیری کہ خدا ہو
سرمہ جو پئے چشم غبار کف پا ہو
یوسف سے بھی تم حسن مین ایاہ سوا ہو
پیراہن گل تن مین جو بلبل کی قبا ہو
بلبل کوئی صدقے مین کسی گل کے رہا ہو
آجائے اگر آج کی شب وہ تو مزا ہو
سجدہ نکرون وہ بت کا فر جو خدا ہو
خاک قدم یار ابھی خاک شفا ہو
پھر خاک مریض تب ہجران کو شفا ہو
وہ بات کرو دل مین کسی دوست کی جا ہو
پہلو مین جو کوئی صنم ماہ لقا ہو
پورون مین جو سیلے ہون تو ہاتھون مین حنا ہو
کیا اسمین برائی ہے کسیکا جو بھلا ہو

۲۲۸

ہے صلح کسی سے تو کسی سے ہے لڑائی
کیا تمسے کہین نور کہ تم کون ہو کیا ہو

۱۵

نکہت گیسوے شکین کو سنگہاتے جاؤ
اے پریرو مجھے دیوانہ بناتے جاؤ

اے حسین دید کے مشتاق بہت ہین آنکہین
جلوۂ عارض پرنور دکہاتے جاؤ

دل تڑپتا ہے مرا صورت مرغ بسمل
پہر گلے سے مجھے اکبار لگاتے جاؤ

کوئی اتنا نہین کہتا ہے مری جانب سے
جسکے روٹھا ہوا ہو اوسکو مناتے جاؤ

چلتے چلتے کوئی فقرہ بہی ظرافت کا کہو
شکل گل روتے ہوے کو بہی ہنساتے جاؤ

سرمہ دیتے ہو تو کنگہی بہی کرو بالون مین
دام گیسو مین مرے دل کو پہنساتے جاؤ

کب لیا بوسۂ رخسارۂ گلگون مین نے
جاتے جاتے مجھے تہمت نہ لگاتے جاؤ

سرخرو کرنے کو عشاق کے کہتا ہے وہ شوخ
تو ادہر آؤ ذرا پان تو کہاتے جاؤ

گل سوسن کے نظارے کی تمنا ہے مجھے
مسی ہونٹون پہ ذرا ملکے دکہاتے جاؤ

گہر کو جاتے ہو تو اک بوسہ دو پیشانی کا
بخت خوابیدۂ عاشق کو جگاتے جاؤ

گر میان اونسے کرونگا جو وہ گہر جائینگے
آگ بہڑکی ہوئی ہے دل مین بجہاتے جاؤ

کشتۂ چشم کی قبرون سے یہ آتی ہے صدا
پہول نرگس کے مزارون پہ چڑہاتے جاؤ

اے گلو نالے یہ مرغان قفس کرتے ہین
دام سے اپنے اسیرون کو چہڑاتے جاؤ

صبح دم وہ جو سدہے جل کے کہا یہ مین نے
اے قمر داغ محبت کو مٹاتے جاؤ

۲۲۹
نورگس ناز و ادا سے وہ حسین کہتا ہے
عاشقانہ مجھے کچھ شعر سناتے جاؤ
۱۲

کسکے دل کو ہے داغ سیمبر کی آرزو
کون ہے جسکو نہین دنیا مین زر کی آرزو

دیدۂ مشتاق کو ہے نامہ بر کی آرزو
گوشش دل کو مدتون سے ہے خبر کی آرزو

وہ جو آجائے تو روشن ہو سیہ خانہ مرا
ایک مدت سے ہے اس شمع قمر کی آرزو

چہاتیان اوبہرین تو دونا ہو شباب حسن یار
ہے نہال قد جانان مین ثمر کی آرزو

اے قسمت ایک شب بہی وہ نہ ہمبستر ہوا
حیف ہے نکلی نہ مجہ خستہ جگر کی آرزو

دو مجھے بوسہ قسم اپنے زلف عنبر فام کا
ہے فقط اتنی سی مجہ شوریدہ سر کی آرزو

پہر ادہر بہی ترچہی نظر سے دیکہو عاشق کیطرف
تو ہو دل کو ہے اک تیر نظر کی آرزو

فصل گل مین ہو قفس صیاد کو یارب نصیب
ہے فقط یہ بلبل بے بال و پر کی آرزو

کیسلیے اے دل ہے تو وصل صنم سے ناامید
پوری کر دیتا ہے خالق ہر بشر کی آرزو

نفی کا اثبات بندش سی ہو اگر مرمحال
نازکی مین جو کہ اے دل بال سے باریک ہو
یون دل مردہ ہمارا گور کا مشتاق ہے
پاس اوس رشک پری کی اوڑکر پہونچون اے نسیم
چاہتے ہین وہ کہ ہر فن مین ہو اک خاص کمال
دیکھیے بنتے ہے کسدن اپنی چاندی اے فلک
نور ہوا انکا محرم روضۂ شبیر مین

کیون سہے دل کو تا نہ مضمون کمر کی آرزو
دیدۂ مشتاق کو ہے اوس کمر کی آرزو
جسطرح غربت مین انسان کو ہو گھر کی آرزو
اسلیے ہے مثل قطرس بال و پر کی آرزو
عیب کیا ہوتی نہین کسکو ہنر کی آرزو
ایک مدت سے ہے وصل سیمبر کی آرزو
اسلیے ماہ صفر مین ہے سفر کی آرزو

٢٣ ردیف ہاے ہوز ١١

وہ حسین ہو تو جو دیکھے صبح اوٹھکر آئینہ
نور کر دہ نا ہر دیکھیگے نہ کیونکر آئینہ
کیا ہین اے خورشید دیکھون صبح اوٹھکر آئینہ
دیکھکر کہتا ہون مین رخسار انور یار کے
آپ اپنی شکل پر عاشق ہوا ہو وہ حسین
رات دن رہتا ہے تیرے عارض انور کا دہیان
شوق آئینہ کا گر ہے میرے دلکو دیکھیے
باغ مین جائے اگر بہر تماشا وہ حسین
منہ کو ہاتھون سے چھپایا اپنا جوبن دیکھکر
شکل دیکھی تھی نہ جب تک شوق تھا خودبینی نہ تھا

ہو ضیا مین مہر گردون کے برابر آئینہ
نور سے ہے نور پیش روی انور آئینہ
تیرے عارض سی نہین عالم مین بہتر آئینہ
یہ صفائی مین ہے مہر و مہ سی بہتر آئینہ
ہر گھڑی رہتا ہے پیش روی انور آئینہ
اپنے گھر سے مین لگا دون مین نکیونکر آئینہ
اے حسین اس سے نہین عالم مین بہتر آئینہ
پرتو رخ سے ہے سبز برگ گل تر آئینہ
میرے حق مین بن گیا سد سکندر آئینہ
ہاتھ سے چھٹتا نہین ہے اب تو دم بھر آئینہ

٢٣ یاد آجاتی ہین مجکو [illegible] کی گال
صبح کو جب دیکھتا ہون نور اوٹھکر آئینہ ١١

مرے ساقی کے دم تک تھا فقط آباد میخانہ
شب وصلت برنگ خواب تھا سانا کی مستانہ
مری پاپوش مین موج بحر گل کی ہر پیادہ
نہ کیونکر جل بجھین اغیار سوز رشک و حسرت سے

بھرا آتا ہے دل خالی جو پاتا ہون مین پیمانہ
سحر ہوتے نہ ساقی تھا نہ شیشہ تھا نہ پیمانہ
بہار آئی ہے گل مین ہوا ہون اسکا دیوانہ
کہ ہے میری طرح مجمیر وہ شمع حسن پروانہ

تمہارے گیسوئے پیچاں کا مجکو جب سے سودا ہے
نہ غنچہ ہے نہ بلبل ہے نہ گل ہے اب نہ گلچیں ہے
نہ مجہیا مشتری ای سیم تن پاؤں کے عالم میں
دم رفتار دل ہر گام پر لیتے ہیں عاشق کے
اٹھے جاتے ہیں لحظہ لحظہ یاں ہم گرد کلفت میں
ہوئی راہ کتابت یکقلم موقوف ان روزوں

کوئی وحشی سمجھتا ہے کوئی کہتا ہے دیوانہ
نہ دشمن کا بھی یوں بھولا بھلا ہو باغ ویرانہ
تمہارے لعل لب کا نقد دل دیتا ہوں بیعانہ
قیامت قد ہے بوٹا سا غضب ہے چال مستانہ
دہاں بالوں میں کس کس ناز سے کرتے ہیں شانہ
ز راہ شقہ ہے لکھتے ہیں نہ بھجواتی ہیں پروانہ

۲۳۲ — ۱۵

قیامت آجکل اے نور اونکو شوق زینت ہے
کبھی دانتوں میں مسی ہے کبھی زلفوں میں ہے شانہ

ہے بلا کا آج لطف صحبت رندانہ دیکھہ
مرغ بسمل کیطرح بسمل ہے تیرے ہجر میں
دل بنایا جسنے اوسکی شان دیکھا چاہیے
بانٹتا ہے پھول ای ساقی جو تو گلزار میں
ساقیا ہے بعد مدت آج لطف میکشی
ہے دلا ماہ رجب قرآن دیکھا چاہیے
اسے حسین اتنا جلانا بھی ہمیں اچھا نہیں
آج اسے دل غیر کو غرہ بتایا چاہیے
تیرے ستوں سے بگڑ جائیگی آپہیں ابھی
غور کر دل میں نظر آنے لگے صورت یار کی
شکر ای دل چاہیے رزاق کا مرزوق کو
بعد مردن عشق صادق دل میں کرتا ہے اثر
کس طرح بالوں میں آمشاطہ وہ کنگھی کرنے نہ
دینگے کب تک بو نہ گیسوے مشکیں وہ مجھی

کیا مزے کرتا ہے مستی میں ترا دیوانہ دیکھہ
عاشق جانباز کا تو حال بیتابانہ دیکھہ
کیا مکان کو دیکھتا ہے سوئے صاحب خانہ دیکھہ
شوخیاں کرتی ہے کیا کیا نرگس مستانہ دیکھہ
کیا گھٹا گھنگھور اوٹھی ہے سوئے میخانہ دیکھہ
آئینہ کیا دیکھتا ہے سوئے جانانہ دیکھہ
جان دے دیتا ہے آخر شمع پر پروانہ دیکھہ
ماہ نو کیسا ہلال ابروے جانانہ دیکھہ
ساقیا رکھنے بنائے دور میں پیمانہ دیکھہ
اپنے گھر کے آئینہ میں شکل صاحب خانہ دیکھہ
مرغ پر بستہ کو بھی دیتا ہے آب و دانہ دیکھہ
شمع رو کر جان دیتی ہے سر پروانہ دیکھہ
دست نازک دیکھہ اونکا اور بار شانہ دیکھہ
کہہ دے کوئی شانہ میں سے دل لگا کر شانہ دیکھہ

۲۳۳ — ۱۷

نور گھر ہے یوں کسی مسکن نشینے خفاشش کے
آگے آبادی جہاں دیکھی تھی اب ویرانہ دیکھہ

محبت کا ہو گا اثر رفتہ رفتہ
دل آئیگا اونکا مگر رفتہ رفتہ

نزاکت اسکے بڑہنے سے ثابت ہوا یہ
عدم ہوگا موے کمر رفتہ رفتہ

ابھی کیا جوانی مین نکلا کا جوبن
سہ نوسے ہوگا قمر رفتہ رفتہ

مرے عشق کا ہوگا برسون مین شہرا
خبر ہو گئے یہ شہر رفتہ رفتہ

مہینون ہی جب خاک گلیون کی چہانے
تب اونکے ہوا دل مین گھر رفتہ رفتہ

ملے گا نشان کمر ملتے ملتے
کہلے گے عدم کی خبر رفتہ رفتہ

شب ہجر جل جلکے سوز درون سے
بجہا مثل شمع سحر رفتہ رفتہ

گہلا ایا رہ رہ کے عشق کمر مین
ہوا جسم بار نظر رفتہ رفتہ

گلی مین کبھی در پہ ٹہرا کبھی مین
ہوا اونکے گہر مین گذر رفتہ رفتہ

لگا ہاتہو کرنے محبت کی باتین
ہوا مہربان وہ قمر رفتہ رفتہ

ابھی کیا ہے ہاتون سی تہامو گی دل کو
یہ آہین کرین کی اثر رفتہ رفتہ

جلے آتش غم سے آنکھون کے پردے
سمندر ہوئی چشم تر رفتہ رفتہ

گہلایا تپ غم نے رہ رہ کے مجکو
ہوا حال نوع دگر رفتہ رفتہ

ہوا اور اک آسمان زیر گردون
بڑھا ایا دود جگر رفتہ رفتہ

گلے مین رکا گہ دم آنکھون مین اٹکا
کیا سوے جنت سفر رفتہ رفتہ

۲۳۴
جو تم تہم کے مین یاد دندان مین رویا
بنے نور آنسو گہر رفتہ رفتہ
۱۷

میرے قاتل نے اک نظر کسکے ساتہ
دل کے ٹکڑے کیے جگر کے ساتہ

چہپ کے سے بیچ اوس قمر کے ساتہ
عیب دیکھے بہی تو ہنر کے ساتہ

کیا نشان دون کہ رشک آتا ہے
مین جلون آپ نامہ بر کے ساتہ

نظر آتی نہین ہے جان کی خیر
بات بہی کرتے ہین تو شر کے ساتہ

بخت خوابیدہ رہتے ہین بیدار
جاگتا ہون مین اک قمر کے ساتہ

نہین جانے کا عشق زلف صنم
میرا سودا ہے میرے سر کی ساتہ

دیکہ لے گر سیاہی شب تار
سو رہے وہ حسین ڈر کے ساتہ

تب مزا عشق و عاشقی کا ہے
زور بہی دے خدا جو زر کے ساتہ

کہنا قاصد کہ دم لبون پر ہے
دوڑے آئین گے وہ خبر کے ساتہ

بستر غم پہ ہین نہ کیون تڑپون
دونون ہاتھون سے تھام لو دلکو
ربط ہو زلف کا نہ کیون رخ سے
صبح وصلت سنے جان لی میری
آتش غم جو سینہ مین بھڑکے
غیر پہ خارش کرتے ہین تو کرین
خلش نوک خار مژگان سے

ورد دل بھی ہے درد سر کے ساتھ
آہ عاشق ہو گر اثر کے ساتھ
سانپ رہتے ہین سیم و زر کے ساتھ
دم فنا ہو گیا سحر کے ساتھ
دل بھی پھکنے لگا جگر کے ساتھ
جان کے ساتھ ہے وہ سر کے ساتھ
دل بھی چھلنی ہوا جگر کے ساتھ

۲۳۵

کیا خبر تھی کہ بعد مرگ اے نور
چھوٹ جائینگے عمر بھر کے ساتھ

۱۷

لی مرغ جان نے تن سے نکل کر چمن کی راہ
چھپتا ہے حسن جسم صنم پیرہن کی راہ
روکونگا جان دیکے مین ادس تیغ زن کی راہ
دلبر ہوا اشرفی کی طرح نقش پا کا نقش
ہوئے جو یاد لب تو بندھا زلف کا خیال
آگے مرے دہری رہین شب بھر گلابیان
وہ گل سوار ہو کے گیا ہے ادہر سے کیا
اللہ رے عداوت صیاد پر جفا
اے باغبان مین آونگا دیوار پھاند کر
مجھ ناتوان کو رخنہ دیوار ہے بہت
مرنے کے بعد بھی ہین وہ بیقرار یان
سوفار کی روش سے جو منہ ہے کھلا ہوا
صیاد بیگناہ ہے بلبل کا واسطہ
مدت سے ڈوب مرنے کی ہے اس کوئین مین چاہ
بعد فنا مقیم سرائے لحد مین ہین
دربان روکتا ہے تو روکا کرے ہمین

ہو سے گا گیا غریب مسافر وطن کی راہ
مہتابی چھوٹتی ہے ہر اک موی تن کی راہ
رکھتا ہے جو زمین پہ قدم بانکپن کی راہ
بیٹھے تمہارا سکہ چلو گر چمن کی راہ
لے خضر دل نے ملک یمن سے ختن کی راہ
دیکھا کیا مین ساقی پیمان شکن کی راہ
پھولون مین ہے بسی ہوئی سارے چمن کی راہ
کرتا ہے بند موسم گل مین چمن کی راہ
پچھتائیگا جو بند کریگا چمن کی راہ
صیاد بند کرتا ہے ناحق چمن کی راہ
دل کی تڑپ کو دیکھیے جا کر کفن کی راہ
نکلے ہے جان عاشق بیکس دہن کی راہ
کر مخلصی نکلے کوئی اسیر محن کی راہ
ملتی نہین ہے یوسف دل کو ذقن کی راہ
مرتے ہی ہمنے ڈھونڈہ نکالی وطن کی راہ
پیدا اگر ہوینگے اور ترسے انجمن کی راہ

۲۳۶ — ۱۱

ای نور رفا دمون سے غیب مین کہونگا مین
بتلا دے کوئی روضۂ شاہ زمن کی راہ

اوس رخ کا ہی مری دل بیتاب مین جلوہ
یوسف سا حسین کوئی مرے ہاتہ لگے گا
رونے مین تصور رخ روشن کا بندہا ہے
ہر پہول مین آتا ہے نظر نور کا عالم
کسطرح نگہ عارض پرنور پہ ٹھیرے
دریا مین نظر آئے نہ کیون چاند سی صورت
ایسی نہ کسی آئینہ مین ہوگی نہ صفائی
پرنور ہے خط عارض روشن کی ضیا سے
چہپتے نہین ہین اطلس گردون پہ ستارے
روشن ہے جو سب بزم جہان مہر کے مانند

ہر آئینۂ مہر کا سیماب مین جلوہ
اک حور کا مین دیکہتا ہون خواب مین جلوہ
اوس غیرت خورشید کا ہے آب مین جلوہ
اوس مہر کا ہے ہر گل شاداب مین جلوہ
ہے مہر کا اوس غیرت مہتاب مین جلوہ
عکس رخ پرنور کا ہے آب مین جلوہ
حسن شکم صاف کا ہے ڈاب مین جلوہ
مہتاب کا ہے ہالۂ مہتاب مین جلوہ
خال رخ انور کا ہے کمخواب مین جلوہ
کس ماہ کا ہے عالم اسباب مین جلوہ

۲۳۷ — ۱۲

اوس مہر جہانتاب کا ذرون کی روش سے
ای نور ہے ہر ریگ شب تاب مین جلوہ

لالی حنا کے اوسنے جو اپنے دکھائی ہونٹھ
کرتے ہوا اوف جو دانت سے اپنا آئی ہونٹھ
مین نے لیا جو بوسۂ لعل لب صنم
حسرت شب وصال بہی یہ دل مین رہ گئی
بے اذن بوسہ لب شیرین سے لی لیا
لینے لگا جو بوسہ لبون کا شب وصال
پرتو سے ماہ نو کے ہو نور آفتاب مین
دیکہے نہ آنکہہ اوٹہا کے سوی برگ گل کبہی
مین ماہ نو کہون کہ اسے برگ گل کہون
خالق نے اختتام کیا اوس پہ حسن کا
بوسہ لیا جو لب کا یہ معنی ہین وصل کے

یا قوت زرد ہوگیا یہ رنگ لائے ہونٹھ
بیڑے زردیون سے کاٹتے ہو گیا پرائے ہونٹھ
غیرون نے اپنے رشک سے کیا کیا چبائی ہونٹھ
اوسنے مری لبون سے نہ اپنے ملائی ہونٹھ
ہوکر ترش نہ دانت تلے کیون دبائی ہونٹھ
اللہ رے شرم ہاتہ سے اپنی چہپائے ہونٹھ
مستی مین جام مے سے اگر وہ ملائے ہونٹھ
اوس گل کی عندلیب اگر دیکہہ پائے ہونٹھ
اب تک تو دیکہنے مین نہین ایسی آئے ہونٹھ
آنکہین بڑی کا بنا ہین تو نازک بنائے ہونٹھ
مشکل سے پہر ملا ہو ہنٹھ سی اوسنے چہڑائے ہونٹھ

ہو جاتے ہیں کبود یہ ہنگام گفتگو
سوسن کے پہول آنکھ سے ای نور گر گئے

نازک کسی حسین کی کمان ایسی یا نے ہو نہ
مستی جو ملکی یار نے مجکو دکھانے ہونٹھ

١٦ ردیف یای تحتانی ٣٨

حاجت روا کل صغیر و کبیر ہے
تو نائب رسول خدا ئے قدیر ہے
بیعت کنان حضور ہے جم غفیر ہے
ساقی جو میرا آج جناب امیر ہے
تو وہ سخی ہے دست نگر ہر امیر ہے
بلبل تو کیا ہے گل بہی ہزارون ہین شیفتہ
کچہ تجہے احتیاج نہین عرض حال کی
تیرے ہی عکس رخ کی جہان مین ہے روشنی
تہامے گا ہاتہ کو وہم لغزش صراط پر
ادنا ہے ایک رجعت خورشید معجزا
چشم کرم ضرور ہے عبد فقیر پر
جو عندلیب باغ رسالت مآب ہے
کنج لحد کو سمجہون نہ کیون مین حصار امن
تیرا حسب نسب ہے زبانوں پہ آشکار
کیونکہ ترے محب ہین داخل بہشت مین

حلال مشکلات جناب امیر ہے
تابع ہین بادشاہ بہی تو وہ وزیر ہے
کیونکہ بہی لین نہ ہاتہ کی عید غدیر ہے
ہر ایک مست بادۂ خم غدیر ہے
جو بادشاہ ہے تیری در کا فقیر ہے
باغ جہان مین تو وہ گل بے نظیر ہے
فضل خدا سے آپ تو روشن ضمیر ہے
حقا تو آفتاب عدیم النظیر ہے
بازوے مصطفے سا مرا دستگیر ہے
تو آسمان حسن کا بدر منیر ہے
مسکین ہے یہ اور یتیم و اسیر ہے
گلزار دہر مین وہ مرا ہم صفیر ہے
میری مدد کو بادشۂ قلعہ گیر ہے
تو آفتاب برج شرافت نظیر ہے
مختار کار خانۂ رب قدیر ہے

٢٣٦ اے نور خوف نار جہنم ہو کیا تجہے
میرا کفیل حال جناب امیر ہے ٩

سنبہلے اے مخبر کچہ بہی خبر ہے
ادا کی تیغ کا سینہ سپر ہے
اور نہین تو آئینہ مد نظر ہے
بہت باریک بینی کی تو دیکہا

ترے بیمار ہجران کا سفر ہے
خدنگ ناز کا تو وہ جگر ہے
میان دو دو بہر زانو پہ سر ہے
کہ پتلی بال سی اوسکی کمر ہے

تمہارا اسم اعظم جب رہا ہون
کبھی پوچھا نہ حال دردمند عاشق
ٹپک پڑتے ہین شبنم کے بھی آنسو
نگہ رخ پر نہین اوسکے ٹھہرتے

یہی وردِ زبان آٹھون پہر ہے
ارے تو بے مروت کسقدر ہے
یہ بیتابی بلبل کا اثر ہے
سراپا نور وہ رشک قمر ہے

٢٠

رخ و زلف صنم کو پھر مین دیکھون
دعا یہ نور کی شام و سحر ہے

٢١

دل کو ہر دم فکر بیت ابروی خمدار ہے
جاگتا ہون روز و شب گویا کسی بیمار ہے
ساقیا جام مے گلفام اب درکار ہے
رشک یاقوت یمن لعل لب دلدار ہے
مین طلب کرتا ہون بوسہ یار کو انکار ہے
جیا نگہ کر دیکھا جو اوسنے بس مین گشتہ ہو گیا
گھورتا ہے جب وہ مجکو ذبح ہو جاتا ہون مین
جب گیا دل مین تصور اوسکی صورت دیکھ لے
شکر اللہ کس مزے سے اپنی ہوتی ہے بسر
کیون نہ اوس سفاک عالم دل شہید ناز ہو
کیا بھلا نرگس کو اوسکی آنکھ سے تشبیہ دون
دیکھکر مژگان و چشم یار یہ دل نے کہا
یار کی تصویر رہتی ہے سدا پیش نظر
فصل گل ہے پھر یہی شور زنجیر آہن مجھے
کون دیوانہ ہے جسکے آبلے روئی ہین خون
یار گلزار جہان مین وہ گل خوبی ہے تو
اک رگ جان چھیدتا ہے دوسرا دستا ہے دل
اے مسیحا جان جائے گی ترے بیمار کی
یہ خریدارون کی کثرت ہے کہ رستہ بند ہے

ایک مصرع آج کل کہنا مجھی دشوار ہے
آج کل بیدار بخت دیدہ بیدار ہے
ابر ہے دریا ہے باد تند ہے گلزار ہے
سلک دندان غیرت سلک دُر شہوار ہے
بس یہی جھگڑا یہی قصہ یہی تکرار ہے
دیدہ جلاد گویا روزن دیوار ہے
میرے حق مین یار کا خط نظر تلوار ہے
گھر کے آئینہ مین پیدا صورت دلدار ہے
ہاتھ مین ہے گردن مینا بغل مین یار ہے
تیر مژگان قوس ابرو ہے نگہ تلوار ہے
کور مادر زاد ہے وہ دوسرے بیمار ہے
صورت گل تو گل نرگس مین پیدا خار ہے
دل مرا محو تماشاے رخ دلدار ہے
ہو نہین سودائی مجھے زنجیر پھر درکار ہے
اہل جنون کیون لال صحرا مین زبان خار ہے
داغ ہر لالہ کو تیرا ہے گلون کو خار ہے
نیش عقرب ہر طرہ کافر کی گیسو مار ہے
لا دوا یہ عارضہ ہے لا علاج آزار ہے
میر ابو سعید جب سے ایستادہ سر بازار ہے

ہر ستارے پر ہمیں دھوکا خال روئے یار کا | چاند پر مجکو گمان عارض دلدار ہے

۲۴۱ — ۱۰

عشق کرلے اک حسین سے ملا اُٹھ کے واسطے
نور ہم سنتے ہین اک عرصہ سے تو بیکار ہے

سب بناوٹ ہے یہ الفت تیری | جھوٹ ہے ساری محبت تیری
حشر ہوتا ہے جو جاتا ہے تو | چال قامت ہے قیامت تیری
بلبل و گل جو بہم دیکھتا ہون | کیا ہے یاد آتی ہے صحبت تیری
دیکھ لیتا ہون قمر کو اے مہر | یاد جب آتی ہے صورت تیری
مجکو کچھ کام نہین جنت سے | ہے لگی غیرت جنت تیری
تجھپہ عاشق نہ تھے کچھ رنج نہ تھا | غم اوٹھاتے ہین بدولت تیری
بے طرح عشق ہوا ہے تیرا | خاک چھنوائے گی الفت تیری
کیا کہلین تجھپہ سنہری کپڑے | صورت مہر ہے رنگت تیری
جب سے مجھے دیکھتا ہے کہتا ہے | ہے مجھے شکل سے نفرت تیری

۲۴۲ — ۱۰

میرے آگے تو کرے اور سے بات
نور اتنی نہین طاقت تیری

پرتو فگن جو عارض پر نور ہوگئے | داغ فراق شمع سر طور ہوگئے
عاشق جو چشم مست کے مشہور ہوگئے | تلوون کے چھالے خوشۂ انگور ہوگئے
لاغر ہوئے ہین یہ تپ رنج فراق سے | چشم گمان و وہم سے مستور ہوگئے
افشان جو چھڑکی پایون پہ اوس شمع نور نے | تارے فلک پہ شرم سے کافور ہوگئے
یہ روئے ہجر مین کہ سیاہی بہی بہ گئی | آنکھون کے جام ساغر بلور ہوگئے
شاہون سے بھی کلام اونہین ننگ و عار ہے | ایسے وہ اپنے حسن پہ مغرور ہوگئے
بوسہ نہ لین گے زلف کا کیجے حفاظت | ہم منفعل قصور پہ اسے حور ہوگئے
اوڑھا جو دوپٹہ شب کو جو زرتار یار نے | اختر تمام صبح پہ بے نور ہوگئے
کاہیدگی سے ہمکو نہین دیکھتا کوئی | ایسے وفور ضعف سے مستور ہوگئے

۲۴۳ — ۹

نازان ہوئے جو خاک عمر دوروزہ پہ نور ہم
پنہان زمین مین قیصر و فغفور ہوگئے

ہمارا جب سے پہلو گر گیا ہے وہ صنم خالی
ہوئے ہیں رشتے ہیں فرش خواب پر ای باہم خالی

پرستش بت کی کرتا ہون نہ طوف کعبہ اب کوئی
فقط اک میرے رجانے سے ہین دیر و حرم خالی

بھلا ساقی مزا ای یار کیا ہے بادہ نوشی مین
پڑے ہین مدتون سے شیشہ و ساغر بہم خالی

کرون مین شیر کی صورت جو نعرہ عشق غرّا کر
عجب کیا ہو جو شیرون سے نیستان یکقلم خالی

ہمین بھی ایکدم زیست نہین ہی خوبرویون سے
اگر رہتے ہین وہ اغیار کی صحبت سے کم خالی

وہ کیا دشمن کر گئی نہین خانہ تن روح زمینوا
ہوا گھر اونکا جانے سے ہمارا بعد ازین خالی

بچائی جان فرقت مین فغان و آہ و زاری نے
مرا جب دل بھرا مین نے کیا رو رو کر ضیم خالی

کسی خورشید رو سے جو ہین ہی ہر عشق کر لین ہم
بھلا بیٹھی ہین کب تک فلک سے شغل ہم خالی

۲۴۴

بھرے آتے ہین نور آنکھون مین آنسو جب مین ہنستا ہون
بجا کہتے ہین گوہر سے صدف ہوتی ہے کم خالی

۹

عکس بھی جس سے ناقص ہو تو کامل ہو جائے
ہم نخشب ہو گردون کے مقابل ہو جائے

یار کے عارض انور کا اگر عکس پڑے
ماہ نو دم مین فلک پر مہ کامل ہو جائے

تب مین جانو مری جانب سے کدورت نہ رہے
صاف جب صورت آئینہ ترا دل ہو جائے

خوب جی بھر کے نظارہ رخ لیلیٰ کے کرون
پردہ چشم اگر پردہ محمل ہو جائے

وصف مین یار کے گیسو کا بیان کرتا ہون
سننے والون کا پریشان نہ کیون دل ہو جائے

وہ جو ہین عارض انور سے اوٹھائی جو نقاب
دعوئ حسن مہ و مہر اسیجے باطل ہو جائے

تیغ ابرو کا وہ سفاک اشارا جو کرے
مرغ بسمل کی طرح دل مرا بسمل ہو جائے

گر بیان حال کرون دل کی پریشانی کا
سب پراگندہ ابھی یار کی محفل ہو جائے

۲۴۵

نور دم بھر کو اگر وہ بت مغرور آ جائے
شمع رخسار سے روشن مری محفل ہو جائے

۱۵

دور رخ سے جو نقاب رخ جانان ہو جائے
ابھی ذرات مین خورشید بھی پنہان ہو جائے

دل جو وابستہ گیسو سے پریشان ہو جائے
دست ہندو سے نہ کیون خون مسلمان ہو جائے

ذبح کے بعد نہ اس خوف سے دم بھر تڑپا
خون سے دامن صفا گل افشان ہو جائے

اس کنوئین مین جو ہو محبوس مرا طائر دل
چاہ کنعان یہ ترا چاہ زنخدان ہو جائے

یار کے مصحف عارض پہ اگر خط نکلے
لطف دونا ہو سمجھتا جو یہ قرآن ہو جائے

یار کے فیض قدم کا ہے یہ ادنا اعجاز — مور بھی زیر قدم رشک سلیمان ہو جائے

ایسا اوس مہ نے جلایا ہے اگر آہ کرون — راکھہ کا ڈھیر ابھی گنبد گردان ہو جائے

بلبل و گل کی حکایت مین رقم کرتا ہون — کیون نہ دیوان مرا سعدی کی گلستان ہو جائے

تو وہ ہے مہر ترے عارض نورانی سے — ذرہ خورشید کے مانند درخشان ہو جائے

وہ اگر غنچۂ نازک مین لگائے مہندی سے — میرے قاتل کی گلی گنج شہیدان ہو جائے

یار اونا کو اگر چاہے تو اسے کر دے — زاغ کو مرتبۂ مرغ خوش الحان ہو جائے

پان کہا کر جو وہ ہونٹون پہ جمائے لاکہا — لب رنگین صنم لعل بدخشان ہو جائے

چاندنی سایہ ہو عکس تن جانان کے حضور — شب مہتاب مین وہ ماہ جو عریان ہو جائے

وہ حسین تو ہے شبہ مین جو کپڑے بدلے — ماہ نو تیر سے انگرکھے کا گریبان ہو جائے

۲۴۶

میری وہ سحر کی باتین ہین جو چاہون ابھی نور

ایک انجمن مین موافق ابھی دربان ہو جائے

۱۲

اے خدا مجھسے اگر اوس بت کی صفائی ہو جائے — کیا مزے لوٹون جو غیرون سے جدائی ہو جائے

تنکہ صاف سے گر اوسکے دوپٹہ ہٹ جائے — برق حق مین عمر سے زنجیر طلائی ہو جائے

وہ حسین جاڑے مین اوڑھے جو دوپٹہ دوہرا — دوپہری ہو خیال مہتاب دولائی ہو جائے

کام ہے مجکو فقط تیری خوشی سے اے دوست — غم نہین دشمن جان ساری خدائی ہو جائے

خوب سا تڑپین جو وہ جاڑے مین کرے ذبح مجھے — خون کے چھینٹون سے گلنار رضائی ہو جائے

تو وہ خورشید ہے مہندی جو لگے ہاتھون مین — پنجۂ مہر ترا دست حنائی ہو جائے

برق چمکے جو دم رقص لگا لے وہ ہاتھ — رشک شاخ شجر طور کلائی ہو جائے

عکس چوٹی پہ اگر شعلۂ گردن کا پڑے — نقرئی گوٹے کا موباف طلائی ہو جائے

اک ذرا آپ کا کس بل تو ابھی دیکھین ہم — پنجہ سے پنجہ کلائی سے کلائی ہو جائے

مار ڈالا غم فرقت نے جلا دو ہمکو — اے مسیحا مرے اعجاز نمائی ہو جائے

صاف مجھسے ہو اگر رہون جو وہ غیرون سے — گرد سے آئینۂ دل کی صفائی ہو جائے

۲۴۷

خوب ہین گلشن عارض کا کرون نظارہ

گھر مین اوس گل کے جو اپنی رسائی ہو جائے

۸

سنبل ایسی لطیف کی بو بس بڑہی باتون سے — حسن یوسف نے جلا پائی ترے کانون سے

کشتۂ دل روندین گے عشاق کی ان چالون سے
یہ صدا آتی ہے گاڑ دیوں کے خلخالون سے

مہر نے حسن لیا دام تیرے گالون سے
نقد تارون کو ملا عارضون کے تھالون سے

قرعے پھکوائے ہین اونکے لیے رمالون سے
شکل دیکھونگا لگاتا ہے یہی فالون سے

حلقے گیسو کے پڑے رہتے ہین عارض پہ مدام
رات دن چاند نکلتا نہین ان ہالون سے

تا کجا مثل جرس نالہ و فریاد کرون
تنگ سب قافلے والے ہین مری نالون سے

مجکو تو لوٹ لیا شہر کے معشوقون نے
مرد مفلس ہون رہون کیون نہ بیٹھے چالون سے

۲۴ — ۱۲

کام بگڑے ہوئے جتنے ہین سنور جائین گے
لڑ گیا نور مقدر جو خوش اقبالون سے

یہ اب ضعف سے حالت دل ہوئی
مجھے سانس لینی بھی مشکل ہوئی

صفائی جو اوس مہ سے حاصل ہوئی
کدورت طبیعت سے زائل ہوئی

ہلا بھنکے ابرو کا غم کھا گیا
مجھے اژدہا تیغ قاتل ہوئی

یہ آئینۂ دل پہ آیا غبار
کدورت نہ تا عمر زائل ہوئی

یہ کس گل کو توڑا ہے گلچین نے آہ
جو بر پا فغان عنادل ہوئی

اطبا تھکے کرکے میرا علاج
شب ہجر ہرگز نہ زائل ہوئی

کیا کوچ دنیا سے صبح وصال
یہ عشق کے قطع منزل ہوئی

مین تھک تھک گیا دوڑتے دوڑتے
مگر عشق کی طے نہ منزل ہوئی

نہین مصحف رخ پہ نکلا ہے خط
فلک سے کتاب او نازل ہوئی

لیا جب مصیبت مین نام علی
اوسی دم وہ آسان مشکل ہوئی

یہ مہلک ہین ایجاد بیماریان
صحبت ہوئی دق ہوئی سل ہوئی

۲۴۹ — ۸

جسے نور سودا ہے گیسو ہوا
عشق کی اوسے سیر حاصل ہوئی

کبھی اوس صنم سے لڑائی نہ ہوگی
خدائی ہی جب تک جدائی نہوگی

یقین ہے کہ دست ستم سے شہ زور کا بھی
یہ پنجہ نہوگا کلائی نہوگی

قفس ہی مین بلبل پھڑک کر مرے گی
اگر فصل گل مین رہائی نہوگی

یہ دل کی کدورت سے ثابت ہوا ہے
اوس آئینہ رو سے صفائی نہوگی

گرہ پڑ گئی دل میں اوس کینہ جو کے
جو کچھ تھی کبھی شستگی صفائے نہ ہوگی

برائے خدا تم مرا دل نہ توڑو
یہاں کار گہ ہو سیائے نہ ہوگی

ترے در پہ کیا وہ سر افراز ہوگا
جسے عادت جبہ سائے نہ ہوگی

۲۵۰ توکل ہے اے نور اپنا خدا پر ۹
گدا ہیں پہ ہمسے گدائی نہ ہوگی

عشق میں جی سے گذر جاؤ گے
نہ الفت کرو نور مر جاؤ گے

قطعہ

یہیں سو رہو رات کی رات تم
بڑی رات آئی کدہر جاؤ گے

شب وصل مینے کہا یار سے
مرا خون ہوگا جو گھر جاؤ گے

تو کس ناز سے ہنس کے کہنے لگے
بلا سے مری تم جو مر جاؤ گے

مری جان ہو گے مری جان تم
محبت میں کام اپنا کر جاؤ گے

جو غیروں کو سر پر چڑہایا صنم
تو نظروں سے میری اوتر جاؤ گے

سر شام جو سے نہ کھولا کرو
اندہیرے میں ایجان ڈر جاؤ گے

شب وصل میں بھی یہ دہڑکا رہا
اب آئے ہو وقت سحر جاؤ گے

۲۵۱ نہ وصل صنم نور ہوگا نصیب ۹
اوسی کی تمنا میں مر جاؤ گے

ہمسے ہمارے یار سے ننکہ بگڑ گئی
ثابت ہوا کہ غیر کی تقدیر لڑ گئی

بوسہ جو مانگا یار نے کی ترک دوستی
کیسی ذرا سی بات بکھیڑے میں پڑ گئی

فصل بہار آتی ہے دیوانہ ہوگیا
زنجیر موج بو مرے پاؤں میں پڑ گئی

وہ سرو ناز صورت قمری بھرے گا دم
اولٹی ہوا چلے گی جو تقدیر لڑ گئی

کیا کہیے کس طرح گئی جان اپنی ہجر میں
اک ٹیس اوٹھ کے سانس کلیجہ میں اڑ گئی

اوس نازنین کے ہاتھ کی اللہ ری نازکی
پہنی جو پہونچیاں تو کلائی اوکھڑ گئی

اللہ رے شوق دید رخ یار وقت مرگ
آنکھوں میں جان عاشق جانباز اڑ گئی

سنکر پیام وصل کو کہنے لگا وہ شوخ
بنجائیگی بری جو طبیعت بگڑ گئی

۲۵۲ مذکور سرد مہری مہ رو جو آ گیا ۱۱
منہ میں زبان نور خوش الحان اکڑ گئی

تمام رات مجھے بیقرار رکھتا ہے
عزیز ہے عجب ترا انتظار رکھتا ہے

گلے کا ہار نہ کیونکر ہوں لہلہا مین ای دل
ہمیشہ پاس وہ پھولوں کا ہار رکھتا ہے

ہمارے پاس بھلا کیا ہے نقد دل کے سوا
وہ مالدار ہی کا مال مار رکھتا ہے

ٹرہا ہے مین بھی گل داغ ہجر ہوے ہین
یہ باغ وہ ہے خزان مین بہار رکھتا ہے

کسی کو غم ہو خوشی سے غرض ہے اوس گل کو
ہمیشہ دل کو وہ باغ و بہار رکھتا ہے

پر عشق کو ملک الموت کہیے زیبا ہے
یہ وہ فرشتہ ہے زندون کو مار رکھتا ہے

کرون مین ترک ملاقات یار سے کیونکر
کہ دل پہ کون بھلا اختیار رکھتا ہے

غرور جتنا کرے حسن پر وہ زیبا ہے
کہ مثل ہی نہین اپنا وہ یار رکھتا ہے

نشانہ تیر قضا کا بنے کا طائر دل
سنا ہے مین نے وہ عزم شکار رکھتا ہے

غم اسکا کیا جو فلک کے برج ہون گردش مین
کہ انقلاب سدا روزگار رکھتا ہے

۲۵۳

کریگا کشتہ کسے تیغ ناز سے اے نور
وہ پاس نیمچہ کیون آبدار رکھتا ہے

پھر کسی گل تک برنگ بو رسائی کیجیے
پھر کسی رشک چمن سے آشنائی لیجیے

رابرا ہے جی مین اوس بت تک رسائی کیجیے
خط پیشانی سے مٹے یہ جبہ سائی کیجیے

وقت آرائش مجھے دیکھا کی کہتا ہے وہ ترک
جی مین ہے ہاتھون کو خون سے حنائی کیجیے

آگیا ہے یار کے آئینہ دل پر غبار
پاؤن پڑ کے وصل کی شب مین صفائی کیجیے

اوس شہ خوبی سے چلکر ایک بوسہ مانگیے
دولت دیدار کی چندے گدائی کیجیے

غوطہ زن ہون ایک مدت سے محیط عشق مین
کشتی عمر روان کی ناخدائی کیجیے

ایک بوسہ دیجیے رخسار سیمین کا ہمین
ہم فقیرون کی بھی کچھ حاجت روائی کیجیے

۲۵۴

ہے اگر مکنون خاطر نور لطف زندگی
صورت آئینہ اوس مہ سے صفائی کیجیے

گیا ہوا ہے مرا نامہ بر کئی دن سے
مجھے ملی نہین اوسکی خبر کئی دن سے

کسیکا خون ہے مدنظر کئی دن سے
وہ پاندھے پھرتے ہین تیغ و سپر کئی دن سے

یقین ہے یار نے پہنے ہین صندلی کپڑے
یہ بے سبب نہین ہے درد سر کئی دن سے

میرون پہ جہان ہی تیرے سے رخش آخر قسمت کی
عدم کے سمت ہے عزم سفر کئی دن سے

ٹکی رسکے ہوسے کیوں بولتی ہو تم مجھسے
ہزار حیف کہ مہمان شب عروسی ہے

خفا ہو کسلیے اے سیمبر کئی دن سے
خبر یہ دیتے ہیں مرغ سحر کئی دن سے

۲۵۵ — ۱۳

اونہیں ہے ترک ملاقات نور سے منظور
وہ بات بات پہ کرتے ہیں شر کئی دن سے

اوس کوچے سے رخ باغ کو اصلا نکرینگے
تعریف جمال رخ زیبا نہ کرینگے
کہتے ہیں کہ اب راز بھی افشا نہ کرینگے
موقوف وہ آنا لب دریا نہ کرینگے
کیسے ہیں مسیحا جو مداوا نکرینگے
جاتے ہیں یہ چشمو جو لگائیں تو وہ بوسے
نوشا سا قد یار جو یاد آئے گا ہمکو
پیغام وصال اونسے ہی بیفائدہ اے دل
منہ سے نہ برا مجکو کہیں گے کبھی اے بت
سر کو نہ جھکائیں گے سیئے بوسہ ابرو
گھبرا نہ جفاؤں سے حسینوں کی تو اے دل
دل دینگے نہ یوسف سا بھی آگے جو خریدار

فردوس سے دوزخ کا ارادا نکرینگے
بدنام اونہیں آپکو رسوا نہ کرینگے
ہم تجسے کسی بات کا پردا نکرینگے
ہم اونکی محبت سے کنارا نہ کرینگے
کیا اپنے وہ بیمار کو اچھا نہ کرینگے
خلوت میں کبھی تمکو بلایا نہ کرینگے
فردوس میں نظارۂ طوبا نکرینگے
وہ اور بھی ضد سے ترا کہنا نہ کرینگے
اللہ سے بھی ہم ترا شکوا نکرینگے
محراب حرم بھی ہے تو سجدا نکرینگے
تجسے یہ جفا کار ابھی کیا کیا نکرینگے
بازار میں اس جنس کا سودا نکرینگے

۲۵۶ — ۱۴

بیمار مجھے دیکھکے اقرار کیا ہے
ہم نور تمہیں آج سے کوسا نکرینگے

کیوں عبث پلنے ہیں منعم نئی پوشاک کے
می کشاں دیر میں جبدم چلا دور شراب
وہ پری پیکر اگر گھوڑے کو رانوں میں دبائے
عطر سے کیا فائدہ کیا ملیے بدن سے حضور
مجکو نہلانا نہ دریا میں کہ لاغر ہوں بہت
او شکار افگن دل زخمی ہمارا باندہ لے
اک اشارہ میں ہزاروں نور ہو جائینگے قتل

خاک میں ملجائینگے آخر یہ پتلے خاک کے
مست ہمکو کردیا بنت العنب نے تاک کے
لے قدم بجلی تڑپ کر توسن چالاک کے
ہم تو عاشق ہیں تمہاری ملگجی پوشاک کے
ہمرہ یاں یہ جائینگی ہمرہ خس و خاشاک کے
دیکھیہ یہ خنجر قاتل ہے تری فتراک کے
آج کل شہرے ہیں تیغ ابروئے سفاک کے

برق نگاہ یار مرا کام کر گئے
بے ننگ کر دیا ہے غم یار نے ہمین
مدت کے بعد وصل جو اوسکا ہوا نصیب
باد صبا کہون کہ شب وصل اسے کہون
قاصد کو موت آگئی ارمان رہ گیا
کیونکر کلاہ غنچہ و دستار گل بچے

عمر دو روزہ ایک نظر مین گذر گئے
یارب ہماری شرم و حیا اب کدہر گئے
کل رات باتون باتون مین سارے گذر گئی
یہ رات یا خدا کہ سحر آئی کدہر گئے
بیہودہ خط مرا نہ زبانی خبر گئے
کس گل کی اس چمن مین نہ غرشا او تر گئی

۲۵۹

اے نور ہر مکان مین اوسیکا ظہور تہا
آیا وہی نظر جدہر اپنے نظر گئی

۱۴

دریا پہ مست ناز جو وہ آفتاب ہے
وہ رشک آفتاب جو محو شراب ہے
وہ غیرت مسیح جو گرم عتاب ہے
برق جہندہ اسپ مہ نو رکاب ہے
عارض پہ اوسنے چوٹی کی بکہرا دیے ہین بال
ممکن نہین کہ دوسرے سے ہمکلام ہو
مسی لگاؤ لا کہا جاؤ بنو شخصو
مرقد پہ آئے وہ نہ کبہی بہر فاتحہ
کیونکر فراق یار مین دریا پہ جائین ہم
مدت سے تشنہ شربت دیدار کا ہوں نہین
مارے ہوئے ہین ہم در زندان یار کے
وہ ماہ آئے آتے مری گہر مین بہر گیا
سوتے ہین ساتہ چہونے نہین دیتی زلف کو

بے آگ موج سیخ پہ بجلی کباب ہے
موج ہوا پہ طائر سدرہ کباب ہے
چرخ چہارمی پہ طپان آفتاب ہے
شمشیر کہکشان ہے سپر ماہتاب ہے
یا روے مہ پہ ابر سیہ کی نقاب ہے
اس بات مین تو اوسکا دہن لاجواب ہے
دونی بناؤ ٹون سے بہار شباب ہے
کیا کشتگان عشق کی مٹی خراب ہے
شمشیر اپنی قتل کو ہر موج آب ہے
اے ترک آب تیغ پلانا ثواب ہے
لازم ہمارے غسل کو موتی کی آب ہے
اے گردش فلک یہ نیا انقلاب ہے
مجہہ روسیہ سے اونکو یہ اب تک حجاب ہے

[illegible]

۲۵۹

کیا نور بعد مرگ جلائے گی مجہکو نار
میرے کفن مین خاک در بوتراب ہے

۱۴

ادنا کی اصل کچہ نہین اعلا کے سامنے
وہ آچکین تو روح کرے جسم سے سفر

قطرے کو کیا فروغ ہو دریا کے سامنے
یارب الٰہی حوران مین مسیحا کے سامنے

اتنا ہو دیون سے بچانے ہماری جان
رہتے ہیں مار زلف چھپا کے سامنے

شرم و حیا نے یار کو پردہ نشین کیا
آتے نہیں ہیں عاشق شیدا کے سامنے

نرگس خجل ہے چشم گہربار کے حضور
طوبا کے دخل کیا قد بالا کے سامنے

اک لحظہ ہو سکتے نہیں تصویر یار کی
آٹھوں پہر ہے چشم تمنا کے سامنے

دن کا بھی رنگ سائے کی صورت سیاہ ہے
ہیں عشق زلف مین شب یلدا کے سامنے

مشتاق ہون جمال مبارک دکھائیے
پردہ نہ روکیے رخ زیبا کے سامنے

شرمندہ مہر ہے رخ پرنور کے حضور
بے نور چاند ہے کفک پا کی سامنے

روؤن کنار بحر اگر ہجر یار مین
دریا ہو موج زن ابھی دریا کے سامنے

دریا بہاؤن چشمون سے اوس سرو کے حضور
کوثر فزور جا ہے طوبا کے سامنے

ناخن کی بھی برابری کرتا نہین ہے چاند
کس منہ سے آئے اوس رخ زیبا کی سامنے

عشق صنم مین کرتا ہون خالق کی یاد مین
مسجد بنا رہا ہون کلیسا کے سامنے

۲۶۰

اے نور سر جھکاؤں گا تربت مین ہو کے دفن
محراب کعبہ رخ مولا کے سامنے

۷

کل ملنے بلانے وہ جو مرے در پہ ہو گئے
پھر کشت دل مین تخم محبت کا بو گئے

دکھلا کے اپنا روے مخطط برنگ خضر
کشتی دل کو چاہ ذقن مین ڈبو گئے

آئے نہ مثل عمر گذشتہ وہ پھر ادہر
ملک عدم کو کشور ہستی سے جو گئے

چمکا نہ زندگی مین ستارا نصیب کا
ہم آسمان کے ہاتھون مقدر کو رو گئے

کاہیدگی نے چشم جہان سے کیا ہے گم
عنقا صفت نظر سے زمانے کے کھو گئے

ایسا وہ روئے شب کو جدائی سے درد کے
دامن ہمارا اشکون سے اپنے بھگو گئے

۲۶۱

اے نور یاد مصحف رو مین جو روئے ہیں ہم
کاغذ ہمارے آج گناہون کے دھو گئے

۱۴

اوسکے ہر عضو مین شرارت ہے
قامت اوس شوخ کی قیامت ہے

پاس جانا کہان نصیب ہمین
دور سے دیکھنا غنیمت ہے

حسن پر کیا غرور کرتے ہو
اے صنم عارضی یہ دولت ہے

رات دن ہم اوسکا نام جپتے ہین
عاشقون کی یہی عبادت ہے

تیرے قد موہنہ ورم نکل جائے / بس یہی دل مین ایک حسرت ہے
یا رہو باغ ہو شراب وکباب / زندگی کی یہی حلاوت ہے
ہم ہین مجبور غیر ہین مختار / اے بت کیا خدا کی قدرت ہے
وہ حسین تم ہو لکہنؤ مین تو کیا / شہرون شہرون تمہاری شہرت ہے
عشق نے ایسا کردیا لاغر / اندنون طاق اپنی طاقت ہے
ہاتہ کھینچا جو مین نے وہ بولے / دہنگا مشتی سے مجکو نفرت ہے
بہیڑ رہتی ہے اوسکے کوچے مین / چاہنے والون کی یہ کثرت ہے
ایک دل تہا سو نذر یار کیا / مال نہ سمجہتے ہین اپنا نہ دولت ہے
مجہسے کیونکر چلین نہ پروانے / شمع رویون سے گرم صحبت ہے

۲۶۲

زندہ درگور ہوگیا ہون نور
عشق بہی اک عجب ملامت ہے

۸

یار کے گیسوئے مشکین کو جو چہو آتی ہے / تجہین اے باد صبا مشک کی بو آتی ہے
ہاتہ منہ میرا دہلاتی ہے سدا بنت عنب / کب مرے دہیان مین ترکیب وضو آتی ہے
بوسۂ زلف صنم مین نے لیا تہا شبکو / منہ سے نافہ کی طرح مشک کی بو آتی ہے
مژدہ دیتا ہون مبارک ہو تمہین بادہ کشو / فصل گل ساتہ لیے جام وسبو آتی ہے
کس طرح پیرہن یار ہٹاؤن منہ سے / اس سے یوسف کی عزیزو مجہے بو آتی ہے
کیسے لہراتے ہین عشاق کی دل سینون مین / گر کبہی اونکی سواری لب جو آتی ہے
اوٹہ گیا کون جو گلشن سے بزنگ صرصر / اے صبا خاک اوڑاتی ہوئی تو آتی ہے

۲۶۳

ضعف سے آ نہین سکتی ہے لبون تک ای نور
آہ جانسوز اگر تا بہ گلو آتی ہے

۱۱

مرنے کی نہین اپنی طبیعت اگر آئی / یہ بہی تو بلا ہے جدہر آئی اودہر آئی
بڑہ کر جو تری زلف دوتا تا کمر آئی / دل نے کہا اب ہجر کی شب تو سحر آئی
اوس بت کی مجہی چاندسی صورت نظر آئی / احسان خدا کا مری امید بر آئی
گہٹ کر مہ نو شرم سے خود بنگیا خورشید / اوس حد کے جب کان کی تجلی نظر آئی
پچہلے سے شب وصل جو دینے لگا بانگین / کیون موت تجہے آج نہ مرغ سحر آئی

کیا جانیے کیا پائی سزا عشق کمر کے
یارون کی نہ کچھ ملکِ عدم سی خبر آئی

تیغِ نگہِ یار کو کیون دل یہ نہ رو کو ن
یہ جبین سے گہر د کے منہ پر سپر آئی

کیا خاک کہین حالِ دل زار کسی سے
نکلی جو دہن سے تو ہوئی بات پرائی

رہتا ہے تصور مجھے گیسوے صنم کا
آفت یہ کہان سے مری بالاے سر آئی

فریاد مری سنکے زمین اشک بہائی
خشکی مین اگر جا ہون تو میبا ہو ترائی

٢٦٤

یاد رخ پر نور مین اک رشک قمر کے
اے نور مجھے نیند نہ دو دو پہر آئی

٢١

پھر نظارہ گلِ رخسار جانان چاہیے
بلبلِ گلزار کو سیر گلستان چاہیے

وصل کی شب مین خیالِ روز ہجران چاہیے
خانہ شادی مین بھی ماتم کا سامان چاہیے

ہر گھڑی یاد رخ پر نور جانان چاہیے
کعبۂ دل مین چراغ مہر تابان چاہیے

خانۂ دل مین چراغ داغ ہجران چاہیے
نور اپنے غمکدہ مین غم کا سامان چاہیے

جان بلب ہون بوسہ لب ہا جانان چاہیے
پھر طول عمر مجکو آبحیوان چاہیے

پھر مرغ روح دام زلف پیچان چاہیے
عاشقِ گیسو کی خاطر سنبلستان چاہیے

عاشق رخ کو خیال کوی جانان چاہیے
یوسفِ مصری کو صورت یاد کنعان چاہیے

ہنستے کیا ہو ایک بوسہ سبزۂ عارض کا دو
مرہم زنگار بہر زخم خندان چاہیے

حلقہ خاتم بنا ہون مین وفور ضعف سی
اس انگوٹھی کا نگین اب ای سلیمان چاہیے

وصف کرتا ہون رقم تیرے حنائی ہاتھ کے
جاے خامہ ہاتھ مین اب شاخ مرجان چاہیے

آج کل سودا ہی اک غنچہ دہن کی زلف کا
چاک مثل جیب گل تا گریبان چاہیے

اے معلم ہمصفیر بلبل شیراز ہون
سیر کرنے کو فقط مجکو گلستان چاہیے

ایک بوسہ دو عرق آلودہ ابرو کا ہمین
حلق تر کرنے کو آب تیغ بران چاہیے

حور جنت کو مبارک ہو یہ میوہ خلد کا
عاشقون کو بوسہ سیب زنخدان چاہیے

ہین ازل سے گشتۂ سلک دندان یار
غسل میت کو ہمارے آب نیسان چاہیے

باغبان اب ہمکو کا گلگشت چمن سے کام کیا
ہم ہین دیوانے ہمین سیر بیابان چاہیے

نوک مژگان صنم کا انکو سودا ہے کمال
نشتر فصاد اب بہر رگ جان چاہیے

ہر غزل اپنی مسلسل ہو یہ کچھ مشکل نہین
ہیع سلک گوہر شہوار دندان چاہیے

گردش چشم پری پیکر کا دیوانہ ہون مین
وہ حسین ہے تو کہ پیر پا اِن ہون تری زیر نگین

ای جنون پائے نظر مین خار مژگان چاہیے
تخت کے بدلے تجہے تخت سلیمان چاہیے

۲۶۵

نور وارفتہ ہون اک یوسف سے سیم اندام پر
گنج قارون مجکو جائے گنج زندان چاہیے

۹

گہر مین وہ اپنے مست مئی لالہ فام ہے
بے یار جام بادۂ گلگون حرام ہے
عاشق ہون مجکو حسن پرستی سی کام ہے
ثابت ہوا یہ عارض وگیسو کو دیکہکر
اے دل کلام سخت صنم کا یہ ترانہ ہان
ثابت ہوا یہ عمر دوروزہ سے اب ہمین
دنیا سرا ہے آج یہان آئے کل چلے
مجنون کو ہر نگو سلے یہ صحرا مین تہا یقین

یا ان غم سے اپنی عمر کا معمور جام ہے
فرقت مین خون خوک مئی لالہ فام ہے
یوسف ہے تو عزیز ہے بندہ غلام ہے
اب کوچ سوی ملک عدم صبح وشام ہے
گالی گلوچ یار کا تکیہ کلام ہے
ملک عدم کی راہ بہی دوچار گام ہے
کسکو سوا خدا کے جہان مین قیام ہے
یہ بارگاہ لیلی عالے مقام ہے

۲۶۶

بوسہ نہین ہو دیتے تو گالی ہی مجکو دو
اے نور یار سے یہی میرا کلام ہے

۱۱

مہربان اب تمہاری مہربانی چاہیے
ساقیا جام شراب ارغوانی چاہیے
ضعف سے گنبد کی صورت میری رنگت زرد ہی
فصل گل آئی مگر مینائے دل خالی رہا
کہنے سننے پر رقیبون کے عمل لازم نہین
اے دل بیتاب بلبل کی طرح نالے نکر
[illegible] برسون لعل لب کے دیکہیا مین
شربت قند لب شیرین کا بس پیاسا ہون مین
وصف مین ناز و ادائی یار کے لکہون اگر
زہر کہائی کوئی عاشق کوئی اپنا خون کرے

شکل ہو سی چاند سی صورت دکہائی چاہیے
عیش وعشرت سی بسر ہو زندگانی چاہیے
اوس گل تر کی قبا بہی زعفرانی چاہیے
ساقیا مجکو شراب ارغوانی چاہیے
اپنے عاشق سے نہ ہمکو بدگمانی چاہیے
غیر پر ظاہر نہو راز نہانی چاہیے
یاد مین دندان کے اب گوہر فشانی چاہیے
چشمۂ حیوان کا مجکو میٹھا پانی چاہیے
خضر کے مانند عمر جاودانی چاہیے
مجکو تو اے لالہ رو پوشاک دھانی چاہیے

۲۶۷

ہی شہید گشتہ ابرو ہو عالم ہی گواہ
نور پر اسکیا مجہی تیغ زبانی چاہیے

۷

جان تجہپر نثار کرتا ہے
نور سے دل سے پیار کرتا ہے

دیر آنے مین یار کرتا ہے
قتل یاں انتظار کرتا ہے

شب کو تو گہر مین آؤ عشق کے
صبح سے انتظار کرتا ہے

تیر مژگان سے وہ کمان ابرو
مرغ دل کو شکار کرتا ہے

آؤ سینہ سے میرے لگجاؤ
منتین خاکسار کرتا ہے

پیشتر نے کہو وہ میرے کہتے ہین
آج کل کسکو پیار کرتا ہے

۲۶۸ — ۱۲

جب مین کہتا ہون میرے گہر آؤ
نور انکار یار کرتا ہے

آگئی پہر فصل بہاری پہر جنون کا جوش ہے
پہر گریبان چاک ہی پہر دل مرا بیہوش ہے

مچہلیان دریا سے باہر پہر پابوسی ہوئین
پاؤن مین اوسکی جو ماہی پشت کی پاپوش ہے

جا پر آنکہین نرم مین کرتا نہین وہ گلبدن
شرم اوسکی نرگسی آنکہون کی پردہ پوش ہے

صورت ماہی نہ کیون تڑپون کہ وہ دریای حسن
جبسے لازم تہا کنارہ اونسے ہم آغوش ہے

ہفت کشور ڈہونڈہ ڈالے مین نے مجنون کیطرح
سات دن سے جبسے وہ لیلی ادا روپوش ہے

اسے دل نادان کسی سے یار کی غیبت نکر
یہ مثل مشہور ہے دیوار کی بہی گوش ہے

ہے تجلی شباب اسے یار مہمان چند دن
صبح پیری مین چراغ حسن بس خاموش ہے

ہم بغل ہوکر خوشی ہوتا ہے کیا تو یار سے
گور تیرے واسطے کہولے ہوے آغوش ہے

نیک اعمالون کو ہو کیونکر نہ مرنے کی خوشی
دامن مادر سے بڑہکر گور کا آغوش ہے

کس طرح منہ سے ہٹاؤن ساقیا مین جام کو
فصل ہے برسات کی ہنگام نوشانوش ہے

یاد مین اوس بحر خوبی کی ہون غرق بحر اشک
چادر آب روان فرقت مین بالاپوش ہے

۲۶۹ — ۱۲

جب سے سودائی ہوا ہون نور زلف یار کا
دل کبہی ہے ہوش مین میرا کبہی بیہوش ہے

فروغ حسن سے اونکا رتبہ نور عالی ہے
گرا بانے سے بہی بالا قد مرادن کانون کی بالی ہے

علو طبع کے باعث یہ اپنا ظرف عالی ہے
کہ جام آفتاب چشم نظرون مین سفالی ہے

بہنسایا طائر دل جہانتک کہ سر دہی کی روز ہین
نہین کم جال سے کچہ یار کی سرتیغ کی جالی ہے

رکہا ہے زلفکو پیچ اگر گہڑی کے نگین دہی دیکر
طبیعت ہجر مین کس طرح بہنے ہنہالی ہے

کوئی بھلا نہیں محبوب جسکا عشق ہو دل کو
بھلا کیونکر نہ رو دین قاتلان ہاے جفا اگر
ہوے ہین گرم فرقت سے آنسو خشک آنکھون نہیں
کیے ہین پان کہا کر خون لاکہون ہگنا ہون کے
چمن ہے ابر ہے ٹہنڈی ہوا ہی ہر دریا ہے
ہمین تنہائی مین ای جان بستر بیٹہ کر کہاتا ہے
پہنسا یا مرغ دل نور شکم دکہلا کے عاشق کو

نہین ہی صاحب خانہ یہ گہر بدرت سی خالی ہے
ہمارا بیکر مجروح وقف پائمالی ہے
ہہا سر سبز ہو گیا خنجر یہ دل تحط سالی ہے
قیامت قاتل عالم تری ہونٹون کی لالی ہے
فقط اک شیری جا اے ساقی گلفام خالی ہے
تمہاری ہجر مین شیر نیستان شیر قالی ہے
ہمین دام محبت انسے پری کرتی کی جالی ہے

۲۷۰ سراپا نظم ہین اوصاف ہمین تیغ ابرو کے
مرا دیوان بھی ای نور دیوان ہلالی ہے ۹

رودون ہی لال جوڑا پہنے جو وہ پری ہے
تلوونمین آبلی ہین کپڑے پہنے ہوئے ہین
کرتے ہین قتل سب کو آنکھون کی لال ڈورے
یاقوت مین کہان ہے ہونٹونسی تیری سرخی
تمنے جو اپنے دل کو تیر کیا ہے صاحب
کیا نامہ اونکو لکھون پیغام کیا مین بھیجون
جوبن جو اپنا دیکھا ہاتھون سی منہ چھپایا
وہ ہر جگہ عیان ہے آنکھون سی گو نہان ہے

مردون مین زلزلہ ہے زندون کو تہرتہری ہے
قاصد پہ آج اپنے وقت پیمبری ہے
تیغ نگاہ قاتل خونناب سے بہری ہے
کہتا ہے انکو بہتر دیوانہ جوہری ہے
چھاتی پہ صبر کی سل بندہ نے بھی دہری ہے
معلوم حال اونکو قاصد ذری ذری ہے
آئینہ میرے حق مین سد سکندری ہے
ادنا ہنر ہے اوسکا عیبون سی وہ بری ہے

۱۷۱ وان گہنا پہولون کا ہے یان داغ ہجر کے ہین
اے نور میرے اونکے اچھی برابری ہے ۱۱

تمام ہاتھ مین جام شراب رہتا ہے
تمام رات جو وہ بے حجاب رہتا ہے
فزون تر جو اپنی نو جو اسنے پھر
بہ رنگ ماہی بے آب دل تڑپتا ہے
وصال یار پہ پیہو محال ہے ای دل
گذر ہو یگا یار مین بھلا کیونکر

تمام رات عیان آفتاب رہتا ہے
تو تا بہ صبح نہان آفتاب رہتا ہے
سدا کسیکا بھی عہد شباب رہتا ہے
فراق یار مین کیا اضطراب رہتا ہے
ہر ایک سوال کا لب پر جواب رہتا ہے
رقیب ... یاس رہتا ہے

نہ کیون ہون بہت پروردگار کے صدقے
ہوا ہے جب سے حسینون کو شوق مینخواری
ہوئی ہے یار کو نفرت یہ مجھسے اے [illegible]
فلک پہ دود دل آہ کسکا چھایا ہے

کہ سر پہ دست حبیب مین چتر سحاب رہتا ہے
مدام جام بکف آفتاب رہتا ہے
کہ میرے سایہ سے بھی اجتناب رہتا ہے
جو گرد غبار سدا آفتاب پر رہتا ہے

٢٧٢

جو آئے گور غریبان مین وہ تو کہنے لگے
ہمارا نور یہین دل کباب رہتا ہے

٩

رو رہا ہون الم زلف دوتا سے پہلے
سر مو عشق نہ تھا زلف دوتا سے پہلے
قصد تو دل مین یہی ہے کہ بعد پرسش
ہاتھ اوٹھنے بھی نہین پائی کہ آجاتا ہے یار
لال سی جان دی رو رو کے لہو عاشق نے
سایل بوسہ ہوا ہون ترے آگے ای یار
اے طبیبو ہون مین بیمار خط سبز صنم
اشہب ذہن مرا اوڑ گئے دم فکر سخن

منہ برستا ہے مرا گھر مین گھٹا سے پہلے
سابقہ دل کو نہ تھا کالی بلا سے پہلے
شکوہ اوس بت کا کرونگا مین خدا ہی سے پہلے
میری امید بر آتی ہے دعا سے پہلے
اوڑ گیا طائر جان رنگ حنا سے پہلے
ورنہ کچھ کام نہ تھا شاہ و گدا سے پہلے
زہر دو گھول کے شربت مین دوا سے پہلے
باغ مضمون مین پہونچتا ہے صبا سے پہلے

٢٧٣

نور کیون مثل کتان چاک مراد دل ہوتا
ربط ہوتا جو نہ اوس ماہ لقا سے پہلے

٩

رشک حسن روی جانان سے قمر مین داغ ہے
ہجر مین اوس لالہ رو کے کسقدر گل کھائی ہین
جب سے گلکاری کی انگیا یار کی دیکھی ہے مین
تیغ ابرو سے گئی شعلہ فروغ حسن سے
تیلیان شہر آگئین دیکھا جو اوسکو گھور کر
آج تک فرقت کا اوس خورشید عالمتاب کے
دیکھتا تاثیر مضمون تب ہجر صنم
رو سے تابان کی صفائی خال سے جاتی رہی

صورت لالہ یہان میرے جگر مین داغ ہے
جس طرح طاؤس کی ہر بال و پر مین داغ ہے
تب سے لالہ کی طرح میرے جگر مین داغ ہے
پھول ہر اک اوس گل تر کی سپر مین داغ ہے
آتش رخسار سے پائی نظر مین داغ ہے
ماہتابان کی طرح اپنے جگر مین داغ ہے
جل گیا قرطاس قاصد کی کمر مین داغ ہے
تل نہین رخسار پر جرم قمر مین داغ ہے

٢٧٤

آتش رنگ حنائی نور پیر کی اسقدر
شمع ہوسی اصابع دست سیمبر مین داغ ہے

٨

قابل انس و دوستی نکلے / تم تو کچھ عجب آدمی نکلے
ناز و انداز مین ہے اک شوخی / کیون نہ عالم کا تجھ سے جی نکلے
روز فقرا سے مجھکو بتاتے ہو / ہین تو مرشد تہا تم ولی نکلے
شور ہو تم لپٹ کے سینہ سے / کبہی تو حسرت دل نکلے
تیرا کوچہ ہے قتل گاہ ترک / سیکڑون مرکے آدمی نکلے
دم ہے دم مین ہمارا کام کیا / بڑے دمباز تم ابھی نکلے
فائدہ ذکر یار سے اے دل / بات منہ سے بُرے بھلی نکلے

۲۷۵ — ی

نور اوس شوخ کا پتا نہ ملا
ڈہونڈنے ہم گلی گلی نکلے

کچہ دوا درد محبت کی بتاتے جاتے / گر مسیحا ہو تو اعجاز دکہاتے جاتے
یہ ہی دی مجہکو چہری بوسۂ ابرو دیکر / قتل وہ اور بہی کرتے گئے جاتے جاتے
جلوۂ حسن خداداد کا مشتاق ہے دل / چاند سی شکل پہر اکبار دکہاتی جاتے
کوچۂ یار مین رہتی ہے سدا آمد و شد / وہ کبہی تو نظر آجائین گے آتے جاتے
صحبتین گذری ہوئین یاد نہ آئین کیونکر / غم جدائی کا ترے جائیگا جاتے جاتے
تو کل تیغ گوہر بار وہ چمکاتے ہین / جو جو دبتے ہین وہ ہین اور دباتے جاتے
دست رس ہوتا جو اپنا صفحہ ہستی پر / یکقلم نام رقیبون کا مٹاتے جاتے
کیا غضب ہے جو کبہی بیٹھتے ہین پاس آکر / سو طرح ہین بدن اپنا وہ چراتے جاتے

۲۷۶ — ی

آتی ہے گور غریبان مین وہ گل کہنے لگا
مرقد نور پہ دو پہول چڑہاتے جاتے

ان دنون اوس ستم ایجاد پہ دل مائل ہے / نور جو روز ولادت سے مرا قاتل ہے
سر پٹکتا ہون ترے ہجر مین زخمی دل ہے / تونے اعضای رئیسہ کو کیا گہایل ہے
رہ گیا لیلی و مجنون کا فسانہ باقی / نہ وہی ہین نہ وہ ناقہ ہے نہ وہ محمل ہے
قابل شرح نہین حال ہمارا جانے / مرغ بسمل جسے کہتے ہین وہ اپنا دل ہے
صندلی رنگ کے دہن مین خفقانی ہون مین / الفت زلف پریشان مین پریشان دل ہے
غیر کے ہاتہ سے بڑہوائی ہین بالی اونے / دل مرا ماہی بے آب جگر بسمل ہے

۲۷

عشق کی راہ مین جانبر نہین ہونے کا مین
آج کی کل سے سوا انور کڑی منزل ہے

کسیطرح گل رخسار یار دکھلا دے
ترس رہی ہین یہ آنکھین بہار دکھلا دے

ہلادے صورت گہوارہ آسمانون کو
اثر تو آہ دل بیقرار دکھلا دے

نثار ہون ترے در پر برنگ نقش قدم
ترا مکان اگر کوئے یار دکھلا دے

نظارۂ رخ روشن ہے زیست کی صورت
پھر اپنی شکل مجھے ایکبار دکھلا دے

تڑپ رہا ہے قفس تن مین میرا بلبل دل
وہ گل جو حسن کی اپنے بہار دکھلا دے

گرون مین خاک پہ مثل کلیم غش کہا کر
جو شکل پردۂ انور سے یار دکھلا دے

نشانہ تیر ادا کا ہوا آہوئے صحرا
وہ اپنی آنکھین جو وقت شکار دکھلا دے

کیا ہے صبح کو آنے کا یار نے وعدہ
رخ سحر کو شب انتظار دکھلا دے

۲۸

غش آئے صورت موسی ابھی مجھے ای نور
تجلی رخ انور جو یار دکھلا دے

کیون عشق کرکے داغ کسیکا اوٹھائیے
کیون رنج مول لیجیے صدما اوٹھائیے

پھر کی بہی اونکی کہائیے غصا اوٹھائیے
جو جو کرین وہ ناز سب اونکا اوٹھائیے

تاکے حجاب شرم کا پردہ اوٹھائیے
سر درمیان سے تکیا اوٹھائیے

زانو پہ زانو بزم مین بیٹھا تو یہ کہا
جو پاس آکے بیٹھے اوسے کیا اوٹھائیے

کشتی پہ یار بیٹھا ہے ہمراہ غیر کے
طوفان رو کے اب لب دریا اوٹھائیے

لپٹا جو پاس یار کے شرما کے یہ کہا
خلوت سے پہلے شمع کا تکیا اوٹھائیے

منہ کو شب وصال چھپانے سے فائدہ
تنہائی مین تو شرم کا پردہ اوٹھائیے

بے تیغ قتل ہو گئے بسمل ہم تو اے صنم
یون ہاتھ رقص مین نہ خدارا اوٹھائیے

صاحب ملک ملک کے جسے کوستے تھے تم
وہ مرگیا ہے اوسکا جنازا اوٹھائیے

تیرہ جہان ہے شب دیجور کی طرح
بالون کو اپنے منہ سے خدارا اوٹھائیے

دیکھے نہ گالیان مجھے منہ کو سنبھالیے
اتنا بھی سر نہ ای بت ترسا اوٹھائیے

انکار ہے جو غیر سے ملنے کا آپ کو
کعبے کی سمت ہاتھ تو اپنا اوٹھائیے

زلف سیاہ یار سے ای دل بڑہا کے ربط
کیون سر پہ بار منت سودا اوٹھائیے

٢٧٩

صد ہے یہ قہر کہا کے یہ آتا ہے دل مین نور
کب تک فراق یار کا صدمہ اوٹھائیے

١١

کوچۂ گیسوے محبوب سے کیا آتی ہے
بُو ہے جب تا بقدم زلف رسا آتی ہے
منہ چھپا لیتے ہین تھوڑا کے وہ سر زانو پر
لب نازک پہ جمی ہے تری مسی کی دھڑی
مجھے ہین آتا ہے طبیبون سے مین اک دن پوچھون
لام الف کو جو ملا کر کبھی لکھتا ہون مین
اسطرح بکھرے ہوے ہین تری منہ پر زلفین
تارے افشان کے تصور مین گنا کرتا ہون
آج کیا میرے گل اندام نے کھولے ہین بال
چاند کو دیکھتا ہون جب مین شب فرقت مین

تجھ مین جو مشک کی بو باد صبا آتی ہے
تب زمین پھر سر گردون سے بلا آتی ہے
نام سے عاشق بیدل کے حیا آتی ہے
چشمۂ مہر پہ بھی کالی گھٹا آتی ہے
ہمکو درد دل عاشق کی دوا آتی ہے
یاد بوس بت کی مجھے زلف رسا آتی ہے
جسطرح چاند پہ اسے مہر گھٹا آتی ہے
نیند شب کو نہین ہے ماہ لقا آتی ہے
نکہت مشک جو اسے باد صبا آتی ہے
یاد وصل تری اسے ماہ لقا آتی ہے

٢٨٠

نور اغیار سے کرتا نہین وہ آنکھین چار
شکر کی جا ہے کہ غیرون سے حیا آتی ہے

١٢

سوالا یا خون اشارا کر کے انگشت حنائی سے
دل صد چاک اولجھا ہے تری گیسوی پیچان مین
عبث مجھسے چھوڑا یا دشمنون نے میرے دلبر کو
سیہ گیسو مہر سے روشن ہین تمہارے عارض تابان
بھلا وہ گنبد ان کس طرح پہنے ہوئون کا گہنا
نہا دور پیشن جب سے مین تو نگر جمع رہتی ہین
تصور رات دن رہتا ہے دلکو یار لبستان کا
پڑی ہی کا آخر وعائے توبہ مین زوال آگ منہ سے
یہی ای سیمتن ہین حشر کے دن غل مچاونگا
ترے لعل لب جان بخش سی ہین لال شرمندہ
نہ کھلا رون او نکلیان ٹوٹتی ہین جس کو چھو جا با

نیا انداز ہے اے بت ترا سلمی خدائی سے
رسائی کم نہین اپنی بھی شانی کی رسائی سے
رقیبون کو بلا کیا روح و قالب کی جدائی سے
خجل کیونکر نہو آئینہ گالون کی صفائی سے
نہین ہوتا ہے نا عکس گل نازک کلائی سے
مجھے رتبہ امیری کا ملا ہے بینوائی سے
ہے دو ہیل مجھے اک سرو قد کی آشنائی سے
ہوا تنگ اسقدر مین ان بتون کی بیوفائی سے
لیا تھا اسنے کار برق زنجیر طلائی سے
خجل ہے پنجۂ مرجان کف دست حنائی سے
ہلال عید ہون ابرو کمان کی آشنائی سے

٢٨١

بنی اکسیر میرے حق مین خاک آستان امیر نور
تو نگہ میری تھی یا مین اور سکے در پر جبہ سائی سے

٩

زیادہ وصل سے لذت فراق یار مین ہے
چمک جو ہلک جو شک آبدار مین ہے
دکھا کے ابر سے خنجر دل کیا نگار سے
ہر نگہ باجی سے آب دل ترپتا ہے
تو مثل ہی نہین رکھتا ہے باغ عالم مین
لگے لگا لیا … او نہین اندہیری کمین
لیا تھا وصال کی شب بوسہ اونکے عارضوں کا
اگر دیکھا ہے تو مردے کو بھی کر سکے زندہ
شب وصال … کا … حشر کا
… انکھوں ہی میں … ہی
تصور رخ و گیسوے یار ہے دن رات
گیا نہ مرنے پہ بھی دل سے عشق اوس بت کا

ہزار ہزار طرح کا اک انتظار مین ہے
وہ آب و تاب کہاں مرتی یہ … ینا ہے
غضب کا کاٹ تری تیغ آبدار مین ہے
قرار بعد فنا بھی نہین مزار مین ہے
حسین رنگ تو اک گلبدن ہزار مین ہے
تن آج تک لحد تیرہ کے فشار مین ہے
… رخ نگار مین ہے
خدا کے فضل سے وصف مسیح یار مین ہے
… بہار مین ہے
تمہارا عاشق … اضطرار مین ہے
کبھی حلب مین ہے دل تو کبھی تتار مین ہے
لحد مین جسم ہے پر روح میری یار مین ہے

٢٨٢

وہ داستان ہے دیکھا ہے عشق کی نور
فسانہ لیلی و مجنون کا کس شمار مین ہے

١٠

اوس پری پیکر کی فرقت مین یہ دل کا حال ہے
وہ حسین ہر تو کر آئینہ تماشا گال ہے
کوئی ہمصورت نظر آیا نہ میرے یار کا
اشرفی کے داغ کہائے گنج تن پر اسقدر
ایکدن بوسہ لیا تہا مین نے اوسکے گال کا
متفق عالم کو کرے کیونکر نہ وہ خورشید رو
عاقبت مر جاوںگا عشق گل رخسار مین
جب یہ چلتے ہین لسی جاتے ہین دل عشاق کے
نرگس آنکھین سرو قد غنچہ دہن … شبنم عرق

ایک پل ہر ایک مہینہ اک گہری اک سال ہے
مردم چشم سرو خورشید منہ پر خال ہے
جنس حسن روی گندم گون کا کیا ہی گال ہے
اپنا کوتہا درہم فرقت سے ناڈہال ہے
نازکی سے آج تک رخسار جانان لال ہے
کہکشان شمشیر بران ماہ انور ڈہال ہے
کوئی دشمن مزرعہ ہستی مرا پامال ہے
ان بتون کی چال گویا آسیا کی چال ہے
سنبل … زلفین ہین گل ترگال ہے

۲۵۳ — ۱۲

برگ گل سے ہونٹ اوسکے دہوپ سے تن تو نہین
دیکھہ لو اے نور ہر عضو بدن میں بال ہے

کیا نور ہے واہ کیا صفا ہے
دل گیسوے یار پر فدا ہے
یوسف سے بھی حسن میں سوا ہے
دل یار کے نذر کر دیا ہے
مختار عدو ہین ہم ہین مجبور
اللہ رے رعب حسن محبوب
رہنے نہین دیتی اوس گلی مین
قدمون سے نہ آبرو سگا مین
اوڑکر نہین زلف آئی رخ پر
کب دیکھیے آتے ہین نظر وہ
صورت نہین ہو سکتی تمہارے
تمسے نہین کچھہ ہمین شکایت

آئینہ ہر ایک نقش پا ہے
یوسف آفت میں مبتلا ہے
چہرہ ہے کہ قدرت خدا ہے
چاند سے سونے کا ذکر کیا ہے
اگ یہ بھی زمانے کی ہوا ہے
خورشید فلک پہ کانپتا ہے
دشمن مری خاک کی صبا ہے
دلپر مرا اختیار کیا ہے
آئینہ میں زنگ آگیا ہے
دل اونکو ہمارا ڈھونڈھتا ہے
نقشہ آنکھون میں پھر رہا ہے
اپنی تقدیر سے گلا ہے

۲۸۴ — ۱۳

اے نور فراق سیمبر سے
ناسور جگر میں پڑ گیا ہے

[illegible]

وصف اوس گیسو و رخ کا جو میسر ہو جاے
دم نکلجانے سے جو وہ آنکھین دکھائی مجکو
حسن دونا ہو جو بالونمین وہ چھڑکی افشان
میرے محبوب کو خواہش جو آرایش کی
اپنا ... بازو پہ جو باندہے وہ حسین
اپنی چوٹی مین جو پھولون کے لپیٹے وہ ہار
آسمان غرق ہو رو دون جو فراق مین
جوش گریہ مین تصور جو بندہے دانتون کا
مانے ہر وقت گرا ... نہین خدا یا دل

ابھی تاتار و حلب پر مرا قابو ہو جاے
معجزہ عیسی جانبخش کا جادو ہو جاے
ذرہ افشانی کا یہ چراغ شب گیسو ہو جاے
سرمہ چشم سواد شب گیسو ہو جاے
اوسکا تعویذ مجھے قوت بازو ہو جاے
زلف مشکین صنم صاف سمن بو ہو جاے
لب بام فلک شعلہ لب جو ہو جاے
غیرت سلک گہر ... ہر آنسو ہو جاے
دیکھیہ سوانہ زمانے مین کہین تو ہو جاے

یار کی راستئے قد سے جو ہم پلہ ہو
سرو گلشن یہ خجل ہو کہ ترازو ہو جاے
چشم بد دور عجب تیری سیلی ہے آنکھ
شیران انکھڑیون کو دیکھو تو آہو ہو جاے
عید ہو جاے جو وہ شکل دکھائے مجکو
ماہ شوال مجھے یار کا ابرو ہو جاے

۲۸۵ — ۱۹۰

گھر مین اوس حور کے ہونے سے بھی رکھون نہ قدم
دل بیتاب یہ اے نور جو قابو ہو جاے

ہنگام نزع ہو لی نہ یاد خدا مجھے
وقت قضا نماز ہے کر لی ادا مجھے
لگتا ہے زہر روٹھنا ہر بار کا مجھے
بھاتا نہین ہے آپ کا یہ چوچلا مجھے
حلقون پہ زلف یار کے شیدا کیا مجھے
کس کس بلا مین دل نے کیا مبتلا مجھے
عشق صنم مین یاد نہین ہے خدا مجھے
کیونکر نہ بت پرست کہین آشنا مجھے
خاک در صنم کو جو لا دے صبا مجھے
مجکو یقین ہو کہ ملے کیمیا مجھے
کروٹ ہی لیتے لیتے شب ہجر کٹ گئی
نیند آئی رات بھر نہ کوئی دم ذرا مجھے
مہندی لگا کے ہاتھ مین آیا وہ قبر پر
قاتل نے خون کا یہ دیا خون بہا مجھے
وہ رنج و غم اوٹھائے ہین مین نے فراق مین
باقی رہا نہ عشق کا اب حوصلا مجھے
کیون خاک پاک یار لگاؤن نہ آنکھ سے
کافی ہے بہر چشم یہی طوطیا مجھے
زلف دوتا کی عشق نے سودائی کر دیا
رہتا ہے روز آفتون کا سامنا مجھے
آخر مین عشق گیسوے مشکین مین مر گیا
مار سیاہ زلف صنم نے ڈسا مجھے
صیاد بیوفا سے یہ کہتی تھی عندلیب
فصل بہار آئی ہے کر دے رہا مجھے
باور نہو تو رکھدون کلیجہ نکال کر
ایجان تمسے عشق ہے حد سے سوا مجھے
کھویا جو نقد دل کو تو وہ سیمبر ملا
نقصان مین مدام ہوا فائدا مجھے
اللہ ہی بچائے گا دنیا کے مکر سے
کیا کیا فریب دیتی ہے یہ بیسوا مجھے
زنار توڑ کر جو کیا زہد اختیار
آئی شکست عہد بتان کی صدا مجھے
شرم و حیا نے لطف شب وصل کھو دیا
اونکو ادھر حجاب ادھر تھی حیا مجھے
گردش یہ چشم یار کے لیتا ہی دل مرا
پتلی سر ایک آنکھ کے ہے آسیا مجھے

۲۸۶ — ۷٠

اے نور مین نے جان دی آغاز عشق مین
معلوم ابتدا مین ہوئی انتہا مجھے

یہ مست ہے کہ ہو شرتہ تکو پسند ہوئی
کھلی حقیقت دنیا جب آنکھ بند ہوئی

غزل جو نور کی اوس مہر کو پسند ہوئی
زمین شعر بھی تا آسمان بلند ہوئی

پہنایا یار نے دل میرا اپنے بالون میں
وہ زلف طائر جان کے لیے کمند ہوئی

وہ مہروش جو نئے سیر بام پر آیا
ہوئی یہ خلق کی کثرت کہ راہ بند ہوئی

ملی جو ہونٹو نپہ مسی کھلا گل سوسن
بہار حسن کی تزئین سے دوچند ہوئی

ادا و غمزہ و ناز و کرشمہ و شوخی
ہر ایک بات مجھے یار کی پسند ہوئی

۲۸۷ — ۱۱

وہ نغمہ سنج ہون گلزار دہر مین ای نور
زبان بلبل شیراز مجھسے بند ہوئی

غیرت صبح بنارس عارض گلفام ہے
پان کا لاکھا شفق میں اودہ کی شام ہے

مائل ساغر کشی کیا ساقیے گلفام ہے
دیدۂ مخمور نرگس باغ مین ہر جام ہے

قصر تن ڈھہ جاتا ہے انسان جہان بوڑھا ہوا
چار دیوار عناصر پختگی مین خام ہے

بیقراری دل کی بعد مرگ سب جاتی رہی
چین سے سوتا ہون بعد مرگ اب آرام ہے

غیر پیتے ہین ہمین دیتا نہین ساقی شراب
گردش ساغر بھی گویا گردش ایام ہے

نامور کا نام بعد مرگ بھی مٹتا نہین
نام باقی ہے نہ دارا کا نہ اب بہرام ہے

دم نکلجاتا ہے جب وہ بھیجتے ہین خط مجھے
یار کا پیغام گویا موت کا پیغام ہے

چشم مخمور صنم پر بال جو ٹوٹے کے نہین
دیکھیے تو آہوے صحرائی اسیر دام ہے

جب چڑھائی اوسنے تیوری بس ہوئی شمشیر کیا
چین پیشانی جانان غیرت صمصام ہے

تمنے چوٹی کو جو کھولا ہوگیا عالم سیاہ
تیرگی بالون کی ہے یا یہ سواد شام ہے

۲۸۸ — ۱۵

رات دن رہتا ہے کوٹھے پر یہ بیمار وہ مسیح
غیرت چرخ چہارم نور اپنا بام ہے

دل کو اس حسن کے بحر لطافت سے جو الفت ہوگی
لطف دو نہائیں گے لطیف اپنی طبیعت ہوگی

دم یہ نکلیگا جو دم بھر بھی جو فرقت ہوگی
رنج سا رنج اذیت سی اذیت ہوگی

خط سے بیمار غم کے عجب روح کو فرحت ہوگی
سبزہ نکلیگا تو آنکھون کو طراوت ہوگی

دل کو اک ذرہ اگر دل سے کدورت ہوگی
صاف آئینہ کی صورت نہ طبیعت ہوگی

یار اگر شوق یہی ہے تجھے خود بینی کا
آئنہ کو بھی تری دید کی حسرت ہوگی

اے حسین حسن سے تیرے یہ یقین ہوتا ہے
ایسی تو یوسف کنعان کی نہ صورت ہوگی

وہ جو گھر جائیں گے اندھیرا نہ ہوگا
شام فرقت مجھے صبح شب وصلت ہوگی

طلب بوسہ ابرو میں زبان کھولیں گے
دم بھی لینے کی نہ تیغ جو مہلت ہوگی

ہجر گیسو میں سیاہی کا نہیں خوف مجھے
آہ سوزان مجھے شمع شب فرقت ہوگی

حشر ہو جائیگا پر صبح نہیں ہونے کی
شب فرقت کی درازی سے قیامت ہوگی

جان جان جمع احباب غنیمت سمجھو
منتشر زلف کے مانند یہ صحبت ہوگی

یار گلرو کی ہے بادشت کا میں دیوانہ ہوں
باغ میں نکہت گل سے مجھے وحشت ہوگی

یار کی زلف دوتا کا مجھے سودا ہے کمال
مددھری زنجیروں کی آخر مجھے حاجت ہوگی

جبر ایجان شریعت میں نہیں جائز ہے
بوسہ تب لیں گے جو صاحب کی اجازت ہوگی

۲۸۹ — ۱۵

نور کیا غم ہے جو ہے نامۂ اعمال سیاہ
حشر میں حب علی مہر شفاعت ہوگی

اٹھیے بیرحم پہ کیا خاک دل اپنا آئے
مر بھی جائیں تو اوٹھانے کو نہ لاشا آئے

آشنا کان نہیں گالیوں کے سننے کے
سخت گوئی پہ تری کیوں نہ اجنبا آئے

صورت غنچہ شگفتہ ہو دل ناشگفتہ
سیر گلشن کو اگر وہ گل رعنا آئے

دیدے پھوٹیں جو سوا تیرے کسیکو دیکھوں
لال ہو جائے زبان لب پہ جو شکوا آئے

وصل کے نام سے تیوری نہ چڑھائیں کیونکر
شرم کی بات ہے کسطرح نہ غصا آئے

درد دل کہتا ہوں اونسے تو وہ ہنس دیتے ہیں
اپنی قسمت پہ نہ کیونکر مجھے رونا آئے

لوٹ لوں اور بہار گل بیخار کا لطف
کیا تکلف ہو جو عارض پہ نہ سبزا آئے

اشتیاق خط دلبر سے ہے دم ہونٹوں پر
جان بچ جائے اگر یار کا نامہ آئے

رقص بسمل کا جو غل کا نہیں پہنچا اونکے
آپ مقتل میں وہ خود بھی تماشا آئے

گور کی شکل ہے تاریک شب فرقت ہے
چاندنی چھٹکی جو وہ چاند کا ٹکڑا آئے

ہم وہ منصف ہیں کہ خود قطع کریں پائے خرام
کوئی جوتی بھی اگر زیر کف پا آئے

بعد مرنے کے بھی احسان کیا یاروں نے
میری میت کی اوٹھانے کو احبا آئے

مرض عشق نہیں ہے مرض الموت ہے یہ
کیوں مداوے کو مرے حضرت عیسا آئے

ہم جو تھے ملک عدم میں تو تیری حسرت تھی
رنج اوٹھانے کے لیے جانب دنیا آئے

۲۹۰ | ۱۹

نور یہ بعد فنا حق سے دعا ہے میری
قبر میں مجکو نظر یار کا جلوا آئے

کیا غم سے واسطہ مجھے کل میرا شاد ہے
ہوئے وہ یاد غیر اونہیں میری یاد ہے

کیا آمد آمد گل نخل مراد ہے
جو آج عندلیب کا دل شاد شاد ہے

باطن میں اونکو میں جو فراموش ہوں تو ہوں
ورنہ وہ بات بات پہ کہتے ہیں یاد ہے

توحید یون میں جاتا ہوں درگاہ اسلیے
ای یار تمسے ترک نہو یہ مراد ہے

غیرون کو اپنی بزم میں آنے نہ دیجیے
مطلب اسی سے ہے یہی اپنی مراد ہے

نیرنگے زمانہ کا عالم نہ پوچھیے
ناشاد دل کبھی ہے کبھی میرا شاد ہے

لکھی ہے یہ غزل تری آنکھوں کی وصف میں
خوبی میں چشم حور ہی جو اسمیں صاد ہے

دم بھر فراقت اونہیں عاشق کی شاق ہے
ان روزون ایسا ربط ہی یہ اتحاد ہے

وہ بزم عید آ کے گلے سے چمٹ گئے
اب کچھ نہیں نہ اونسے نہ دل میں عناد ہے

دل سے رسول خسرو دین کا مقر ہوں میں
ہی عشق پنجتن کیسے فکر معاد ہے

دو دو پہر وہ لڑتے ہیں منہ پھیر پھیر کر
آیا جو لفظ بوسہ زبان پر فساد ہے

بیتاب ہو نہ اوس بت کافر کے عشق میں
دل کو سنبھال نفس کشی بہی جہاد ہے

وحشت ہوئی ہے آمد فصل بہار میں
اگلا برس سے بہی مجھے سودا زیادہ ہے

مہندی نہ وہ لگاتے نہ ہوتا ہمارا خون
آرائش صنم کا یہ سارا فساد ہے

درد دہیے فراق صنم کیا بیان کریں
کچھ نہ کل سے ٹیس دل میں ہماری زیادہ ہے

۲۹۱ | ۱۹

نقطہ ہے نور خال نہیں چشم یار پر
جاہل وہ جو نہ صاد کو سمجھے کہ صاد ہے

گیسوئے یار سے دلکو جو نہ الفت ہوتی
سر پہ نازل نہ بلائے شب فرقت ہوتی

شیخ ہے مجھسی تو بلا قامت کی صورت ہوتی
باعث لطف شب وصل کی ظلمت ہوتی

مر مٹے جی اٹھو ای حشر کی صورت ہوتی
آپ قامت جو دکھاتے تو قیامت ہوتی

یار کی بادہ کشی پر جو طبیعت ہوتی
اور بھی لطف ابھی اونکی صحبت ہوتی

اے حسین شوق جو ہوتا مجھے خود بینی کا
آئینہ کیا کہ سکندر کو بھی حسرت ہوتی

یاد گیسو نہ دم فکر رہی خوب ہوا
شعر کہنے میں پریشان طبیعت ہوتی

حشر ہو جاتا جو چہرے سے اوٹھاتی وہ نقاب
شام گیسو سے عیان صبح قیامت ہوتی

روح سے دل کے تڑپنے سے نہایت بیچین
ہاتھ سینہ پہ جو رکھ دیتے تو راحت ہوتی

بعد مرنے کے بھی آرام نہ آتا دل کو
گوشۂ قبر مین بھی خاک نہ راحت ہوتی

مین وہ دیوانہ ہون دیوانگی دیوانی ہے
میری وحشت سے ہی وحشت کو بھی وحشت ہوتی

آب حیوان کا مزا مثل خضر مین چکھتا
چاشنی دونون لبون کی جو عنایت ہوتی

وصل کا ذکر جو کرتا ہون تو وہ کہتے ہین
مجکو تیری انہین باتون سے ہی نفرت ہوتی

میرے پہلو مین وہ دم بھر جو کرم فرماتے
کچھ تو میرے دل بیتاب کو راحت ہوتی

سیر کو بام پہ آتا جو وہ رشک یوسف
راہ رکتی یہ خریدارون کی کثرت ہوتی

مین گلا کاٹ کے مر جاتا جو وہ گھر جاتے
سحر وصل مجھے صبح شہادت ہوتی

جب سے دیوانہ بنایا ہے پریزادون نے
میری آنکھون سے غزالون کو بھی وحشت ہوتی

ٹکٹکی باندھے ہے اگر صورت نرگس تو کیا
تیری صورت نظر آتی جو بصارت ہوتی

صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد
مژدہ اے دل کہ پس از رنج ہی راحت ہوتی

۲۹۲

حال بیتابی دل سب مین زبانی کہتا
نور اوس مہ سے جو تنہائی مین صحبت ہوتی

۱۷

بہارِ عارضِ گلگون یار دیکھ چکے
چھپائین لاکھ وہ منہ کو ہزار دیکھ چکے

سبھی معاملۂ روزگار دیکھ چکے
یہی کمال ہے ناپایدار دیکھ چکے

نہ پیش رفت گئین لن ترانیان ہمسے
جہروکون سے تمہین چھپ چھپ کی بار دیکھ چکے

ہلے نہ مہر کے مانند دل حسینون کے
تجھے بھی آہِ دل بیقرار دیکھ چکے

خدا دکھائے نہ جو رنج دل پہ گذرے ہین
تمہارے ہجر مین صدمے ہزار دیکھ چکے

دہان یار مین گنجایش کلام نہین
کلام کر کے بھی ہم بار بار دیکھ چکے

طفولیت بھی جوانی بھی عیش مین گذری
خدا کے فضل سے انکی بہار دیکھ چکے

بڑھا گھٹا کے ہمین کیا دکھائیگا اے چرخ
یہ شعبدے تو ترے لاکھ بار دیکھ چکے

نہ پیچ کھائین گے لہرا نہ ہمکو او سنبل
ہزار بار تماشا سے مار دیکھ چکے

یہ باغ سبز کسی اور کو دکھائے فلک
بہت کرشمۂ ابر بہار دیکھ چکے

غزال چشم کی کسکو ہوس ہے او صیاد
کسی زمانے مین لطف شکار دیکھ چکے

سوال بوسہ لب کا جواب تک نہ ملا
دل و جگر میں ہمارے کھٹک چکی مژگان
اڑی اوڑاؤ بہی زلفون کو اپنی جہڑی سے
پسند ہون تو اپنی چشم تر نگاہ دیکھہ
عبث تو دیکھہ رہا ہے اونہیں کر دیکھینگے

تمہارے فیض سب امیدوار دیکھہ چکے
یہ آبلے خلش نوک خار دیکھہ چکے
حلب کی سیر کرینگے تتار دیکھہ چکے
نمونۂ گہر آبدار دیکھہ چکے
اور ہر وہ اسے دل امیدوار دیکھہ چکے

۲۹۳
بلا سے سامنے خورشید ہی تو ہوا ہے نور
کہ ہم تو آئینۂ روے یار دیکھہ چکے
۱۷

اک تماشا ہے یہ ہنگام سخن دیکھہ چکے
حسن رخساروں کا اے رشک چمن دیکھہ چکے
خط کی رخسارۂ انور پہ پھبن دیکھہ چکے
اب نہ دکھلائے خدا روز جدائی ہمکو
جا سکے اوڑ کے نہ نظروں سے ترے او صیاد
نہ دیا ساتھ مصیبت میں کسی نے اپنا
بعد مرنے کے بھی دل سے نہ مٹا داغ جنون
نکہت گیسوے مشکین سے بھلا نسبت کیا
دار دنیا ہے انسان ہی سرا ہے فانی
زلف رخسار پہ بکہرائے رہو گے کب تک
کسی صورت نہ مگر وصل کی صورت نکلی
میں وہ ہوں حرف شکایت نہ زبان پر لایا
چھوڑ کر الفت گیسو ہوں فدا عارض پر
ہو گئی گنبد مینے کا رہا عذر رسا آنے میں
چمن سے گلشن عالم میں بسا رہتی ہے
جو نہ ہونے تھے ہوئے ہجر میں صدمے ہمپر

گفتگو کر کے بھی ہم انکا دہن دیکھہ چکے
ہم بہار گل نسرین و سمن دیکھہ چکے
گرد اوس ماہ کے سورج کی کرن دیکھہ چکے
جو مقدر میں تھی وہ رنج و محن دیکھہ چکے
جو گھڑی بھر کے بھی آہوے ختن دیکھہ چکے
خوب ہم الفت یاران وطن دیکھہ چکے
کہو لگا خود وہ مرا بند کفن دیکھہ چکے
سو گمہ کر نافۂ آہوی ختن دیکھہ چکے
چار دن رہ کے ہم آوارہ وطن دیکھہ چکے
شکل دکھلاؤ ہمیں چاند گہن دیکھہ چکے
فال قرآن میں بھی اے مشفق من دیکھہ چکے
صید کر کے بھی مجھے صید فگن دیکھہ چکے
چین کی سیر کریں سیر ختن دیکھہ چکے
جعلسازی تری اے عہد شکن دیکھہ چکے
ظلم اور تفرقہ پردازِ چمن دیکھہ چکے
ہم کہ مدت ستم چرخ کہن دیکھہ چکے

۲۹۴
ناز سے چل کے وہ دل چھینتے ہیں عاشق کے
یار کا فتنہ ہم چال چلن دیکھہ چکے
۱۱

نکھر کے گھری میں صبح سے وہ ہین پھر غرور شکار بیٹھے
خفا ہوئی کیا قصور کیا ہے خفا ہو کس سے بتا دو سچ سچ
بناکی زلفین جو آئی شکو کسطرح سے نہ تاب آئی
پھرا کی تیوری بگڑ بگڑ کر خفا ہوئے ہین وہ کیسے کیسے
نہین ہے غیرون سے ربط لازم کبھی تو کہتے کو میری مانو
اور نہین نہین ہے کچھ اسکی پروا بلا سے کوئی ہزار روٹھے
رقیب بد وضع ہین جہان کی نہ گھر مین آئے دو انکو اپنے
نہین ہے جو سر کی چال سے کم لباس دنیا مین عشق بازے
ہماری دل کا نہ حال پوچھو کہ دو تون سے آنا ہوا ہے
گلہ شکایت تو سب ہے بجا قدیم سے ہے یہ اونکی عادت

مزا ہو میری جو جب رع دلبر خدنگ ناز نگار بیٹھے
چھری ہے تیوری دو سحر تنہا نہ کو ہو یار بیٹھے
لیا جو گیسو کا مین نے بوسہ طمانچہ جھنجھلا کے مار بیٹھے
کہ نام اسکی ہم اونکا شب کو جو بے تحاشا پکار بیٹھے
بروان کی صحبت مین جو بھلا ہو کسطرح وہ نہ یار بیٹھے
شگفتہ خاطر گلونکی صورت ہین نہ پہر ہونگے ہار بیٹھے
فساد ہوگا ضرور رہتا جہان یہ دو دشمن جار بیٹھے
ملے نہ ہاتھون کو کسطرح وہ متاع دلکو جو ہار بیٹھے
بھلا صفا ہو وہ خاک شیشہ کہ جسپہ برسون غبار بیٹھے
ہمارا ہے نقد دل تو کہا ہے یہ مال لاکھون کا مار بیٹھے

۲۹۶

رقیب اسپند کی روش سے جلی ہین سوز الم سے کیسے
جو نور بزم طرب مین شب کو ہم آکے قرب نگار بیٹھے

۱۵

صدقے تیرے حلم کے قربان ہم ایجاد کے
آپ بانی ہین جہان مین دین کی بنیاد کی
یا علی تیری سوا کس سے ہون طالب داد کے
وصل گل ہو دن پھرے میرے دل ناشاد کے
کاٹ ڈالے جس طرح پر بلبل ناشاد کے
ذبح کے دم بے گناہی کا اظہار ہوا
گل نہ توڑے باغ کے یہ چھوڑ دی پہر کا کے وہ
پھر بلبل ہے خاک غنچہ کی اک صورت نشاط
اک زمانہ سے گرفتار طلسم چشم یار
انکی تجلی سی نہ آئی صورت مینا مجھے
آب و آتش کو کیا ہے انکی تیغ نے ہم
جو شہید تیغ ابرو ہین کٹے کیسی نکیر ہون
دار ہستی مین بھلا کیا خاک اپنا دل لگے

ہو گئے پیدا اسیر اک شے ساتھ ہی ارشاد کی
ہم ہین مومن کسطرح تابع نہون ارشاد کے
فرد کب محتاج ہین نامرد کی امداد کے
آشنا ہون کان نغمون سے مبارکباد کے
ہاتھ کاٹی جاییں بازو سے یونہین صیاد کے
پڑ گیا دہشت سے رعشہ ہاتھ مین جلاد کے
ہاتھ چومون باغبان کی لون قدم صیاد کے
خندہ گل شادیانے ہین مبارکباد کے
آنکھ کے ڈورے نہین بندہ کے ہین صیاد کے
خود فراموشی ہے اپنا قربان انکی یاد کے
دیکھ اسنے زاہد کرشمے عالم ایجاد کے
کشتہ ہو کر ہیں صاف جو ہیں بینگے فولاد کے
رہنے والے ہین قدیمی ہم عدم آباد کے

ہلگ ابرو کے اشارے سے مین کیا دل کو دو نیم
کھل گئے عالم پہ جوہر خنجر فولاد کے

۲۹۶

کس سے بعد مردن قبر مین کام آئینگے شکل کن
اور سے طالب نہین اے نور ہم امداد کے

۱۷

عین صنعت ہے ذرا دیکھو ہنر استاد کے
زاد کیسی خود وہ بانی ہین ہر اک بیداد کی
خاک نکلے جو صبا میرے دل ناشاد سے
رنگ ای دل جم گیا جب جان شیرین تند کی
ہجر مین ای رشک گل نالی کہی جائینگے ہم
کشتۂ ابرو کے زخمو نہین ہے بو تو نکی مہک
کیا گرفتاری کا غم ہو بلبل ناشاد کو
صورت قمری ہکیون اوس سرو قد کا دم بھرین
ہر رگی سے ہے کربلا خون شہید ناز سے
ایک بوسہ دیکے مجکو آج تک بھولے نہین
سا استی عقد جانان پر ہے دم بچھر کا ہوا
ہو گی آخر ایک دن قید تعلق سے رہائی
کانپ جائین مہر کی صورت دل ہر کان غم
جادۂ طاعت سے باہر ہون قدم
آنکھ ملتی ہی رگ جان مین ...
دیکھکر اونکی کمر ازرکا دہن ثابت ہوا

چشم بد دور آنکھین ہین یا دو سر ہین صاد کی
شعبدے یہ بھی ہین اک چرخ ستم ایجاد کی
فصل گل مین پھنس گیا مین دام مین صیاد کے
بیستون پر نقش ہین خون سر فرہاد کے
بند ہونگی صورت بلبل نہ لب فریاد سے
کیا ہین تمنے کھائے جوہر فولاد کے
پورے ہو جائینگے فصل گل ہین دن میعاد کے
ہین فقیر مست عالم مین مرید آزاد کے
کوچۂ قاتل سے بنے کوچے حسین آباد کے
واہ وا ایجان من صدقے تمہاری یاد کے
قمریان سب بے خانمان ہین ہم کسی شمشاد کے
زندگی سے ہے تو گذر جائینگے دن میعاد کے
اے دل بیتاب ہان معنی یہ ہین فریاد کے
جو مطیع حکم ہین بابا ہین ارشاد کے
موے مژگان ہین نشتر سے بنے فصاد کے
ہین یہ دو باریک تیر ستی عدم آباد کے

۲۹۷

اک حسین سے اک حسین کی حسن کو نسبت نہین
نور گل بوٹے ہین کیا کیا گلشن ایجاد کے

۱۵

پیرا سے نذر لیکر لقد دل سرکار مین آئے
جھپٹ کر گھر سے یون ہم کوچۂ دلدار مین آئے
مگر ستے اس طرح ہم کوچۂ دلدار مین آئے
یہان تک ہم عدم سے حسرت دیدار مین آئے

کبھی کھوٹی کھری اب جو مزاج یار مین آئے
قفس سے اوڑ کے بلبل جسطرح گلزار مین آئے
پکڑ کر جسطرح مجرم کوئی سرکار مین آئے
کہان سے دیکھئے کیسا تلاش یار مین آئے

سیہ ہاسید ہی گہمہ اوس رشک ماہ مصر کی ہے
نہ بل یار بیکہے اوس مغزلی تلوار مین آئے

خریداران گیسو کا سوا بڑھ جائیگا سودا
نکہر کر صورت یوسف جو وہ بازار مین آئے

جمال ساقی مہوش کا نشہ چڑھا اب یا
بہک کر راہ گہر کی خانہ خمار مین آئے

مری حالت پہ شبنم تو بہائے رات بہر آنسو
پسینا تک نہ چشم نرگس بیمار مین آئے

نہ بیکس ہوگا ہمسا کم کوئی تنہائی مین دنیا کے
ہمارے مے مین ہم اس مصر مینا کار مین آئے

جو بوسہ مانگتا ہون ہونٹ کا منہ کر کے کبھی آ
لگایا منہ جو مین نے تم نہایت پیار مین آئے

فراق یار مین آرام سے مطلب نہین ہمکو
نہ راتون کو بھی خنداب دیدۂ بیدار مین آئے

بھرا یا جرم ہون گو پر تری رحمت پہ نازان ہون
نہین کچھ عذر جو کچھ خاطر سرکار مین آئے

نہ نکلا ایک بھی یاقوت لعل لب کی رنگت کا
نگین ہون تو بہا ہون جوہری بازار مین آئے

تمہاری گیسوی عنبر فشان کی بو اگر بیچے
ختن سے صاف نکہت مشک کی تاتار مین آئے

۲۹۸

نہ پئے گلگشت ہنگام سحر وہ گل جو آئے
بہار آئے نور پھر بعد خزان گلزار مین آئے

۱۰

بوسہ پہ شب وصل مین تکرار جو نکالی
حجت یہ نئی آپ نے اپنے یار نکالی

ہم سی کی طرح شکل نہ پھر ہم سے دکھائی
کیا خوب مری حسرت دیدار نکالی

یہ شوق شہادت تھا کہ سر مین نے جھکایا
اوس ترک نے جب میان سے تلوار نکالی

گلشن مین چھپا ہوگی روش دامن گل مین
یون اے گل تر صورت دیدار نکالی

سب بوسہ لیے منہ کا نہین رنج کا مین بھی
گالی جو زبان سے کوئی اے یار نکالی

پامال کیے ویسے ہی دل نازنین سے
انکھیلیون کی اور یہ رفتار نکالی

پھر صحبت اغیار کا مذکور ہے لب پر
پھر بات وہی رنج کی اے یار نکالی

دو بجلیان مین کوندہ رہین سینہ مین گویا
انگیا تو قیامت کی ہے زرتار نکالی

سودا ہے زلفون کا خریدارون کو ایک آہ
گھر سے جو گردن سر بازار نکالی

۲۹۹

خورشید کی سب گرمیان پھر ہو ہینگی ٹھنڈی
ہے نور اگر آہ شرربار نکالی

۱۱

تجھ سا مفلس ہے کہان [illegible]
گھوڑے کو چیل [illegible] گذر [illegible] عالم مین کہان [illegible]

[illegible]
[illegible] لعل لب [illegible] رنگ گل [illegible]

نہین خورشید کو نسبت رخ پر نور دلبر سے
کرے تشبیہ دون فرقت ہلال اپنی جسم لاغر سے

زبان کو آشنا ان لکری گر شمع حید سے
تمہاری عارض پر نور پر کیونکر نظر ٹھہرے

ہمین بوسہ دو اک اپنی عرق آلودہ ابرو کا
نہایت خوشنما ہی انگمہ مین سرمہ کا دنبالہ

دہان تنگ کو غنچہ سے دونا تنگ پاتا ہون
زمین ہی لرزہ مین مردی قبر دن سے نکلے ہین

ہوا ہون زرستی قد جانان پر مین شیدائی
نظاری کو جمال یار کے آنکھین ترستی ہین

نمین لخت جگر آنکھون سے ٹپکی ہی مدد مین
جواب نامہ کیا یار کو گھر تک لگا لایا

نہان سے آمد نون ہو آفتاب حسن آنکھون سے
فراق یار مین اس درجہ گل کھاتے ہین

جو ہل جو ہری مفلس کبھی او کو
غلش مژگان جانان کی نہین

بنا کر آئنہ کو خود نمائی انکو سکھلائے
برنگ سیر آتا ہی وہ جگر مین دریا

خجل خط شعاع مہر سے زلف معنبر سے
فزون کاہیدگی ہی آج کل اک تار بستر سے

تو لازم ہے دہن کو پاک کرے آب کوثر سے
ملائے آنکھ کیا کوئی بھلا خورشید انور سے

بجھا دو پیاس اے صفاک عالم آب خنجر سے
ہوا ہے تیغ کا جوہر نمین ہندی کا جوہر ہے

کمر اوس گل کی نازک ہی رگ برگ گل تر سے
مرا نالہ نہین فرقت مین کچہ کم صور محشر سے

قیامت قمری دل کو تعشق ہے صنوبر سے
نکلتا ہی نہین ہے صورت آئینہ وہ گھر سے

تڑپ کر مچھلیان باہر نکل آئین ہین کوثر سے
ہمارے نامہ بر کا معجزہ کم ہے پیمبر سے

نہ کیون عنبر افشون دن کا دیدہ عشاق ہی تر سے
تن پر داغ اپنا کم نہین طاؤس کے پر سے

گلون کا ہاتھ خالی کب رہا گلزار مین زر سے
مرا لکھا ہی دل کھا لیا کو خار نشتر سے

نہ کیون عشاق کو نفرت ہو ایجاد سکندر سے
چھپا لین منہ حباب بحر سب پانی کی چادر سے

تڑپ کر شکل بسمل صبح کی ہے بستر غم پر
کوئی تحفہ سحر یار یوسف قمر منظر سے

بوسہ نہ کیون ہمیں دل
کیا اثر لائے آنکھ کوئی اوس بت سفاک سے
بے ثباتی نشر پر چار عنصر ہین دلیل
خاک سا بہتا بلغ عالم مین نشہ کو جلے سے
صاف اک تیغ نگہ سے دل سکے و نگہ

زلف اس شانہ کو کسے زلف بت چالاک سے
دل لرزتا ہے برنگ بید جسکی دہشت سے
ہے مرکب آتش و آب و ہوا و خاک سے
سر شجر کی منہ ونما ہی خاک سے
کوئی صفائی اوس بت سفاک سے

ہجر مین اسکے مر جو بیٹھا یا نہ مین نالی کرون
الامان کا شور پیدا ہو ابھی افلاک سے

ہجر مین اوس بحر خوبی کا جو بہنا یاد آئی
اشک کا دریا بہا ہون دیدۂ نمناک سے

بند انگیا کے شب وصلت جو کھولے یار نے
نخل الفت کی گرہ پیدا ہوے شاماک سے

ہمکو بھی سودا ہے چشم و گیسوے محبوب کا
ہین غزالان حرم کچہ آج وحشت ناک سے

ہجر مین اوس مہ کے سرگردان پھرتے ہین ہم
ہر زمانہ گردی کم نہین ہے گردش افلاک سے

ملتفت نہ ہی اسپر نگاہ ناز کا
باندھ لے اس کشتۂ مشتاق کو فتراک سے

تیرے دانتون کی سبب لایا ہوا حاصل عروج
ہے خجل تار شعاعی رشتۂ مسواک سے

١٣٠١

جسم خاکی خاک ہو جائے نہ کیون بعد فنا
نور سے انسان کا پتلا بنا ہے خاک سے

١٧

حسن و جمال یار سے دل شاد کیجیے
معشوق کیجیے تو پری زاد کیجیے

داؤد کا دکھائیے اعجاز آپ بھی
آہن کو موم موم کو فولاد کیجیے

سودا ہوا ہے گیسوے عنبر شمیم کا
کاکل سے کھینچکر الف آزاد کیجیے

اے شاہ حسن آپ کا بندہ غلام ہے
اس عبد باوفا کو نہ آزاد کیجیے

مشک ختن جو زلف کو باندھا خطا ہوئی
عفو قصور عاشق ناشاد کیجیے

باغ جہان مین بلبل بے خانمان ہین ہم
اے گل نہ مثل بو ہمین برباد کیجیے

ہمکو سوال وصل کا کچہ دیجیے جواب
منظور جو حضور ہو ارشاد کیجیے

تشریف خانہ باغ مین دم بھر کو لائیے
ہمکو نہال صورت شمشاد کیجیے

کرتا ہے یہ حضور کے قد سے برابری
سرو سہی کو باغ سے آزاد کیجیے

وہ ہم کہان وہ آپ کہان [illegible]
بھولی ہی لیلی نہ مجنون کو یاد کیجیے

دل لیجیے ہاتھ مین بت تنگ مزاج کا
عنقا کو صید صورت صیاد کیجیے

سنتا ہے کب فقیر کی وہ بادشاہ حسن
اے دل ہزار نالہ و فریاد کیجیے

آگاہ واقعہ سے ہون آب حیات کے
بوسہ کوئی تو ہونٹ کا امداد کیجیے

مانے نہ مانے چھیڑ سے نہ چھوڑ سے وہ ضد سے
کیونکر ہر گھڑی لجاجت صیاد کیجیے

تخت جگر کو نعل کی جا پر لگائیے
اک نو رتن مین آپ یہ ایجاد کیجیے

کرتا ہے عرض حال [illegible] حضور سے
تنہائی مین کبھی تو ہمین یاد کیجیے

٢٠٢

نالون نے آسمان کو سر پر اوٹھا لیا
لے اے نور بند اب لب فریاد کیجے

٩

دن کی امید نہین ہوتی جو شب ہوتی ہے
ہجر محبوب مین تکلیف غضب ہوتی ہے

آشنا لب سے اگر بنت عنب ہوتی ہے
بیخودی لذت وصلت کا سبب ہوتی ہے

چشم عاشق مین نکمہو نکمہو زمانہ اندہیر
الفت گیسوے شبرنگ غضب ہوتی ہے

گالیان دیتے ہین مین لیتا ہون بوسے منہ کے
ہیبت گوئی سبب ترک ادب ہوتی ہے

ذائقہ تا دم مردن نہین جاتا دل سے
وصل کی شب بھی عجب لطف کی شب ہوتی ہے

دن نکل آتا ہے رخ سے جو اوٹھاتے ہین نقاب
زلف عارض پہ جو آجاتی ہے شب ہوتی ہے

خوف عشاق کی نالون سے تمہین لازم ہے
آہ مظلوم کی جو اثر غضب ہوتی ہے

آبلہ دل کا ٹپکتا ہے خدا خیر کرے
شب اس ہجر مین رہ رہ کے غضب ہوتی ہے

٣

ناک کاٹے سے گئے نور شب تار فراق
خیر ہے عمر غضب ہجر کی شب ہوتی ہے

١٧

اور کیا الفت مہرو مین دلا ملتا ہے
سر کھا کے داغ جنون ہوش ربا ملتا ہے

راہ عشق مجازی ہے حقیقی کی دلیل
عشق کامل جو بتون سے ہو خدا ملتا ہے

کیون یہ بیکار رہا سینہ مین دل عاشق کو
داغ دیتے ہین جو مہرو انہین کیا ملتا ہے

مین جو کہتا ہون جو انکو تو وہ یہ کہتے ہین
گالیان کھانے مین کچھ تجھکو مزا ملتا ہے

رگ گل تو کمر یار سے اشبہ ہے کمال
دہن تنگ کا غنچہ سے پتا ملتا ہے

فرقت یار مین اتنا بھی نہ گھبرا اے دل
جو بچھڑ جاتا ہے اک روز وہ آملتا ہے

کس زبان سے کرین ہم شکر تری رحمت کا
کہ کہہ ہم جو مانگتے ہین اوس سے سوا ملتا ہے

شوق کہتے ہین اسی شوق شہادت میں ہے
دوڑ کر تیغ سے قاتل کے گلا ملتا ہے

داغ دل ہوتے ہین از راہ خوشی سے زائل
جب گلے سے مرے وہ ماہ لقا ملتا ہے

ناوک فکر سے کرتا ہون مین عنقا کو شکار
کمر یار کا مضمون جو نیا ملتا ہے

کہولتا ہے گرہ دل کو وہ ناخن کیطرح
یار کیا ملتا ہے اک عقدہ کشا ملتا ہے

لوٹیا جاتا ہے آنکہون مین لگاتی عشاق
نہین دامن گل کا غبار کف پا ملتا ہے

دیکھکر ہوتی ہے تسکین شب ہجر مین دلکو
چاند مین یار کا نقشہ جو ذرا ملتا ہے

تلخی مرگ سے کم چاشنی ہجر نہیں
دل ہی واقف ہے زبان کو جو مزا ملتا ہے

پھول ہر رنگ کے گلزار میں ہوتی ہیں لیکن
کب کسی رنگ میں رنگ کف پا ملتا ہے

حال ہر کبک کے کسطرح نہ وارفتہ ہوں
اونکی رفتار کا انداز ذرا ملتا ہے

۳۰۴
یار کے دل میں کدورت کا نہیں دخل اے نور
صورت آئنہ وہ سب سے صفا ملتا ہے

دور آنکھوں سے ہوئے پاس کی آنیوالے
منہ چھپانے لگے صورت کو دکھانیوالے

حال دل میں جو سناتا ہوں تو وہ کہتے ہیں
تم سلامت رہو باتوں کے بنانے والے

ترک کرتے ہو ملاقات تو یہ یاد رہے
ہمسے ملنے کی نہیں ناز اوٹھانے والے

کس سے خوابیدہ گئے بخت کی فریاد کریں
شام سے سوتے ہیں راتوں کو جگانے والے

فاتحہ کو وہ سر قبر جو آئے تو کہا
خاک میں مل گئے الفت کی جتانے والے

نزع میں دیکھکے عاشق کو وہ رو کر بولے
رو بیٹھے جاتے ہیں مر کر آج منانے والے

آپ کو اتنا سمیٹے ہوئے کیوں بیٹھی ہو
بے اجازت نہیں ہم ہاتھ لگانے والے

خندۂ گل سبب گریۂ عاشق ہوگا
ایکدن مجکو رولائینگے ہنسانے والے

۳۰۵
نور کو اپنے نہ اک جام سے رکھنا محروم
اے مرے ساغر کوثر کے پلانے والے

۱۱

صبا بھی پھر کے ادھر سے ادھر نہیں آتی
کسیطرح غرض اونکی خبر نہیں آتی

فغان و آہ لب خشک پر نہیں آتی
دل غریب کو فریاد کر نہیں آتی

ہمیشہ طالب دنیا ہیں پر نہیں آتی
کبھی فلاح کی صورت نظر نہیں آتی

قریب و دور سے دیکھا نظر نہیں آتی
کچھ اپنی فہم میں اونکی کمر نہیں آتی

اگرچہ میں وطن آوارہ ہوں مگر لیکن
کبھی شکایت رنج سفر نہیں آتی

وہ کیا پھرے کہ زمانہ ہی پھر گیا مجسے
مجھو تو موت بھی اے نامہ بر نہیں آتی

یہ کیا علاج کرینگے کہ ان طبیبوں کو
دوا سے سوزش داغ جگر نہیں آتی

یہ کسکے گیسوئے مشکیں کا مجکو سودا ہے
کہ نیند بھی مجھے اب رات بھر نہیں آتی

یہ غش پہ غش مجھے آتے ہیں تیری فرقت میں
کہ جان جسم میں دو دو پہر نہیں آتی

شب فراق میں نالاں ہیں سب طیور مگر
صدائے نالۂ مرغ سحر نہیں آتی

٣٠٦ — ١١

ہزار اشک مسلسل بہا ہے اسے نور
پسند اونکو یہ سلک گہر نہیں آتی

عبث رنج اے ماہ زیبا نہیں ہے — طریقہ برا ہے یہ اچھا نہیں ہے
تڑپتا ہوں میں اور تم ہنس رہے ہو — خدا سے ڈرو یہ تماشا نہیں ہے
وہ کہتے ہیں شکل اپنی دکھلا کے ہمکو — یہ وہ چاند ہے جسمیں دھبا نہیں ہے
جسے چاہیں گے اوس سے الفت کرینگے — کہ دلبر کسیکا اجارا نہیں ہے
گلا ہے فقط اپنی قسمت سے ہمکو — مگر کچھ حسینوں سے شکوا نہیں ہے
مرا دل نہ توڑو مرا دل نہ توڑو — یہ گھر ہے خدا کا کلیسا نہیں ہے
وہ کہتے ہیں بوسہ اگر مانگتا ہوں — مجھے اختلاط ایسا بھاتا نہیں ہے
گلے سے لگا کر وہ کہنے لگے کیوں — کہ ابتو کلیجہ اوچھلتا نہیں ہے
تمہاری محبت میں ہم جان دینگے — یہ ٹہرا نہیں ہے یہ فقرا نہیں ہے
بہتوں سے بھلائی کی امید اے دل — برائی کریں تو اچنبھا نہیں ہے

٣٠٧ — ١٥

وہ اے نور غمزے کرینگے ہزاروں
محبت جتانا بھی اچھا نہیں ہے

لیے شیشہ بغل میں ہاتھ میں پیمانہ آتا ہے — عجب انداز سے ساقی سوے میخانہ آتا ہے
جلانا عاشقوں کو صورت پروانہ آتا ہے — نہیں کچھ اور تمکو ناز معشوقانہ آتا ہے
بھر آتا ہے مرا دل اشک آنکھوں سے نکلتے ہیں — جہاں محفل میں ذکر شیشہ و پیمانہ آتا ہے
بہت سوتا ہوں ڈھاڑیں مار کر بربادی دلبر — جو وحشت میں کوئی پیش نظر ویرانہ آتا ہے
مجھے آتے جو دیکھا ہنس کے بولا وہ پری پیکر — کہو پھر مغز کھانے کو مرا دیوانہ آتا ہے
نگاہ شوق میں اوسکا رخ انور یہ ٹھہرا ہے — گرا ڈر کر شمع پر کس شکل سے پروانہ آتا ہے
تو وہ رزاق ہے مرزوق کو بھوکا نہیں رکھتا — دہن میں آسیا کے روز اوڑکر دانہ آتا ہے
قضا آئی نہیں آیا ہے دل خیار روشن ہے — کہ مرجانے کی خاطر شمع پر پروانہ آتا ہے
ابھی کم سن ہیں دنیا کی فریبوں کو وہ کیا جانیں — فقط اونکو ادا و ناز معشوقانہ آتا ہے
تڑپتا ہے فراق برق وش میں دل شیدا — لبوں تک نالۂ سوزاں جو بیتابانہ آتا ہے
تو ہو ہی شمع بزم حسن عاشق جان دینے کو — ہتھیلی پر دہر کے سر صورت پروانہ آتا ہے

نہ مینائے فلک مین کوئی ہوگا مجھسا بدقسمت
خم محراب کعبہ جانکر جھکتا ہون سجدے کو
تڑپ جاتا ہے دل جب برق گردون پر چمکتی ہے

شریک دور ہون لب تک نہین پیمانہ آتا ہے
نظر جب دور سے مجکو در بتخانہ آتا ہے
خیال شعلۂ رخسارۂ جانانہ آتا ہے

٣٠٨
جہان اے نور محفل دیکھتا ہون مین حسینونکی
قلق ہوتا ہے اونکا یاد خلوت خانہ آتا ہے
١٣

غنچہ نہ کوئی بوٹہ نسرین نہ نسترن ہے
آیا ہون تنگ ایسا اوس ماہ وش کے ہاتھون
دیتے ہو گالیان تم بوسے کے مانگنے پر
کس شے سے بدل بدل کے کیا عطر مل رہا ہے
موسم بہار کا ہے بلبل چہک رہی ہین
کاجل نہین دیا ہے آنکھون مین اوس حسین نے
قبرین جو شمعون کی کہودی گئین تو دیکھا
جاتے نہ ہے اوس حسینا کی اندھیر ہو گیا ہے
شیرین کلامیون کی دل کی مزے اوٹھائے
فتنے ہزار برپا ہوتے ہین ہر قدم پر
دل اپنے کہا جو دیکھے چوٹی کے بال منہ پر
مجبور ہین وہ اپنے دل سے ہمکلام کیونکر

باد خزان چلی ہے اوجڑا ہوا چمن ہے
پیرزہ کتان کی صورت یکلخت پیرہن ہے
کہوئی سنار ہے ہوا جیا جنین چلن ہے
انجام کار غافل کافور ہے کفن ہے
نشو نمائے گل سے نکھرا ہوا چمن ہے
کیا قہر ہے اسیر دام بلا برہنا ہے
بوسیدہ ہڈیان ہین خاکستری کفن ہے
ٹوٹے ہوئے ہین ساغر گل شمع انجمن ہے
مصری کی اک ڈلی ہے جو یار کا سخن ہے
سب سے جدا تمہاری رفتار کا چلن ہے
خورشید ابر مین ہے یا یہ سر بگمن ہے
مشکل ہے بات کرنی تنگ اسقدر دہن ہے

٣٠٩
گالی وہ تو روینگے تو ہم بھی بوسہ لینگے
وہ بے زبان اگر ہین بندہ بھی بیدہن ہے
٢٥

وہ ماہ آفتاب سما ہو کمال ہے
کس مرتبہ فروغ پہ اونکا جمال ہے
سچ کہیے کسکی فکر ہے کسکا خیال ہے
اوس گلبدن کی طرفہ زمانی سے چال ہے
زیبندہ تیرے ابرو سے جانانہ خال ہے
آنکھون کو بوئے زلف کا سودا کمال ہے

مہتاب دونون گال ہین ابرو ہلال ہے
رخسار صاف آئینۂ بے مثال ہے
چہرے سے صاف آپ کے ظاہر جلال ہے
ہر ہر قدم پہ ضرر بغۂ دل پایمال ہے
محراب کعبہ مین ہی مقام بلال ہے
پابند دام نکہت مشکین غزال ہے

جاتے ہوئے ہی دیتے گئے مجکو گالیان
سارے جہان سے ادنکی صبا بول چال ہے

ابرو نہین ہین عارض پر نور یار پر
ہے طرفہ حسن چاند کے منہ پر ہلال ہے

اک بوسہ اپنے حسن کی خیرات دیجیے
لازم نہین جواب سخی سے سوال ہے

دیکھے گلوریان مجھے دانتون سے کاٹ کر
میرا ادھار آپ کے منہ کا اوگال ہے

بازار حسن مین نہین محبوب دل پسند
کیا حسن گندمی کا زمانے مین کال ہے

آیا برائے سیر گلستان وہ سرو حسن
فیض قدم سے نخل تمنا نہال ہے

اس حسن عارضی پہ تکبر نہ چاہیے
اے ماہ ہر کمال کو آخر زوال ہے

کہتا ہون ماہتاب کو گردون پہ دیکھکر
یارب یہ کس حسین کا پر نور گال ہے

اظہار سوزش تپ ہجران فضول ہے
ظاہر ہے جو حضور مرے دل کا حال ہے

ساقی پلا شراب کہ دن ہین شباب کے
رندون کو کب خیال حرام و حلال ہے

کیونکر گزین نہ یہ بت کافر شہید ناز
مذہب مین انکے خون مسلمان حلال ہے

غافل خیال چاہیے روز حساب کا
درپیش بعد مرگ جواب و سوال ہے

منہ سے حضور یار نکلتی نہین ہے بات
مین اور ایسے ہمکلام ہون یہ کیا مجال ہے

باندہی ہے کس کے قتل پہ اوس شوخ نے کمر
تلوار برق طور ہے مہتاب ڈہال ہے

ہر سر قدم پہ لیتے ہین دل صورت حنا
اے سرو ناز حسن عجب تیری چال ہے

پہنچی کہان یہ ابرو و چشم نگار پر
بدمست زیر تیغ ہلالی غزال ہے

تنتی ہزار رشک کہ کاٹنے مری لگی
خاک مزار سرمۂ چشم غزال ہے

ثابت ہوا یہ سرمہ کے دنبالہ سے ہمین
یہ عینی ہوا یہ سحر کا پٹہ غزال ہے

۳۲۰

بے اذن مین نے گیسوئے محبوب چھو لیا
قابل سزا کے نور مرا بال بال ہے

۱۷

تڑپایا دل کو یاد گل روئے یار نے
کیا کیا دیے ہین خار چمن مین بہار نے

بیچین کردیا مجھے چھوڑ کے یار نے
سنبل پہ ایک لطف دکھایا بہار نے

ناز و ادا نے غمزے نے انداز یار نے
مارا ہے بیقصور انہین تین چار نے

روشن ہے بعد مرگ مری بیکسی کا حال
آنسو بہائے قبر پہ شمع مزار نے

بلبل کو فصل گل مین اسیر قفس کیا
طرفہ کھلائے گل یہ چمن روزگار نے

مدتہا سے کہا جو وصل پہ راضی ہوا وہ بت
مجھ پر کرم کیا مرے پروردگار نے

وہ گل وہ سبزہ رنگ کی کیفیتیں کہان
پامال کر دیا فلک کجمدار نے

الجھن وفور شوق سے محفل مین سوا ہوئی
انگلی سے ضعف کو جو رگے وہ سنوار نے

چشم جہان سے صورت عنقا نہان ہوئین
معدوم کر دیا ہے مجھے جسم زار نے

پستان نے بہوق حسن کا عالم دکھا دیا
انگیا لگی جو وصل کی شب وعدہ دار نے

آیا نہ پھر سیر لب بام جب وہ ماہ
بیتاب ہو گئے اوسکو لگا دل پکار نے

جتنا بڑھا مین اوتنا ہی نظرون سے گر گیا
مجکو سبک کیا مرے کوہ وقار نے

پنجہ کو رشک پنجۂ مرجان بنا دیا
مہندی لگا کے دست نگارین یار نے

سوز تپ فراق سے جلتی ہین ہڈیان
وق کر دیا ہے آتش ہجر کے بخار نے

وہ رشک گل جو سیر کو گلزار مین گیا
کیا کیا چمن مین شور مچایا ہزار نے

کیا پوچھتے ہو عشق سے پائی کا ذائقہ
لوٹا ہے آبلون کا مزا نوک خار نے

کیا کیا نہ کوہ طور پہ کہین لن ترانیان
موسے سے نور شکل دکھائی نہ یار نے

دردِ شب فرقت کا مداوا نہیں کرتے
ایسے ہین مسیحا مجھے اچھا نہیں کرتے

پورا وہ کبھی وصل کا وعدہ نہیں کرتے
کیا کیا وہ بہانے آنے مین حیلا نہیں کرتے

مین آہ بھی جو کرتا ہون تو کہتے ہین بگڑ کر
اتنا بھی کسی دوست کو رسوا نہیں کرتے

ملطلب اتنا بھی غیرون سے بڑھانا نہیں لازم
سچ کہہ دین برا مانو کے اچھا نہیں کرتے

بیتاب مجھے دیکھ کے کس ناز سے بولے
کیون ہجر مین تم دل کو سنبھالا نہیں کرتے

کہتے ہین منہ مین جو کچھ آتا ہی اوسکے
بیباک ہین وہ پاس کسی کا نہیں کرتے

اے دل ہین یہ سب یار کی منہ دیکھی کی باتین
برسون بھی نہ آئین تو وہ پروا نہیں کرتے

دکھلاتے ہین عالم کو بہار چمن حسن
کس کس کو گل رخ یہ ہوس شیدا نہیں کرتے

موسے کی طرح مجکو بھی شکل اپنی دکھاؤ
مشتاق سے دیدار کا پردا نہیں کرتے

ڈرو ہراتے ہین غیرون سے مری خط کی حقیقت
اے نور وہ کیا مرا لکھا نہیں کرتے

خفا جس پر نہ ہو سے وہ ماہ سبب ہے
تعجب ہے کہ سبب ہے اولجھن غضب ہے

ہوں گر آج ہم کے جسم بجا ہے
پھرے ہم کیا کہ عالم پھر گیا ہے
جو ہر برگ گل چمن میں دیکھتا ہوں
زکاوت آب کی نشتر غذا ہے
دہن کان جواہر یار کا ہے
مئے گلرنگ و مینائے بلوریں
نہ کیوں جامے سے باہر ساقیا ہوں
لبوں پر جان ہے دم توڑتا ہوں
تمہیں عادت ہے گر جور و جفا کی
تامل ہے جو مجھسے گفتگو ہیں
لیا جاتا ہے دل ہر ہر ادا پر

کہ وصل ساقی مہرو کی شب ہے
زمانہ دشمن جان بے سبب ہے
تو کہتا ہوں کسی گل کا یہ لب ہے
ہماری جان پر نازل غضب ہے
کہ ہمیرے دانت ہیں یاقوت لب ہے
جو ساقی ہی نہیں بیکار سب ہے
مزے گھر آمد بنت عنب ہے
ابھی تو مختصر قصہ ہی اب ہے
ہیں رنج و الم سینے کا ذہب ہے
رو کے کس بات پر ہو گیا سبب ہے
قیامت ہے تلہ چیتوں شوق سب ہے

۲۱۲

یہ سچ ہے عشق تو ہے سہل اے نور
شب فرقت کا پر صدمہ غضب ہے

۱۷

لعل میں یار کے وہ شراب ارغوانی ہے
نہ وہ چہلیں نہ وہ جلسے نہ وہ عہد جوانی ہے
نہ بعد مرگ بھی جائیگا دل سے داغ فرقت کا
وہ شمع انجمن ہیں اکثر کان دہر کی ہم غریبوں کی
جیسے جاتے ہیں سگے دل دینگے جبا ہم ہیں کیسا
ہوا ہے اسقدر مشہور اپنے عشق کا قصہ
مزے لوٹیں نہ ہم کیونکر میسا سارو سامانی ہے
لگا لی کو لگا دے منہ سے ساقی جام کو ہے
سنو گر حال بیتابی دل آنسو نکل آ ہیں
یہ حالت ضعف سے ہے سانس لینا ہم غش کی ہر
وہ صورت دیکھ کر عاشق کی بےچین ہے
سے ... رحمت کا نہیں ... سو دنیا میں

شب وصلت بڑا دن ہے خوشی ہر جا یہ پائی ہے
نہ وہ ہم ہیں نہ وہ دن ہیں نہ وہ اب یار جانی ہے
قیامت تک ہمارے پاس اونکی یہ نشانی ہے
عنایت ہے نوازش ہے کرم ہے مہربانی ہے
ہمارا کشور دل ایک مدت سے اجانی ہے
کہ جس جا ہیں یا سنتے ہیں ہماری ہی کہانی ہے
شب مہتاب ہے گر ہے چمن ہے یار جانی ہے
یہ دن ہیں ولولوں کے جوش پر اپنی جوانی ہے
عجب پر درد قصہ ہے عجب غمگین کہانی ہے
پڑے ہیں جان سکلانے قیامت ناتوانی ہے
شب فرقت سے صدمہ ہے جو رنگت زعفرانی ہے
یہ گھر ہے کہ چمن سعد کی سہانی ہے

فراق یار مین ہو اسقدر مین جان دینے پر
نہین ہے شغل پہ شغر درکار عمر جاودانی ہے

حقیقت سنکے عاشق کی ترحم آگیا اونکو
پیمبر کی طرح قاصد مین بہی معجز بیانی ہے

عجب عالم رخ گل پر ہی قطرون سے شبنم کے
کہ جیسے ہے پسینہ خجلت سے شبنم پانی پانی ہے

نہ کیونکر شام سے سوئین دو پٹہ لیکر وہ منہ پر
یہ عالم بیخودی کا ہے یہ ہنگامہ جوانی سے ہے

۳۱۴ وہ کہتے ہین مجھے بہی نور تجہسے اک محبت ہے
نہ ہو اے دل ہو جو نازان یہ اونکی خوش بیانی ہے ۱۰

دونا فروغ یار ہے حسن و جمال سے
ہوتی ہے ماہ نو کی ترقی کمال سے

جز رنج کچہ حصول نہین قیل و قال سے
کیا فائدہ حضور جواب و سوال سے

بوسہ جو مانگا یار نے ہنسکر دیا جواب
سچ تو یہ ہے کہ مجکو ہے نفرت سوال سے

دل کو خیال گیسوے جانان غضب کا ہے
اس صید کو بلا کی محبت ہے جال سے

یہ آرزوے دل ہے اگر وہ الگ ملین
ہونٹون سے ہونٹ گال ملون اونکی گال سے

قانع ہے گر تو نعمت عظمیٰ سمجہ اوسے
ملجائے نان خشک جو اک کل حلال سے

جتنی ہوون سے حسن رخ یار بڑہ گیا
ہے لطف آفتاب دوچندان ہلال سے

مضمون میان یار کا باریک ہے بہت
نازک ہے بات کیون نہو باہر خیال سے

محبا ہی تجہے نہین کوئی جہان مین
آگاہ دوستون سے نہین اپنے حال سے

دنیا کے کمرتے نہین آرام ایک کو
ہر نوجوان تنگ ہے اس پیر زال سے

۳۱۵ کیا نور جلد ترک ملاقات ہوگئی
دو دن بہی نہ اوس بت شیرین مقال سے ۱۳

دل کو جب سے عشق ہے اوس بت گلفام سے
صبح تک اوجہن رہا کرتی ہے مجکو شام سے

تذکرہ سنکر مرا کس ناز سے کہتے ہین وہ
اور کچہ باتین کرو نفرت ہے اسکے نام سے

رنگ لائین لاکہہ کب مٹھی مین ہوتا ہے اسیر
طائر رنگ حنا کو کیا غرض ہے دام سے

مہر خاموشی ہے گویا شرم اوس محبوب کی
چپ سی لگ جاتی ہے اونکو وصل کی پیغام سے

گلشن عالم مین تمسا نازنین کوئی نہین
گل کو کیا نسبت تمہاری پہول سے اندام کے

ہے شراب لالہ گون یا شربت عناب ہے
ساقیا جو لب جدا ہوتی نہین ہین جام سے

ڈبڈبائی آنکہہ پر ہنستی نئی سوجہی مجہے
کردیا صانع نے روغن کو جدا بادام سے

رنگ تو خنجر کی صورت سے بدلتا ہے سدا
شام وصلت میں خیال صبح فرقت ہے ضرور
بے محبت بے مروت خود غرض نا آشنا
ساقیا اس دور میں جی بھر کے ہم پی لیں شراب
اے خوشا زانو کہ جس زانو پہ زانو ہو ترا

تنگ آیا ہوں نہایت چرخ نیلی فام سے
چاہیے آغاز میں ڈرتا رہے انجام سے
سابقہ خالق نہ ڈالے اوس بت خودکام سے
بھر دی بوتل کی عوض جلو ہمارا جام سے
صدقے اون ہاتھوں کی جو مس ہوں ترے انعام سے

۱۶

دم یہ بن جاتی ہے پڑھ کر تو خط اوس شوخ کا
کم نہیں پیغام وصلت موت کے پیغام سے

۱۵

جہاں تک حسن کا دعویٰ کرے وہ مہر زیبا ہے
جنوں کا جوش ہے یا چاک گریباں کا تماشا ہے
نہیں چشم سیاہ یار میں محشر کا ڈورا ہے
کوئی تسکین کی صورت بتاؤ گر مسیحا ہو
کیا ہے یار کے اولجھے ہوئے گیسو نے دیوانہ
نہیں ہوئے کمر سایہ ہے موے زلف پیچاں کا
صدا قلقل کی سنکر مر گیا وہ رند میکش ہوں
دل عاشق کو کب پہچان تاب لن ترانی ہے
عاشق کیونکر یہ غیب کہنے جو سیہ ہو عاشق کو
کبھی تو ایک دو بوسہ مونٹ کا ہمکو عنایت ہو
چمک ظلمات میں برق جہندہ کی قیامت ہے
گرفتاری ہے دل کی کیا ہنسے کوئی کہ مٹھی میں
ہوا ہے ٹ دیکھکر پستان کی یہ ہیبتی کہی میں نے
وہ لاغر ہیں کہ پوشیدہ ہیں چشم وہم انسان سے

پری ہے حور ہے یوسف لقا ہے ماہ سیما ہے
بہت اس ہیچ دنی کے ہاتھ سے دل تنگ آیا ہے
یہ سفاکی کا پائے قاتل عالم میں بابا ہے
مری بر میں برنگ مرغ بسمل دل تڑپتا ہے
سلجھنا اسکا ہے دشوار یہ آفت کا جھگڑا ہے
بہت باریک مضموں ڈھونڈھ کر ہمنے نکالا ہے
تمہارے ہجر میں کوسوں رحیل آوازمینا ہے
بہت دیدار کی مشتاق اب چشم تمنا ہے
یہ وہ کانٹا ہے جو دل میں مرے اکثر کھٹکتا ہے
تمہارے لعل لب پر تو توں سے دانت اپنا ہے
غضب چلی میں نظر نقرئی صوبان ڈالا ہے
ترے در زرد خنا گہ اسیری کی تمنا ہے
پری ہو تم تمہارے حسن کا سینہ پہ سایا ہے
تن کاہیدہ اپنا ضعف کی باعث سے عنقا ہے

۱۷

جو دیکھی مانگ اوسکی نور دل کہنے لگا مجھسے
سکندر سے کہو ظلمات کا سیدھا یہ رستا ہے

۱۳

وہ نشہ میں جوانی کی دلا بدمست ایسا ہے
تمہیں کافی صباحت گر کہوں ایکاہ زدا ہے

خبر مطلق نہیں اوسکو کہ مجھپر کون مرتا ہے
وہ گو ہر ہیں کہ جنکے عکس سے آب آب گوہر ہوا ہے

شب وصلت وہ منہ کو دونوں ہاتھوں سے چھپاتی ہیں
قیامت شرم ہے انکو غضب عاشق پہ پردا ہے

بھلا کس طرح ضبط آہ و نالہ ہو سکے مجھسے
تمہیں انصاف سے کہدو کہ قابو دل پہ کسکا ہے

مزہ ہمجنس کو ہمجنس سے ہوتا ہے الفت کا
دل بیمار تیرا نرگسی آنکھوں پہ شیدا ہے

مریض عشق جاناں کو ہو صحت غیر ممکن ہے
یہ وہ آزار مہلک ہے نہیں جسکا مداوا ہے

پڑی جا پا کریں بالکہو ہوی کو منشی و مفتی
بیاں اپنی وہی وارفتگی ہے گو مجلا کا ہے

نہ کیونکر یار سے دوہراؤں میں دلکی حقیقت کو
یہی دستور ہے گل کو قریں بلبل چہکتا ہے

کسیکے گیسوے پر پیچ کا سودا مجھے ہوگا
جو بیٹھے بیٹھے مجھسے آپ دل میرا الجھتا ہے

خدا اسکو نہ سودا دے بت پرفن کے گیسو کا
محبت وہ بلا ہے جس سے دل وحشت کا ڈرتا ہے

خیال نکہت گیسو نے دیوانہ کیا مجھکو
نئی وحشت نئی الجھن نیا کچہ اسکے سودا ہے

نہیں گیسوے شبگوں صنم سے ارتباط اچھا
خدا حافظ ترا اے دل بلا ہے جس میں پھنستا ہے

۳۱۵ ہوے مرمٹ کسی نے بھی نہ چھوڑوں یہ کہا مجھسے
بیاں ہے کسی کو نور مضطراب ارادا ہے ۱۱

مرکے بھی بجا لائیں تبالاے بام دوستی
ہے فنا فی اللہ کی منزل مقام دوستی

بن پڑے کیا در بیاں ہو جب کہ نظم دوستی
ہے کمر سے یار کی نازک مقام دوستی

ابتدا میں انتہا کا رنج حاصل ہے مجھے
صبح فرقت سے زیادہ تر ہے شام دوستی

یار سے الفت جتاتا ہوں میں برگشتہ نصیب
اپنے دشمن سے میں کرتا ہوں کلام دوستی

جو کہا منہ سے بنا ہاں ہم مرداں اوسے
پھر اہل وضع مشکل ہے مقام دوستی

دوستی جس سے ہوئی وہ دشمن جانی ہوا
دل لرزتا ہے اگر لیتا ہوں نام دوستی

بعد مدت عشق کامل کا اثر ظاہر ہوا
یار کی جانب سے آتے ہیں پیام دوستی

مجھسے اوس ساقی سے اب بنتی نظر آتی نہیں
ہے برنگ جام مے لبریز جام دوستی

جسمیں بو نے انس پائی اوسکا وابستہ ہوا
سحر پھر مرغ دل گویا ہے دام دوستی

یار سے الفت ہے مجھکو مجھسے ہے الفت یار کو
میری اونکی ذات سے قائم ہے نام دوستی

۳۱۶ ہمیں راحت سمجھو پہونچے رنج جو احباب سے
نور ہم کیا سہل سمجھے ہیں مقام دوستی ۱۵

ملکس اسیر کنج زلف سیہ فام میں ہے
ہے یہ حیرت کا محل شہر حلب شام میں ہے

دیوانہ جوش جوانی کا ہوا پیری مین
لطف آغاز کا حاصل مجھے انجام مین ہے

بوسۂ دیدۂ نمناک وہ دیکر بولے
ذائقہ قند کا اس شیرۂ بادام مین ہے

وصل کی رات بھی آنکھون مین کٹی جاتی ہی
وائے قسمت وہ سر شام سحر آرام مین ہے

اے حسین عارض سیمین کا مجھے بوسہ دو
دولت حسن لٹاؤ کہ مزہ نام مین ہے

حکم تنہائی مین غیرون کو نہ دو آنے کا
محفل خاص کا کب لطف بھلا عام مین ہے

نام تیرا ہی مین ہر وقت جپا کرتا ہون
رات دن میری زبان صرف اسی کام مین ہے

پیچ طول شب گیسو کا کھلا یہ ہم پر
روز محشر سے درازی کہین اس شام مین ہے

ہاتھ اے دل نہین وہ سیم بدن آنے کا
کیون عبث شکل ہوس طمع خام مین ہے

قطعہ

وصل کی رات ہی سامان خوشی ہوتی ہین
ہاتھ خالی نہین مصروف ہر اک کام مین ہے

کنٹھڑون کو مین گلابی سی ادہر بہرتا ہون
کنگھی چوٹی کی اودہر یار یہ سرانجام مین ہے

چھاتیان اوبہرین تو خط اونکو جوانی کا ملا
نارنجتہ کا مزا اس ثمر خام مین ہے

زلف شب رنگ یہ کہ کہ کا ہوا ہی طائر دل
ساحری سے بھی سوا سحر ترے دام مین ہے

وصل کے نام سے ایسا نہوا آزردہ ہون
قاصدا خوف بسا اتنا مجھے پیغام مین ہے

۳۲

مین یہ سمجھا جو دیا یار نے گھبرا کا جل
آتش رخ کا یہ اک نور دہوان جام مین ہے

۱۳

لیجیے سینہ سے صبح کیا شاد مجھے
اور جاتے ہوے وہ کر گئے برباد مجھے

ہاتھ ملنے لگے جسوقت کیا یاد مجھے
خوب پچھتائے وہ جب کر چکے برباد مجھے

خود بخود آہ مری منہ سے نکل جاتی ہے
ہجر مین کرتے ہین رسوا لب فریاد مجھے

کوسنا کاٹنا جھنجھلانا بگڑنا اونکا
آج تک ہین شب وصلت کی فقرے یاد مجھے

واہ ای جان جہان ہوتی ہے دلکو دل سے
ہچکیان آتی ہین جب کرتے ہو تم یاد مجھے

موت نے آکے شب ہجر مین احسان کیا
کر دیا قید غم و رنج سے آزاد مجھے

دو گھڑی یار سے صحبت نہوئی وائے نصیب
کبھی خلوت مین بھی بہلا نہ کیا یاد مجھے

لیکے دل حیف گرا دینگے وہ دل سے مجھکو
یہ تو معلوم نہ تھی عشق کی افتاد مجھے

دام مین پھنس کے پھڑکنے کی نہ حسرت نکلی
دو گھڑی اور تڑپ لینے دے صیاد مجھے

اور [illegible] مین کنج قفس سے کہین جانا [illegible]
قید کیون کرتا ہے پابند [illegible] صیاد مجھے

نکہت زلف کا پابند مین دیوانہ ہون
طوق و زنجیر کی حاجت نہین حداد مجھے

وصل مین سارے گلے مجکو فراموش ہوے
کوئی بھی حرف شکایت نہ رہا یاد مجھے

۲۱ نقش ہے دل پہ مرے یار کا نقشہ اے نور
بہر تصویر نہین حاجت بہزاد مجھے ۱۷

دل مین جو آرزو ہے کہین کیا زبان سے
باہر ہے حوصلے سے فزون ہی بیان سے

مردم کو ہے وہ ثانی یوسف عزیز تر
آنکھون کی پتلیون سے کھینچے ہی جان سے

دل مین نہ عشق ہو تو ہو الجھن نہ کسطرح
وحشت بشر کو ہوتی ہے خالی مکان سے

جلوہ ہر اک حسین کا دل مین بسا رہا
خالی نہ یہ مکان رہا میہمان سے

سمجھا مین عکس آئینہ روے یار کو
بجلی زمین پر ہے گری آسمان سے

کیا پوچھتے ہو حال اسیران زلف کا
ہوتی ہے مرغ سحر کو وحشت بیان سے

پوچھو نہ انقلاب زمانہ کا حال کچھ
آنکھون سے دیکھتے ہین جو سنتے تھے کان سے

مین نے گلا جو خنجر ابرو پہ رکھدیا
اللہ رے رحم باز رہے امتحان سے

حاصل ہوا ہے جو شب وصلت مین ذائقہ
جائیگی تا بہ زیست نہ لذت زبان سے

شکوے سے لب نہ ہجر مین بھی آشنا ہوے
نکلا کبھی نہ حرف شکایت زبان سے

ہمسا بھی رازدان نہ ملیگا کوئی تمہین
کانون سے جو سنا نہ کہا پھر زبان سے

دیوار کان رکھتی ہے مشہور ہے مثل
کیونکر کہا مین یار کو کہتا زبان سے

دوہراتا گیا مین دل کی حقیقت حضور یار
نکلی کبھی نہ بات بھی پوری زبان سے

آخر فراق گیسوی جانان مین جان دی
وہ کر دکھایا جو کہ کہا تھا زبان سے

بوسہ ملیگا ہونٹ کا عاشق کو یا نہین
صاحب کہو خدا کے لیے کچھ زبان سے

دیتا نہین ہے عاشق شیدا کو گالیان
جھڑتے ہین پھول اوس گل تر کی زبان سے

۲۲۲ سب اِس غزل مین نور کی چوٹی کے شعر ہین
کیون یہ زمین بلند نہو آسمان سے ۱۳

خدا نے اوس صنم کی نور کی صورت بنائی ہے
پھسلتی ہے نگہ اپنی یہ گالون پر صفائی ہے

سننے کا کون کس سے شکوہ جور بتان کیجے
جدہر سے وہ صنم اوس سمت کو ساری خدائی ہے

سبب کھلتا نہین آزردگی کا سخت حیرت ہے
اوتارین گی کسے نظر دل سے کیون تیور چڑھائی ہے

نہایت آج کل اوس شعلہ رو سے گرم صحبت ہے
بجا ہے آج کل نازاں ہو دشمن جو ہماری قسمت پہ
گماں ہے آبجواں پہ شفق کا سارے عالم کو
ہماری زندگی بھی کچھ عجب لطف گذرتی ہے
نہیں ہیں بال چوٹی کے گل خسار جاناں پر
کمر کی شکل بار زیور گل سے لچکتی ہے
جنازہ رکھ کے در پر یار کے چلا کے کہہ دینا
کیے ہیں ہونٹ نیلی وصل کی شب بوسے دیکر
الف بے آئینہ زر سے کاتب قدرت نے لکھی ہے

عدو جلتے ہیں ہنوز رشک سے اپنی بن آئی ہے
سلیمان وقت کا ہوں اک پری سے آشنائی ہے
غضب ہو شوخیہ تمنے پان کی لالی چھائی ہے
ملاپ اوس سے اگر اک لمحہ ہوا دو دن اوڑی ہے
تماشا ہے گلستاں پر گھٹا گھنگھور چھائی ہے
قیامت تیری اور رشک چمن نازک کلائی ہے
جسے ہم کوسا کرتے تھے یہ اوسکی لاش آئی ہے
بوسے ہیں نے لعل یار پر مسی لگائی ہے
عجب انداز سے لپٹی ہوا ہاتھوں پر کلائی ہے

٣٢٣

ضیا تو دکھلاتے بھی نہیں بیتابیاں آہیں
نگہ در آئنہ اگر وہ نور ہیں تو کل صفائی ہے

١١

یا ذوق ہماری بات تمہیں مہرباں رہے
یارب مدام اوج پہ حسن بتاں رہے
مر کر بھی اوس سے اونکی محبت بدگماں رہے
اب حوصلہ کرے کوئی چاہت کا کیسے تا
اک عارض آفتاب ہے اک ماہتاب ہے
تکیہ لخت جگر غم نے مرا گوشت کھا لیا
اہل دول سے کیوں نہ مجھے احتراز ہو
اے سوز عشق تیری بدولت عجب نہیں
جیسے نہ اوس نے سکینہ گی تمہاری رنگ کہا کیا
گل لالہ جبہ ہو گیا سیلا تو آگ تھی

ہنسنے کا مزا ہے تلخ یہ شیریں زباں رہے
شل زمیں قدم کے تلے آسماں رہے
ذرے بھی آفتاب کے نیچے رواں رہے
وہ دل ربا ہے وہ صنم دلستاں رہے
تا چند دیکھیے مہ و خور کا قراں رہے
باقی سگ ہما کے لیے استخواں رہے
لازم ہے چشم مست سے عاقل نہاں رہے
انساں نظر سے پریاں کی صورت نہاں رہے
یہ اختلاط اور ہی سے مہرباں رہے
ثابت قدم خلیل دم امتحاں رہے

٣٢٤

ضیا بھی ناتواں نہیں اے نور خلق میں
تار نگہ کی شکل نظر سے نہاں رہے

١٣

محبت کی عوض ہمنے جفا سے
لکھی تعریف اوس زلف رسا کی
عنایت کی بھی عاشق پر تو کیا کی
طبیعت ہے ہماری بھی بلا کی

دل عاشق کو ہاتھون ہاتھ بیسا
عدو مختار ہین مجبور ہین ہم
دیا بوسہ نہ اک عناب لب کا
چھپاتے ہو شب وصلت مین منہ کو
ہزارون فتنۂ محشر اوٹھائے
گمان ہے پنجۂ مرجان کا سب کو
مین رویا صورت شبنم جو شب کو
تمہارے گیسوے عنبر فشان کو
تصور سے سدا تتلی کی صورت
کہے ہین شعر سبز جو کے مین نے
سقدر نور ہم بھی آزمائین

یہ اڑنا ایک شوخی ہے حنا کی
بتو اک یہ بھی قدرت ہے خدا کی
مریض عشق کی اچھے دوا کی
بھلا کچھ انتہا ہے ہے خفا کی
قیامت دو قدم چلکر بپا کے
غضب ہے سرخ رنگت دست و پا کی
برنگ گل مرے قسمت حنا کی
کہا مشک ختن مین نے خطا کی
تری تصویر آنکھو نمین پھرا کے
محبت مین تری زلف رسا کی
ہے شہرت یار کی مہر و وفا کی

لال کرتی پر تمہارے چوٹ ہے
سنتے ہین شہرگ سے ہی ادل قریب
کہکشان کو دیکھکر کہتا ہون مین
صورت فرہاد سر پھوڑون نکیون
دونون جانب سے برابر عشق ہے
وصل کی شب بے حجابی چاہیے
دیکھین طے ہو مرحلہ کیا عشق کا
مین جو چادر اوڑھکر لیٹا کہا
کیا تمہارے گورے گورے پیٹ پر
اوٹھ نہین سکتا نوالہ ہاتھ سے

دل برنگ مرغ بسمل لوٹ ہے
گو بظاہر آنکھ سے وہ اوٹ ہے
اوس قمر کے ہاتھ نیچے کی گوٹ ہے
بات جو اونکی ہر اک سرچوٹ ہے
لوٹ مین ادسپر وہ مجھپر لوٹ ہے
اسپر بھی آنکھون کا پردہ اوٹ ہے
آج فوج غم کا دلمین کوٹ ہے
یہ کسی مردے کی شاید بوٹ ہے
اے حسین کرتے کی جالی لوٹ ہے
ضعف سے روئی کا ٹکڑا اروٹ ہے

۲۲۶

نور اوسنے کس کہری پن سے کہا
قلب مین کہو ٹونکی ہوئی کھوٹ ہے

۸

حال سی کوڑا گلون کی ڈالیان ہو جائنگی
تنگے چھوائیگا اک دن زیور گوش صنم

گلبنون کی ایک دن پامالیان ہو جائینگی
میر سے سودی کی محرک بالیان ہو جائنگی

سخت بھی مجکو کہوگے اختلاط تم اگر
مصری کی ڈلیاں تمہاری گالیاں ہو جائینگی

اونکی ورزش یاد جب آئیگی یہ رونگا میں
میرے اشکوں سے زمین میں نالیاں ہو جائینگی

طائر دل روزن دیوار میں ہوگا اسیر
حال دیوار صنم کی جالیاں ہو جائینگی

مجہسے کہتا ہے کہ تجکو تو مگر رکھدونگا میں
ایکدن روئی کا گالا گالیاں ہو جائینگی

کان تک پہونچا اگر عکس مسی دندان یار
موتیوں کی صاف ساری بالیاں ہو جائینگی

۳۲۷ — ۱۲

یہ مثل مشہور ہے دیوانہ را ہوئی بس است
چٹکیاں ای نور مجکو تالیاں ہو جائینگی

نور رخ کے روبرو نور قمر کیا چیز ہے
آب دندان کے حضور آب گہر کیا چیز ہے

سوز دل کے روبرو نار سقر کیا چیز ہے
نوح کا طوفان حضور چشم تر کیا چیز ہے

نام سنتا تھا شب فرقت میں پر دیکھی نہیں
یا الٰہی کس سے میں پوچھوں سحر کیا چیز ہے

کوئی غنچہ سے پتا پوچھے دہان یار کا
اور یہ پوچھے رگ گل سے کمر کیا چیز ہے

قطعہ

شہر کے روکے سے میں دیوانہ رکنے کا نہیں
تو بھلا ای پاسبان بے خبر کیا چیز ہے

توڑ ڈالون کا تاگے کیطرح جو زنجیر کیطرح
قفل کی کیا اصل ہے زنجیر در کیا چیز ہے

وان ید بیضا تھا یان دست اونکا ہی چراغ
عیب بینوں سے کوئی پوچھے ہنر کیا چیز ہے

مہر کی مانند ہے ادنا کو اعلیٰ پر فروغ
مرتبہ کیا علم کا سمجھا تا ہے زر کیا چیز ہے

اوس سے پوچھوں جو ہو صدمہ ہجر کی جھیلے ہوے
آہ بے تاثیر کیا شے ہے اثر کیا چیز ہے

اگ لگا رکھی ہے تن میں عشق خود پھنکتا ہے دل
کس سے پوچھوں سوزش داغ جگر کیا چیز ہے

تو جواب خط تو لا انعام خاطر خواہ لے
جان تک حاضر ہے مال ای نامہ بر کیا چیز ہے

۳۲۸ — ۱۷

آنکھیں دکھلا کر جو ساغر کھینچ مارا یار نے
ہوگیا نشہ ہرن ای نور ڈر کیا چیز ہے

مرے سر کی جھوٹی قسم کھا گئے
یہ جاتے ہوے لطف فرما گئے

وہ کانوں کے ستے جو دکھلا گئے
تو گل بوٹے گلشن میں بیتا گئے

وہ رخ چاند سا مجکو دکھلا گئے
مرے داغ حسرت کو چمکا گئے

کٹورہ سی آنکھیں جو دکھلا گئے
مرے غنچۂ دل کو تڑپا گئے

شب وصل کمین نہ پھر تو آنکھیں دوچار
لیا میں نے بوسہ تو شرما گئے

زمین پر نہ نخوت سے رکھا قدم
یہ مہندی لگا کر وہ اترا گئے

کہا دردِ دل تو وہ کہنے لگے
مرا مغز تک بک بک کے تم کھا گئے

کروں دامنِ گل کو میں تار تار
بہار آ گئی وحشت کے دن آ گئے

ہر اک کا لگے ڈر کے منہ دیکھنے
مرے نالے سنکر یہ گھبرا گئے

جو رخسارِ روشن سے اوٹھی نقاب
یہ وہ بھی خجلت سے شرما گئے

جو دل میں ہے حسرت نکل جائیگی
کسی شب اکیلا اگر پا گئے

بڑا مانا تھا زلفِ جاناں سے ربط
بلا میں پھنسے پیچ میں آ گئے

جو بوسہ لیا نازکی کے سبب
وہ بس پھول سے گال کمھلا گئے

لگاتے نہ ہم دل نہ ہوتے ذلیل
ہم اپنے کیے کی سزا پا گئے

غمِ ہجر کا بہت بڑا آسمان
لگی چوٹ ایسی کہ تیورا گئے

ہوا اک زمانے کو مجنون کا شک
ہم اس شکل سے سوی صحرا گئے

۳۲۹ ۱۷

طلب بوسۂ لب کو کرنا تھا
کہ اے نور خود منہ کی ہم کھا گئے

پھولوں کی داغِ سینۂ سوزاں پہ کھائیے
اس باغ کے بہار گلوں کو دکھائیے

کیا فائدہ حجاب سے پردہ اوٹھائیے
مجکو بھی شکل صورتِ موسیٰ دکھائیے

مسی لگا کے ہونٹھوں پہ لاکھا جمائیے
شہرِ ختن کو ملک بدخشان بنائیے

لب پر سخن نہ انس و محبت کی لائیے
دونا کرینگے ناز نہ الفت جتائیے

جائیگا تا بہ حشر نہ سودا دماغ سے
اتنا نہ زلفِ یار کو سر پر چڑھائیے

خادم بھی سرفراز ہو اقدام پاک سے
یہ بھی تو گھر ہے آپکا تشریف لائیے

اوس کا جواب غیر کی باتوں کا دیجیے
سیدھی جو دکھی ہی تو ٹیڑھی سنائیے

تیغِ ادا کا سینہ سپر ہو تو غم نہیں
تیرِ نگاہِ ناز سے پر دل بچائیے

ہونٹھوں پہ جان آئی ہے دردِ فراق سے
بچ جائے جان آپ جو تشریف لائیے

شرطِ وفا یہی ہے کہ جس دم نہ مارئیے
اندوہ سبھی جان پہ صدمہ اوٹھائیے

لالہ کی طرح دل میں ہزاروں ہی داغ ہیں
کس ماہ وش کو چیر کے سینہ دکھائیے

صید افگنی کا شوق ہے ان روز و لی یار کو
دل کو بچائیے کہ جگر کو بچائیے

معشوق تو حسین ہزاروں ہین خلق مین
ذرا آیا ہاتھ سوتے مین کب مین کی گال پر
وہ دن شباب کے وہ زمانہ گذر گیا
گذرے گی جو کہ ہمیہ گذر جائیگی حضور

کس کس کا ناز اے دل شیدا اوٹھائیے
صاحب نہ مجہہ غریب پہ تہمت لگائیے
اب دل کسی حسین سی بہلا کیا لگائیے
قابو مین آہی جائیگا دل آپ جائیے

۱۳۰

اے نور موم دل ہو بتو نکا یہ دخل کیا
شب بہر ہی شکل شمع جو آنسو بہائیے

۱۵

نور اوس مہر لقا پر جو طبیعت آئے
وصل مین یاد جو فرقت کی مصیبت آئی
خوبرویان جہان پر جو طبیعت آئی
زلف شبرنگ پہ میری جو طبیعت آئی
جو نظر آیا حسین اوسپہ طبیعت آئی
مین یہ سمجہا وہ اسیر ہو کہ چھٹ یہ حشر ہے
سحر نہ آئینہ زانو سے اوٹہایا شب بہر
جمسا ہوگا نہ زمانے مین کوئی عاشق حزین
خانہ ہٹنے لگا جان کے قبر مجنون
فکر زر مردم دنیا کو عبث رہتی ہے
یہ وہ سودا ہی کہ مقصد ان سے بہی جاتی کا مین
بدلے دوزخ کے ہین بہید یا جنت مین
سجدے کرنے لگا ابر [illegible] کے آگے
چمن سے ہو گی کسر خوب مری کہو ٹین گئے

فتنۂ حشر پکارا کہ قیامت آئی
وہ بہی رونے لگے ایسی مجہی رقت آئی
حور بنکر مری آغوش مین الفت آئی
ہنسکے کہنے لگے لو نور کی شامت آئی
پیر [illegible] مین ازل سی ہی محبت آئی
آفتاب آیا لب بام قیامت آئی
شرم کس مرتبہ اونکو شب وصلت آئی
سارے عالم کے حسینون پہ طبیعت آئی
مجکو صحرا مین نظر جب کوئی تربت آئی
کام قارون کی کس مرگ نہ دولت آئی
اس طرح گیسوی جانان پہ طبیعت آئی
ہم سے کارون کی اوٹہی تیری رحمت آئی
یا کعبہ کی محراب عبادت آئی
الحمد کہ اونکی بہی طبیعت آئی

ایک بوسہ بہی نہ اونکے لب نازک کا لیا
گالیان کہانے پہ بہی نور نہ غیرت آئی

۱۶

بہلا صید آئینہ سی کیا بہار کی چشم تر باندہے
سیاہ قوس قزح کیا نقش کہنچے سیم و زر باندہے
تڑپ کر رہ گیا بلبل بہار کی خبر سنکر

یہ آنکھہ اب وہ نہین جو لگی وہ دیدہ باندہے
کبہی [illegible] اب اپنا کبہی نظر باندہے
نہ کہولی [illegible] صیاد نے یہ کس کی پر باندہے

گران کیونکر نہوان روز وون جنس حسن کا سودا
برنگ گل گرہ مین مشتری ابھی ہین زر باندھا ہے

جو دیکھا کہکشان ویاہ کو گردون پہ دل بولا
کسیکی قتل پر مریخ نے تیغ و سپر باندھا ہے

ہمارے شعر تو ہی تحسین ہین اور گر گوش جانان تک
کبھی پہنچے نہ اپنے طائر مضمون کی پر باندھا ہے

ہزارون مرغ دل اگر اسیر دام گیسو ہون
اگر تعویذ جالی دار وہ بالای سر باندھا ہے

اوسے منظور ہے در دخنا میرا ہی بند ہوا ہو
نہ کیون مہندی لگا کر ہاتھ اپنے فتنہ گر باندھا ہے

بہار آنے دو صیاد جفا جو سے سمجہ لونگا
قفس مین بند یا مجکو کرکے یا میرے پر باندھا ہے

لگا دیتیا نہ تہمت کا مجہے وہ پاک طینت ہون
ہزارون بار نہ ہنو غیرون نی مجہپر عشق تیر باندھا ہے

نہ کہولو راز دل انسان کسی سی باغ عالم مین
گرہ مین بات غنچہ کی طرح مانند زر باندھا ہے

عدم کی راہ لی نازک خیالی پر جو دل آیا
ہوے گم آپ ایسے ہمنے مضمون کمر باندھا ہے

غضب کے ساتہ کی صیاد نے ہمپر عنایت بہی
ہمارے مرغ دل کے پر ادھر کہولے ادہر باندھا ہے

جہڑی نیسان کی اب مین یاد دندان مین لگا ہے جان
کہو شبنم سے اپنے دامن گل مین گہر باندھا ہے

بہروسا کیا ہے اس دار فنا مین زندگانی کا
تصور مرگ کا انسان نکیون آٹہون پہر باندھا ہے

نہ نکلا شعر حجیبؔ کا ہماری طبع موزون سے
ہزارون زلف کی مضمون ہمنی رات بہر باندھا ہے

۳۳۲

نظارے روی انور کے کرون ای نور خوش ہو کر
کوئی آنکھون کا پردا گر در دلدار پر باندھا ہے

۱۳

عاشق کا گہر ہی کوچہ جانان کے پاس ہے
بلبل کا آشیان چمنستان کے پاس ہے

سینہ مین دل جگر نہین جانان کے پاس ہے
کوٹہی کا مال سب مرے سلطان کی پاس ہے

الفت مین لب کی ڈوب مرو لگا کوئین مین یہ
چاہ ذقن بہی چشمۂ حیوان کے پاس ہے

قبضہ مین یار کے ہی دل ناتوان مرا
یہ مور دد توں سے سلیمان کے پاس ہے

مینی و رخ کا خال تمہارے سے یہ کہلا
مشکبو کا پہول رحل پہ قرآن کے پاس ہے

کہتا نہین ہے کلمۂ حق کوئی یار سے
ایمان گبر کے نہ مسلمان کے پاس ہے

صحت ہو دین جو بوسۂ عناب لب مجہے
دار و سے درد عیسی دوران کے پاس ہے

اک نقد دل تہا سو پہلے ہی وہ نذر کر دیا
دولت نہ مال عاشق نالان کے پاس ہے

وندان و لب کا فکر سے عقدہ مجہے کہلا
ہیرے کی کوئی کان بدخشان کی پاس ہے

بدمستیون مین خوب لٹائین کے پہول ہم
مے کی دکان صحن گلستان کے پاس ہے

گھیرے ہوئے ہین شہر کے سارے حسین مجھے
مجمع پری وشون کا سلیمان کے پاس ہے

ہر وقت ہی خیال مجھے اپنے یار کا
مین یان ہون دل مرا مری جانان کی پاس ہے

۳۳۳ — ۱۵

گیسو قریب روے منور نہین ہے نور
ٹکرا یہ ابر کا مہ تابان کے پاس ہے

فلک پہ برق جو ابر نور اضطراب مین ہے
پری جمال کوئی پردۂ سحاب مین ہے

تمہارے رخ کی ملاحت سب آفتاب مین ہے
جبین کے نشہ بہلا گیا نمک شراب مین ہے

جو بات یار کی اک حسن لاجواب مین ہے
نہ ماہتاب مین ہی اور نہ آفتاب مین ہے

کیا ہے پیر جوانی مین بار عصیان نے
کمر خمیدہ کمان کی طرح شباب مین ہے

ہوا ہے جب سی مجھے شوق روی زیبا کا
کمال جان تمنا مری عذاب مین ہے

نہین ہے چاند یہ ابر سیاہ کا ٹکڑا
کسیکا چہرۂ پر نور یہ نقاب مین ہے

شب وصال مین جاگے نہ بخت خوابیدہ
کہ آج شام سے وہ رشک ماہ خواب مین ہے

جلائے آنکھون کے پردے رخ منور نے
غضب کی تیز حرارت اس آفتاب مین ہے

تمہارے عارض روشن سے کسکو نسبت دون
جلن تو مہر مین ہی داغ ماہتاب مین ہے

جلا کے دل کو نئی گرمیان وہ کرتے ہین
کہ اس سے بڑھ کے مزا کب کسی کباب مین ہے

قدم حضور ذرا دیکھ بھال کر رکھیے
ہماری آنکھ کا حلقہ ہر اک رکاب مین ہے

پڑا جو عارض رنگین کا عکس انگیا پر
تو سمجھا مین مئے گلگون بھری حباب مین ہے

مین چھیڑتا ہون جو اونکو بگڑ کے کہتی ہین
تمہاری بات سے بس جان اک عذاب مین ہے

بڑھانا چاہیے صحبت کا یار سے ای دل
سنا ہی ہمنے عدو آجکل عتاب مین ہے

۳۳۴ — ۱۷

وہ چھپتے غمزے کرین نور اونکو زیبا ہے
کہ لطف ناز و ادا موسم شباب مین ہے

جسمین دل کو رنج ہو پھر وہی پھر بات کی
صبح کے ہوتے ہی بھولے سب لگاوٹ رات کی

عشق جانان مین نہ گذرا ایکدن بھی چین سے
زیست بھر رنج و مصیبت مین بسر اوقات کی

نازنین گلشن مین ہوتا ہی جو وہ محو خرام
رنگ سوسن کا اوڑاتی ہی اوداہٹ گات کی

وصل کی شب کا مزا شرم و حیا نے کھو دیا
لاکھ مین چھیڑا کیا لیکن نہ اونسنے بات کی

غافلو پیری کی سفیدی موت کا پیغام ہے
چاندنی بہر مسافر سم ہے پچھلی رات کی

ہر گل شاداب پژمردہ ہے اشک و آہ سے / ناموافق ہو گئی کیسی ہوا برسات کی

غنچۂ دل کو شگفتہ کرتی تھی باد مراد / یاد ہے ٹھنڈی ہوا ای جان پچھلی رات کی

صبح کے ہوتے ہی گھر اپنے سدھارا وہ قمر / ہو گئی برباد مخفی حیف ساری رات کی

کسطرح منہ سے پیاؤں بادۂ گلرنگ کو / دیتی ہے ترغیب مجھ کو خوشی گھٹا برسات کی

عندلیبوں نے نگاہ بد کی خاطر باغ میں / چاند سے رخسار پر سورج مکھی خیرات کی

مانگ زلفوں میں جو اوس ہی کو نظر آئی مجھے / خضر دل سمجھا کہ یک ڈنڈی ہے یہ ظلمات کی

نیند آنکھوں سے اڑی شک جو سیاہی کا ہوا / ہر عاشق تھی بلائے جان اندھیری رات کی

بہینی بہینی تھی دلہن کی شکل خوشبو یار میں / دیتی تھی لطف بہار خوب لوٹ رات کی

واہ ری قسمت کسی صورت نہ وہ دم پر چڑھا / سیکڑوں فقرے دلی کیا کیا نہ میں نے گھات کی

کچھ نہ کچھ ہونا ہی ہے غمازوں نے اونکی کان میں / بے سبب جو ترک اونسے دوستی ہیہات کی

عالم پیری ہے سر کیونکر نہو اپنا سفید / صبح صادق دور کرتی ہے سیاہی رات کی

٣٣٥ وصل کی شب کی خوشی غم سے مبدل ہو گئے / نور وہ کچھ چپ ہوے ایسے نہ شب بھر بات کی ١٣

جان دیتا ہے نہ ملتا بت ہر بابی سے / نور مجبور ہوں اس دل کی میں بیتابی سے

پوچھیے کر رخ کا پسینا جو جبین میں ٹھہر کو / رنگ دونا ہوا ہر اک پھول کا شادابی سے

لب نازک پہ وہ لا سکے کو جا کر بوسے / رنگ بڑھکر نہیں ہوتا کوئی عنابی سے

وقت گلگشت جو عکس رخ پر نور پڑے / رشک خورشید کو ہو باغ کی مہتابی سے

درد دل کے جو ٹھہرنے سے ذرا لگتی ہے آنکھ / چونک پڑتا ہوں شب ہجر میں بدخوابی سے

اوڑھکر سوؤ جو شبنم کا دوپٹہ شب کو / چادر ماہ کو نسبت نہو شب خوابی سے

بے طلب سیکڑوں ان میں سیم بروں کو دیتا / ہاتھ ملتا ہوں فقط زر کی میں نایابی سے

شب کو اوس ماہ نے آنے میں توقف جو کیا / دل کو تھامے ہوے دوڑا گیا بیتابی سے

شب مہتاب میں وہ مہ جبیں جو کوٹھے پر / نور خورشید جھلکنے لگے مہتابی سے

تا لب بام ضیائے رخ جانان جو گئے / روشنی مہر کی پیدا ہوئی مہتابی سے

شام سے پھر کی گھر میں جو سحر کا عالم / جھانکتا ہے کوئی مہرو مجھے مہتابی سے

پوچھیے کیا ہو سحر کی سے تڑپ کر میں نے / آگیا منہ کو کلیجہ مرا بیتابی سے

٣٣٦

یاد آئے نور جو اوس ابر کرم کی آئی
برق کی شکل تڑپنے لگا بیتابی سے

١٧

جو دل کو زلف صنم کا خیال ہوتا ہے ؎ یہ دم اولجھتا ہے سودی کا حال ہوتا ہے
کبھی جو وصل کا اونسے سوال ہوتا ہے ؎ جواب صاف سے حاصل ملال ہوتا ہے
جو دل مین بوسۂ رخ کا خیال ہوتا ہے ؎ تو اونکا گال نزاکت سے لال ہوتا ہے
ذلیل و خوار و زبون خستہ حال سودائی ؎ فراق یار مین آخر یہ حال ہوتا ہے
جو چھیڑتا ہون مین اونکو بگڑ کے کہتے ہین ؎ تمہاری باتون سے مجکو ملال ہوتا ہے
وہ سرو ناز جو آتا ہے سیر گلشن کو ؎ خوشی سے پھول کے غنچہ نہال ہوتا ہے
تمہارے سر کی قسم کہا کے یار کہتا ہون ؎ وہ چال چلتی ہو دل پائمال ہوتا ہے
جو کل تہا پاس ہمارا اوہنین وہ آج کہان ؎ مزاج یار کا بھی انتقال ہوتا ہے
بنائے جاتے ہین بیٹھے سلائی سے دن بھر ؎ مرے پہنانے کو طیار جال ہوتا ہے
اب اپنا دور ہے آگے تہا دور مجنون کا ؎ ہر اک زمانے مین اک ذی کمال ہوتا ہے
زبان کو ذائقہ عناب لب کا ملتا ہے ؎ کبھی جو ہمکو عنایت اوگال ہوتا ہے
پئے عیادت بیمار جب وہ آتے ہین ؎ مریض عشق کا چہرا بحال ہوتا ہے
غرور حسن دو روزہ یہ یار بیجا ہے ؎ کہ ہر کمال کو آخر زوال ہوتا ہے
تصور رخ انور مین نیند اوڑتی ہے ؎ جو خواب مین بھی تمہارا خیال ہوتا ہے
برنگ غنچہ سربستہ ہے دہن اونکا ؎ کلام کا بھی تو کرنا محال ہوتا ہے
یقین ہوا ہمین کچھ رنگ لائیگی مہندی ؎ وہ ہاتھ ملتے ہین ہمکو ملال ہوتا ہے

گلے یہ چلتی ہے پان رشک سے چھری کی طرح
کوئی جو تیغ نگہ سے حلال ہوتا ہے

١٣

اوٹھا کے صدمۂ داغ فراق ماہ چلے ؎ جہان سے آرزوئے وصل لیکے آہ چلے
فراق یار مین دی جان عاقبت ہمنے ؎ زبان سے جو کہ کہا تہا اوسے نباہ چلے
طریق عشق سے باہر کبھی قدم نہ دہرا ؎ جو سالکون نے بتائی ہمین وہ راہ چلے
عدم سے آئے جو ہستی مین یہ ہوا حاصل ؎ کہ لیکے پیٹھ پہ پشتارۂ گناہ چلے
گذر ہوا ہمیں برزن صراط پر اپنا ؎ کہ بال سے بھی جو باریک تہی وہ راہ چلے

غریب خانہ مین رکھا قدم نہ بھولے سے
کوئی نہ گلشن دنیا مین آرزو نکلے
قدم قدم پہ دل زار پس گیا شب کو
بلا کے گھر مین کیا زر جان کو تمنی ہلاک
ہوئی جو عدل پہ مایل طبیعت جانان
ابھی تو ایک کے دو دو کے چار ہو جائین
ہوا نہ نالۂ مظلوم کا اثر ظاہر

ہمیشہ کاش کہ وہ میرے گھر کی راہ چلے
ہزارون حسرتین ہم دل مین لیکے آہ چلے
بگڑ کے بانکپنے اس ناز سے وہ واہ چلے
غضب کی چال تم اے رشک مہر و ماہ چلے
تو عرض حال لیے ہاتھون مین داد خواہ چلے
جو حکم ہو تو رقیبون پہ تیغ آہ چلے
فراق یار مین کیا کیا نہ تیر آہ چلے

۳۳۸

کرینگے جوہر تیغ نگہ سے کسکو شہید
وہ نور سرمہ لگا کر ہین قتل گاہ چلے

۱۵

وفاداری کا تھا جن پر یقین وہ بیوفا نکلے
جو صحبت تخلیہ کی ہو تو پھر دل کا مزا نکلے
تمہاری پاس رسوائی سے ڈرتا ہین جھگڑتا ہون
نہ سو و ساتھ تو بوسہ ہی دو رخسار گلگون کا
شب وصلت مین دور بادۂ گلگون مناسب ہے
جبین سے نور افشان ہے گل بیداغ چہرا ہے
عدم کی راہ لے بھولے جو رستہ کوے جانانکا
ترس آیا تڑپنے پر نہ میرے وای بیدردی
مجھے بھی وہ صنم خلوت کدہ مین یاد فرمائے
پری ہو حور ہو یوسف سے بڑھکر خوبصورت ہو
ہزارون ہر طرح کے گل ہین یون تو باغ عالم مین
یقین ہے بھول جائیگا نہ کوئی نام یوسف کا
صفا ہے یہ ہتھیلی گر ملو وہ ہاتھ مین مہندی
برنگ موج ڈالون ہاتھ گردن مین مزے لوٹون

جنہین ہم آشنا سمجھے تھے وہ نا آشنا نکلے
بر آئے آرزو ارمان نکلے حوصلا نکلے
بھلا کیا دخل اسکا ہے جو نالی مین صدا نکلے
دل وارفتۂ عاشق کا کچھ تو حوصلا نکلے
جو وہ نشہ مین بیخود ہون تو پھر دل کا مزا نکلے
وہ کوچہ کیون نہ روشن ہو جدہر وہ مہ لقا نکلے
ارادہ تھا کدہر کا کسطرف بے قصد جا نکلے
برے سے بے رحم تم نکلے برے تم بیوفا نکلے
کبھی حسرت دل ناشاد کی بھی انجدا نکلے
خریدار ہین کا دم تم پر کسون آئے بقا نکلے
مین اوس گل کا ہون عاشق جسمین کچھ بوے وفا نکلے
کسی دن گر وہ بے پردہ سر بازار آ نکلے
تو نیت دست مین سب ہو مگر رنگ حنا نکلے
محیط عشق مین کوئی جو صورت آشنا نکلے

۳۳۹

اوٹھاؤ ناز اوسکے ناز اوٹھانے کے جو قابل ہو
کرو معشوق وہ اے نور جسمین کچھ ادا نکلے

۲۱

حرارت سے تپ فرقت کی دل سینہ میں جلتا ہے
غضب کی آگ بھڑکی ہے دھواں منہ سے نکلتا ہے

کہو اس بیوفا سے بام پر آنا مناسب ہے
جنازہ تیرے عاشق کا ادھر سے اب نکلتا ہے

خیال آتا ہے قاتل کو جو میری بیکلی کا
بہانے سے وہ مہندی کی کف افسوس ملتا ہے

لگی ہچکی جو مجھکو شکل مینا یاد ساقی میں
تو سمجھے دیکھنے والے کسی پر دم نکلتا ہے

یہ حالت ضعف سے ہے اب مریض درد ہجران کی
برابر غش پہ غش آتے ہیں جب کروٹ بدلتا ہے

مجھے بیتاب پاکر چھیڑنے کو میرے کہتے ہیں
چڑھا ہے عشق کسکا سر پہ کسپر دم نکلتا ہے

تصور دل کو جب آتا ہے ان رنگین اداؤں کا
برنگ برگ گل ہاتھوں سے کوئی دلکو ملتا ہے

یہ رعب حسن ہے دیکھا جہاں اوس بحر خوبی کو
کلیجہ ماہیے بے آب کی صورت اچھلتا ہے

نہ طفل اشک کو کس طرح میں نور نظر سمجھون
یہ وہ ہے گوہر نایاب جو آنکھوں میں پلتا ہے

بتوں کا موم دل ہوتا ہے میری آہ سوزان سے
وہ پر تاثیر نالے ہیں کہ پتھر بھی پگھلتا ہے

شباب چند روزہ کو غنیمت اے گلو سمجھو
بہار حسن ہوتی ہے خزان جوبن جو ڈھلتا ہے

لیا بوسہ جو پیشانی کا برہم ہو گئے مجھسے
مقدر سے نہیں انسان کا کچھ زور چلتا ہے

ستم ڈھایا غضب ہے ہونے اونکے جان بسمل پر
وہ کیا روٹھے کہ خنجر بھی گلے پر رگ کے چلتا ہے

شب فرقت میں ہے سر ہونہ کیونکر صورت بسمل
کلیجہ دونوں ہاتھوں سے صریحاً کوئی ملتا ہے

غضب ہے پھر عاشق غیض اوس ترک جفا جو کا
لرزنے لگتا ہے دل وہ جہاں تیوری بدلتا ہے

نہیں ہرگز کوئی اوس سے سپاہی جامہ زیب عالم میں
پھٹا پڑتا ہے جوبن وہ جہاں کپڑے بدلتا ہے

اشارا تیغ پر چلنے کا جب میں اونسے کرتا ہوں
تو وہ شرما کے کہتے ہیں کہ میرا دل دہلتا ہے

مجھے یاد آتا ہے جب وہ گرم صحبت شعلہ رویوں سے
رقیب سیہ کیا کیا مری صورت سے جلتا ہے

تماشا دیکھنے آئے ہیں خود وہ رقص بسمل کا
تڑپ لوں اے اجل دم بھر دل قاتل بہلتا ہے

زبان کھولی نہ ہم بھی تا شکایت کرتے اپنا شکوہ سے
رگوں میں جوش کھاکر خون دل اپنا ابلتا ہے

۱۵

مرصع ہے غزل کیا کیا در مضمون نکالے ہیں
ہمیشہ فکر وصف لعل لب میں لعل اوگلتا ہے

جو فاتحہ کو وہ عیسی سر مزار آئے
تو روح جسم میں آنکھوں میں جان زار آئے

گلابیاں لیے ہاتھوں میں وہ نگار آئے
مزے اوڑیں جو کہیں موسم بہار آئے

وہ کھیلنے نکلے ہم سے اگر شکار آئے
فلک سے ابر بھی باغ میں بہار آئے

ہوئے جو کثرت عصیاں سے حشر میں محجوب
خدا کے سامنے آئے تو شرمسار آئے

جو خاک دشت میں بھی ہوں وہ باوفا ہوں میں
کہ اوڑ کے کوئے صنم میں مرا غبار آئے

تمہیں تو باعث آرام جان مضطر ہو
تمہارے ہجر میں کیونکر مجھے قرار آئے

چلے گئے جو کہا میں نے یا علی مدد سے
نظر فرشتے جو مجکو تہ مزار آئے

نہ ہوگا تم سا بھی وعدہ خلاف دنیا میں
کہا تھا شب کو میں آؤنگا خوب یار آئے

سر اپنا پھینک دیا آپ کا شکر ہے ہمنے
یہ بوجہ گنج شہیداں میں ہم اوتار آئے

پڑے جو عارض رنگین یار کا سایا
تو شاخ گل میں ابھی پھول بے بہار آئے

حرم میں دیر میں گلشن میں بھی کیے نالے
ہر اک مقام پہ جا کر تمہیں پکار آئے

کسی حبیب نے آواز دی نہ مرقد سے
اگرچہ شہر خموشاں میں بھی پکار آئے

غضب کی شوخ طبیعت ستم کی باتیں ہیں
جو محو ناز ہو کیونکر نہ اوسکو پیار آئے

کسی نے یہ نہ کہا یار سے پس مردن
جنازہ قبر میں عاشق کا ہم اوتار آئے

۱۴ — ۱۳

عدم کی راہ کا ڈھرا ہے کسقدر جاری
جو نور بانخ ادھر کو گئے تو جا پہ سار آئے

وہ پر ضیا ہے شکل مہر رشک ماہ کی
چمکی زمین پہ برق جو نیچے نگاہ کی

محشر میں اوڑ کے آگئی رحمت اله کی
باعث نجات کی ہوئی کثرت گناہ کی

کیا سنگ دل ہے یار پسیجا نہ دل ذرا
کیا کیا نہ میں نے ہجر میں حالت تباہ کی

مجھسا بھی خوش بیان نہ ہوگا جہان میں
دو باتیں کر کے دل میں حسینوں کے راہ کی

اظہار عشق زلف میں او نکھوں میں کسطرح
فر فر زبان چلتی ہے سچے گواہ کی

خالوں کا روے یار کی بندہ ہے عشق
دلبر مرے چڑھائی ہے زنگی سیاہ کی

وہ رند ہوں کہ دست درازی اگر کروں
ٹوپی اوتار لوں فلک کج کلاہ کی

غافل خیال چاہیے روز حساب کا
دینگے فرشتے ہاتھ میں فردیں گناہ کی

دہوکا ہوا ہے لیلے محمل سوار کا
جب دم بگولا بن کے اوٹھی گرد راہ کی

اچھی نہیں ہیں روز کی آرائشیں حضور
جائے گی مفت جان کسی بے گناہ کی

دن کا بھی رنگ سایہ کی صورت سیاہ ہو
تاثیر دیکھتا مرے بخت سیاہ کی

دل کی طپیدگی کا بیان شہر شہر ہے
دہومیں ہیں انکے نالہ و فریاد و آہ کی

۳۴۲ — ۱۵

ذرّے سے آفتاب منور بنا دیا
اے نور اوسنے مہر کی جسپر نگاہ کی

ہنستی ہی مجھسے نور یہ شوخی نگاہ کی
مدت کے بعد داد ملی داد خواہ کی
قاصد نے پھر طلب نکیا یار سے جواب
بجلی سی کوندہ جاتی ہی ملتی ہی آنکھہ کے
دندان صاف تارے ہین درج دہن کہر
ٹکڑے ہوے تو جان تلاطم مین پڑگئی
اللہ رے زور نالہ درد فراق کا
ناآشنا ہو اور رکھون مزاج ہو
تم وہ حسین ہو تمپہ زمانہ ہی شیفتہ
زخمی کیا ہے تیغ ادا نے دل و جگر
سایہ نہین ہے زلف کا ابروی یار پہ
وہ ناتوان ہون جسم جہان ہی نہان نظر
شوق ہوای وصل نے برباد کر دیا
ریش سفید زال ہے رحمت کی غافلو

ہی موت میرے ہاتہ کسی بیگناہ کی
کیا منصفی ہے یار عدالت پناہ کی
کہا بیٹھے وہ قسم جو رسالت پناہ کی
کرتی ہے کام برق کا تیزی نگاہ کی
صورت ہی مانند دلبر روشن نگاہ کی
برچھی لگی جگر پہ جو سیدھی نگاہ کی
ہل ہلگیا ہے عرش جہان مین نے آہ کی
تمسے بھلا ہے کونسی صورت نباہ کی
یوسف کی ایک حرف زلیخا نے چاہ کی
نکلے دہن سے کیون نہ صدا آہ آہ کی
آندہی اوٹھی ہے کعبہ سے گرد سیاہ کی
پھبتی کہی ہے جسم پہ تار نگاہ کی
طوفان عشق نے مری کشتی تباہ کی
دہوئی خدا نے منہ سے سیاہی گناہ کی

۳۴۳ — ۱۷

کہہ مجھہ گدا کا منزل مہتاب ہوگا نور
آمد ہے بادشاہ فلک بارگاہ کی

پسینے کے جو قطرے رہ گئی رخسار پر تھم کے
خیال زلف مین اٹھی ہین دل شیشہ مین غم کے
تماشا دیکھی او ہمی اے رشک گل تم بھی
لب ساحل گرداب گرشتہ مرگان سفید فر
پڑا پھر تو جو پہ پافت زری کا روی رنبار پر
بہلا جنت مین کیا گندم کی کھانے کی ضرورت تھی
تمہین تو ای پری پیکر و روئی مریم احسان ہر

مین سمجھا آفتاب حسن پر دانی ہین شبنم کی
بھرے ہین آب نظور دیدہ ہی تتالے تجلی عالم کی
ہزاروں جھوٹتے ہین سوز حوض چشم پرنم کی
بزنگ برف ریحان کی کف دریا ابھی جسم کی
تو کندن کی طرح کیا گال دہوتی یار کو دم کی
خدا جانے کہ کیا یہ دہن مین آیا تھا آدم کے
یہ سب یار و تمہین جلسے عشرت کے ہی فقط دم کے

مزا ہو پھر جو وہ گل کی طرح نشہ میں بیخود ہوں
نقاب اوس آفتاب حسن نے اوڑھی جو چہرہ پر
غضب کا سامنا ہے لوٹتا ہے سانپ چھاتی پر
دہن کا دوگے گر بوسہ ثواب حج تمہیں ہوگا
خیال کعبۂ ابرو میں جاری ہیں سدا آنسو
چڑھائی لشکر اندوہ کی ہے کشور دل پر
خداوندا ہمارا حال بعد مرگ کیا ہوگا
غضب میں جان ہے دل پھنک رہا ہے سوز فرقت سے
زمانے کو سواد لخت دل بیتاب کا دھوکا

کہ ہم تو دیکھنے والے ہیں ابرو اور عارض کے
چکا چوندا آگئی رخسار شکل برق جو چمکے
زمین ازدر رکا ہے حلقے نہیں ہیں زلف پرخم کے
بہت مدت سے ہم پیاسے ہیں آب چاہ زمزم کے
ہماری دیدۂ تر ہیں کہ دو سوتے ہیں زمزم کے
ہماری آہ کے تکے نہیں لگڑی ہیں پرچم کے
نہ ہم جنت کے قابل ہیں نہ قابل ہیں جہنم کے
نہیں ہیں نالۂ آتش فشاں شعلے جہنم کے
جو مقتل کی زمیں پر خون میرا رنگیا جم کے

پریشان ہونگے سنکر نالۂ پُر درد عاشق کو
ملینگے نوحہ جیبو کی ہوائی مخمل ماتم کے

عیش میں ہے پیش نظر موت کا ساماں رہے
کنگھی چوٹی میں تو مصروف وہ ہر آن رہے
محو نظارۂ جاناں جو کوئی آن رہے
دیر تک تم متکلم جو مری جان رہے
جو زباں سے کہے انسان بنا ہے اوسکو
غسل میت جو کیا یار نے سمجھے پہنی کفنی
بار اٹھانا نہ کسی اور سے منت کش ہوں
کھینچدو ما مجھے یہ میرے الف آزادی
کوچۂ یار کو جنت سے سوا سمجھے ہم
برسوں اس دشت جنوں زا کی لیت و الہی
بیٹھ رہنے کے لیے اوس گھر سے پوچھا میں نے
ماہ کی طرح دم صبح سدا یار کے گھر کو
صورت اشک رواں اشک حسرت نکلی
خون ناحق نہ کسیکا ہو سر دست الٰہی

پہنے خلعت تو کفن کا بھی ذرا دھیان رہے
ہم یہاں کوچۂ گیسو میں پریشان رہے
دل پہ قابو نہ رہے بس میں نہ پھر جان رہے
آدمی کیا ہمہ تن گوش بنی جان رہے
وضع کا پاس رہے بات کا بھی دھیان رہے
بعد مرنے کے بھی ہم چاک گریبان رہے
میری گردن پہ سرے یار کا احسان رہے
عاشق سرو قد ناز کی پہچان رہے
شکل رضوان در محبوب کے دربان رہے
صورت جیب سحر چاک گریبان رہے
یہ تو بتلاؤ کہاں شب کو مری جان رہے
رات کی رات مرے گھر میں وہ مہمان رہے
دیدۂ دل میں ہزاروں مرے ارمان رہے
مہندی ملتے ہو تو اسکا بھی ذرا دھیان رہے

ظالم کو رحم سے نہیں ہوتا ہے کچھ حظ
ای دل نہ کیون وہ مائل ظلم و ستم رہے

گھڑیاں جو جلد جلد شب وصل کی گئیں
سمجھا میں زندگی سے بہت روز کم رہے

دہوتین برنگ مہر ہون حسن صبیح کی
یارب ترقیون پہ جمال صنم رہے

رتبہ برنگ عرش معلے بلند ہو
دائم عروج یار فریدون حشم رہے

لیلوفشم جو آنکھ نہ لگی ہو فراق میں
بیدار شکل دیدۂ تصویر ہم رہے

پاون نہ ڈگگا نہ جادۂ راہ صراط پر
ہم راہ خضر خط میں یہی ثابت قدم رہے

۳۴۷

منظور نور تمکو اگر خیر نفس سے ہے
گردش میں جام مے رہی بر میں صنم رہے

۱۳

ناز کیا چیز ہے نور سحری کیا جانے
وہ قمر سوزش داغ جگری کیا جانے

وہ حسین مرہم زخم جگری کیا جانے
سوزن موی مژہ بخیہ گری کیا جانے

ای قمر چال اوڑا سے تو اوڑا سے تیری
نازو انداز ترا کبک دری کیا جانے

کتنے ناسمجھ ہیں شاعر جو ہیں دیتے تشبیہ
رگ گل یار سی نازک کمری کیا جانے

کھولتا ہی گرہ دل کو وہ ہر حکمت سے
ناخن عقدہ کشائی ہنری کیا جانے

توڑ سکیو نکر نہ کرے تیر کمان کم زور
آہ مظلوم بہلا بے اثری کیا جانے

عشق میں کوہ کنی کاہ برا ور دلا ہے
نقش فرہاد کوئی دردسری کیا جانے

مرتے ہی گور کی منزل میں پہنچ جاتا ہی
منتہی راہ عدم کا سفری کیا جانے

نیک طینت کو ہر ومند خدا رکھتا ہے
نخل امید مرا بے ثمری کیا جانے

بحرو بر عشق جنون زا کی بدولت ہہلانے
قیس ماہیت خشکی و تری کیا جانے

ناربستان سے ہی نخل قد دلدار نہال
صورت سرو چمن بے ثمری کیا جانے

ہو کمند ار رشتۂ گیسوی پری پیکر ہو
میری صورت کوئی آشفتہ سری کیا جانے

۳۴۸

وقت کا اپنے سلیمان ہو ہنین میں بہلا کیا نور
ہیں ارشد مراد وہ رشک پری کیا جانے

۱۲

عدم کو جو ہم ناتوان جائیں گے
کمر کی طرح بے نشان جائیں گے

وہاں جاؤ نگا وہ جہاں جائیں گے
وہ ہاتھوں سے میرے کہاں جائیں گے

ادھر سے نہ پائیں گے تیری کا لطف
ادھر ارمان ہم نوجوان جائیں گے

آتش رشک سے اغیار جلے ہین کیا کیا
آج گلزار مین گلچین کی ہے آمد آمد
اوس قمر کے رخ انور پہ جو گردن کی طرح
حق تعالی نظر بد سے بچائے تجکو

گرم گفتار یہ جو تم مجھسے مری جان رہے
کہدو بلبل سے کہ ہر گل کی نگہبان رہے
دل عشاق تصدق رہے قربان رہے
چشم نرگس تری آنکھونکی نگہبان رہے

٣٤٥

بدلے دشنام کے دین نور دعائین ہین نے
گالیان دیکے وہ تا صبح پشیمان رہے

١١

چل بسی جان مرا خانہ تن خالی ہے
لاغری سے نہ ملا مین تو فرشتے بولے
چاہیے داغ کسی ماہ لقا کا دل مین
چھیڑنے کو مرے اشعار وہ پڑھکر بولے
منہ ترا موتیون سے وقت تکلم بہتر تھا
بلبلو آج مزے لوٹو بہار گل کے
جان دی فصل بہار مین پھڑک کر مین نے
مجمع بزم مین ہین آج زمانے کے حسین
فہم و ادراک کہان رمز جو سمجھے تیری
بعد مرنے کے مری قبر ہو اوس کوچہ مین

وائے حسرت کہ مسافر سے وطن خالی ہے
اک تماشا ہے کہ مردے سے کفن خالی ہے
اک مدت سے مرا خانہ تن خالی ہے
گل تازہ سے ترا باغ سخن خالی ہے
ہاتھ زر سے مرا ای غنچہ دہن خالی ہے
شکر کی جا ہے کہ گلچین سے چمن خالی ہے
قفس بلبل اندوہ و محن خالی ہے
اک فقط جا تری ای عہد شکن خالی ہے
مصلحت سے نہین کوئی بھی سخن خالی ہے
کہ زمین تھوڑی سی ای چرخ کہن خالی ہے

٣٤٦

نور زر صرف کرو وصل اگر ہے منظور
آج کل سنتے ہین وہ سیم بدن خالی ہے

١٤

صد مراد اٹھائی ہیچ سے دل پہ غم رہے
دائم اسیر زلف سیاہ صنم رہے
پیش نظر جو ہووے میان صنم رہے
فرقت مین جانین کو اندوہ و غم رہے
تا سر لگا کا روی ماہ پہ دلکو یقین ہوا
ہمبھی خدا پرست ہے مجھے زاہدان شہر
شبنم کے قطرون کا گل نرگس پہ شک ہے

روز ازل سے کشور ظلم و ستم رہے
تا زیست اس بلا مین گرفتار ہم رہے
دلکو خیال جادہ راہ عدم رہے
صدمے مجھے رہے تو اونہین بھی الم رہے
یہ کس عرق کے قطرے جو عارض پہ نم رہے
ہر دم مری زبان پہ جو نام صنم رہے
آنسو جو چشم یار پر ... نم رہے

پھونک دی خرمن ہستی عدو صورت برق
گر ہوا نیک مری آہ شرربار سے جلے

یار آتا نہیں اسے نور بقول ناسخ
ہائے اے منتظری دیدۂ بیدار ہے

۳۵۰ — ۱۹

ازل سے ہی جو اک قلبی محبت مجکو ہے گل سے
بنایا کالبد صانع نے میرا خاک بلبل سے

شری پن کا سبب پوچھو اسیر دام کاکل سے
ہوا جوش جنوں کا ولولہ زنجیر کے غل سے

بھر آئے شکل شبنم اشک حسرت خندۂ گل سے
ہوا صدمہ چمن میں روح کو فریاد بلبل سے

دم رفتار پاپوش زری کی بیل جو چمکی
ہوئے گل نور کے پیدا زمیں پر نقش کے گل سے

صراط اس دل جسے کہتے ہیں وہ باریک ہے ہے ہجر
کہ جو ثابت قدم ہیں وہ اوتر جائینگے اس پل سے

مزا بھی ہے حاصل ہوا یا وہ پرستی کا
صدا آئی جو مستانہ تری شیشی کی قلقل سے

قناعت کے مزے سے ہی زبان ہو آشنا اپنی
کوئی لقمہ اگر رزاق دے خوان توکل سے

اثر رکھتے ہیں بیشک نالۂ پردرد عاشق بھی
گلوں کا پل گیا دل باغ میں فریاد بلبل سے

بط مے نے اوڑا کے ہوش جامی سے کیا باہر
ہوئی خود رفتگی حاصل مجھے شیشہ کی قلقل سے

حسیں بھی مبتلائے انقلاب چرخ گرداں ہیں
کھلا یہ ماہ کی ہمکو ترقی و تنزل سے

ہزاروں طفل ناداں ساتھ ہیں سنگساری پہ
چلا ہوں جانب دشت جنوں میں کس تجمل سے

دہن ہے غنچۂ ناشگفتہ آنکھیں ہیں گل نرگس
قد موزوں تو سرو ناز ہے گیسو ہیں سنبل سے

جو کی بالوں میں کنگھی روشنی سے اوس پری رو نے
تو بوئے مشک و عنبر صاف آئی شیخ کے گل سے

کہیں ایسا نہو آئی ہیں یاں وہ سہو فرمانے
فقط ڈر ہے دل بیتاب کو اونکے تغافل سے

بہار گل پھرا دے دشت جنوں کر جا کے مالن کو
جنوں زا کب ہے کوئی فصل بڑھکر موسم گل سے

نگاہ نیم خوابی سے کیا اوس نرگس نے گستہ
مجھے بے موت مارا رات کو تیغ تغافل سے

مجھے اپنی نگاہ مست کا بوسہ دے ای ساقی
چھکا دے مے پرستان ازل کو ساغر گل سے

سوال بوسۂ لب پر عبث حجت رہی ہمسے
جو ہاں بھی یار نے کی تو نہایت ہی تامل سے

سوار دوش ختم المرسلیں کا ہے فرس لا یدل
ملے نور اپنی آنکھوں کو نہ کیونکر پائے دلدل سے

۳۵۱ — ۱۵

جانب دشت دل زار لیے جاتا ہے
جوش سودا سوئے کہسار لیے جاتا ہے

دل مرا جبیں کے دلدار لیے جاتا ہے
لوٹ کر مال خریدار لیے جاتا ہے

نہیں غم ہے مرنے کا پر ہے یہ غم
خدا جانے یان سے کہان جائین گے

خزان ہوگا باغ طلسم شباب
ہوس ناک سوے جنان جائین گے

ہماری طرح کسکو پہنچیگا یہ سر
زمین مین جو اے آسمان جائین گے

جو منعم عمارت مین مصروف ہین
یہ کیا ساتہ لیکر مکان جائین گے

رہونگا مین سایہ کے مانند ساتہ
کہ وہ مجھسے چھپ کر کہان جائین گے

یہ عشرت سرا ہوگا ماتم سرا
گھڑی بھر جو وہ میہمان جائین گے

نہ اولجھاؤ گیسو مین تعویذ اسیر
یہ سونے کی پیچہ دہوان جائین گے

ملیگا مزا تلخ کامون کو بھی
جہان پر یہ شیرین زبان جائین گے

پھیل جائیگا نور حورون مین دل
جو ہم سوے دار جنان جائین گے

باغ مین پھول جو اے ساقی میخوار چلے
ساغر چشم لیے نرگس بیمار چلے

ناتوانی سے نئی چال یہ ای یار چلے
نبض دوڑے کی طرح زلف کی بیمار چلے

یون لرزتے ہوے ہم روبروی یار چلے
جسطرح سامنے حاکم کے گنہگار چلے

لیکے پشتارہ گناہون کا نگونسار چلے
ہم سبکبار یہان آئے گرانبار چلے

مثل یوسف وہ پئے سیر جو بازار چلے
زیر کیف صورت گل ہاتہ خریدار چلے

اونکو منظور اگر معرکہ آرائی ہو
ندیان خون کی یہ جائین وہ تلوار چلے

ہم وہ دیوانے ہین صحرا مین اگر جا نکلین
پای بوسی کے لیے دشت سے ہر خار چلے

سکیہ نہ کوئی مرے یار سے انداز خرام
پیس ڈالا دل عاشق کو وہ رفتار چلے

جان کس پیچ سے لی یار نے جاتے جاتے
نکہت زلف سنگھا کر وہ مجھے مار چلے

سامری تک تو ہے اوس چشم فسون ساز سے تنگ
سحر کیا روبرو میری نرگس بیمار چلے

خضر رہ خود مری تکلیف اوٹھاتی جو چلین
آبلے لیکے سوے وادی پرخار چلے

تھام کر ہاتھون سے رہجائی نہ کیونکر دلکو
بس نہ جب عاشق ناشاد کا ای یار چلے

وحشت آباد مین یارب یہ چلین جاری ہم
سکے داغ جنون ہزار سر بازار چلے

گرمیٔ چشم جو تنگی کا سہارا ڈھونڈے
لیکے مژگان کا عصا مردم بیمار چلے

دھوم سے کوئی اگر فصل بہاری تو کیا
جام سے بادہ پرستو نہین نہ دو چار چلے

تو وہ ہے رشک مسیحا کہ تری جانب کو
کھینچکر یہ دل بیمار لیے جاتا ہے

آپ سے تو نہین جاتا ہون مین اوس کوچہ مین
خود مجھے میرا دل زار لیے جاتا ہے

دم ہون پر ہے اوٹھا دو رخ انور سے نقاب
آرزو طالب دیدار لیے جاتا ہے

میرے معبود بھروسے یہ تری رحمت کے
بار عصیان یہ گنہگار لیے جاتا ہے

کیا چمن مین یہ خبر فصل بہاری آئی
دام صیاد جفاکار لیے جاتا ہے

قتل وہ قاتل بیرحم کریگا کسکو
برہنہ ہاتہ مین تلوار لیے جاتا ہے

کسکو تاکا ہے کریگا کسے مست مے حسن
جام ہاتھون مین وہ میخوار لیے جاتا ہے

دم آخر جو ملے لب تو یہ سمجھا وہ حسین
حسرت بوسۂ رخسار لیے جاتا ہے

طور پر صورت موسی مجھے دوڑائے ہوے
شوق نظارۂ دلدار لیے جاتا ہے

مین ہون وہ رند خرابات کہ خود دل میرا
طرف خانۂ خمار لیے جاتا ہے

بعد الحمد لگی میری ٹھکانے مٹی
ہڈیان منہ مین سگ یار لیے جاتا ہے

جوش سودا کا اثر سے چاک گریبانون کو
طرف دامن کہسار لیے جاتا ہے

٣٥٢

نور کا مال خریدین گے حسینان جہان
کھینچے دل سر بازار لیے جاتا ہے

١٧

زبان پہ حرف شکایت کو لا نہین سکتے
یہ خوف ہے کہ لبون کو ہلا نہین سکتے

اسیر زلف ہین بازو ہلا نہین سکتے
پھنسے ہین دام مین پر پھڑپھڑا نہین سکتے

جو مصلحت ہے یہان پردہ آ نہین سکتے
تو بے بلائے ہوئے ہم بھی جا نہین سکتے

عجب ہے آنکھون مین بحر سرشک کا ہونا
سنا تھا کوزے مین دریا سما نہین سکتے

صبا پیام یہ دینا تو اوس ستمگر کو
لگی ہے پاؤن مین مہندی جو آ نہین سکتے

تپ فراق کی سوزش کو پوچھتے کیا ہو
جگر مین آگ لگی ہے بجھا نہین سکتے

گذر حبیب خدا کا وہان ہوا اے دل
کہ جس جگہ پہ فرشتے بھی جا نہین سکتے

ہزارون داغ ہین اے ماہ صورت ماہوش
کلیجہ چیر کے سینہ دکھا نہین سکتے

جسد پاک سے خوف ہمکو اسکا کیا ہے
کسی طرح کی وہ تہمت لگا نہین سکتے

یہ نقش حسن کھلا ہمکو لن ترانی سے
وہ نور حسن سے صورت دکھا نہین سکتے

فراق شعلہ رخون مین عبث کرون گریہ
کہ بحر اشک لگی کو بجھا نہین سکتے

مقام شکر ہے اے دل کہ ناتوانی سے — رقیب کی بھی نظر مین سما نہین سکتے
خطا معاف ہو کیسے ہین آپ تیر انداز — نشانہ پر دل عاشق اوڑا نہین سکتے
کہجوری چوٹی وہ جوڑے کی بدلے گندہوا لیتے ہین — یہ شاخ بوٹہ سے قد کو لگا نہین سکتے
وہ ناتوان ہون کہ احباب بستر غم سے — بغل مین ہاتہ بھی دیکر اوٹھا نہین سکتے
تنک مزاج ہین ایسا نہو بگڑ جائین — ہم اس سے ہاتہ بھی اونکو لگا نہین سکتے

٣٥٣ — ١٣

کرینگے توبہ ہزار دن وہ غمزۂ بیجا
ہم اس سبب سے محبت جتا نہین سکتے

اے ہوس ایسی بگڑی ہو تقدیر بنے — خاک پا یار کی ہاتہ آئے تو اکسیر بنے
سانپ ڈسنے کو جو وہ زلف گرہ گیر بنے — دہن مار سیہ حلقۂ زنجیر بنے
ہم جو اوس ترک کو آرائش ابرو منظور — ذرہ افشان کا ہر اک جوہر شمشیر بنے
تو وہ غارتگر ایمان ہے تری الفت مین — گر مسلمان بھی ہو تو کافر بے پیر بنے
بوجھ سے قلب کا صدمہ نہین اوٹھ سکتا ہے — جان پر میرے نہ کیون آفت لمبی پیر بنے
تیرا نقشہ یہ قدرت نے ہے کھینچا ای مہر — دخل کیا ہے جو مصور سے تری تصویر بنے
زندگی بہر تو تری جور اوٹھانے مین بنے — دیکھین اب زیر زمین کیا فلک پیر بنے
گھورکر دیکھے جو وہ دل ہو نشانہ میرا — ابروے یار کمان تار نگہ تیر بنے
حال قسمت کا جواب خط جانان سے کھلے — وہ جو نامہ مجھے بھیجے خط تقدیر بنے
ہالۂ ماہ دو ہفتہ ہو خط نورانی — نور رخ چہرۂ خورشید کی تنویر بنے
مین وہ مجرم ہون جو گیسو کا ہو سودا مجکو — پھانسی گردن کے لیے زلف گرہ گیر بنے
جھوٹ سچ یار سے باتونکا بنایا گیا تہا — غیر کل بزم مین کیا کیا دم تقریر بنے

٣٥٤ — ١٦

کام کیا ہوئی ہے اے نور وہ قد بوٹا سا
میرے قبضہ مین جو آ جاے تو اکسیر بنے

سوا خورشید سے بھی حسن مین تم اے قمر ٹھہرے — تمہاری عارض پر نور پر کیونکر نظر ٹھہرے
تلاطم مین ہے کشتی جان و دل کیا ای قمر ٹھہرے — یہ وہ دریا ہے ممکن نہین جس سے کلیجہ پاٹ بھر ٹھہرے
تمہارے شعلۂ رخسار کی یہ لو لگی شب کو — برنگ شمع آنکھون سے نہ آنسو تا سحر ٹھہرے
چھپائین فرط الفت سے نکیون عشق دامن مین — کہ جب پروردۂ ناز و ادا لخت جگر ٹھہرے

نہ کیونکر بساط کُلہ راہ محبت لوگ سب سمجھیں
کہ خضر دل طریق عشق میں جب راہبر ٹھہرے

دم آخر عیادت کو مسیحا میرا آیا ہے
کہوں میں صدمہ درد جدائی دم اگر ٹھہرے

جو ملک عطر صندل کا سنگھاتو تم دوپٹہ کو
طبیعت ہو بحال اپنی ابھی دو دن اگر ٹھہرے

فروغ خورشید انور سے فروغ روئے تابان ہے
نگہ کیونکر وفور حسن سے رخسار پر ٹھہرے

سنا ہے ترک غیروں سے کیا ہے ربط اوس بت نے
الٰہی جھوٹ بھی ہو گر تو یہ سچی خبر ٹھہرے

بنا ہر برگ عکس عارض روشن سے آئینہ
ہوا کہانی کو جب وہ باغ میں زیر شجر ٹھہرے

ہوا انصاف اچھا آپ کی سرکار عالی میں
خطا کی غیر نے مجرم ہم اے بیداد گر ٹھہرے

دل بیتاب کیونکر تاب لائے شعلۂ رخ کی
بتاؤ تو بھلا کس طرح پارہ آگ پر ٹھہرے

قیام و امن کی جا اس سرا میں غیر ممکن ہے
جو آئے ملک ہستی میں کہاں اونکی گذر ٹھہرے

یہ مچھلی سا تڑپتا ہے وہ بسمل بنا پھر کتا ہے
جو تم آکر گلے لگ جاؤ دل ٹھہرے جگر ٹھہرے

وہ ہم ہیں جو قدم سر کا نہ میدان تعشق میں سے
ہم دو کیف امتحان میں ہے بت بیداگر ٹھہرے

۳۵۵

طریق عشق کو اے نور ہم بھولے نہ وحشت میں
پھر سے صحرا سے تو جاکر در دلدار پر ٹھہرے

۹

صیاد پُر جفا کا یہ پیشہ چمن میں ہے
بلبل اسیر دام ہمیشہ چمن میں ہے

فرہاد کی طرح سر بلبل کے واسطے
شاخ نہال خشک کا تیشہ چمن میں ہے

کنج قفس دکھائے نہ صیاد پُر جفا
دھڑکا یہ بلبلوں کو ہمیشہ چمن میں ہے

اے بلبلو بہار ہے بے ثبات ہے
باد خزان کا خوف ہمیشہ چمن میں ہے

بلبل سا بدنصیب نہ ہوگا جہان میں
تکلیف دام اسکو ہمیشہ چمن میں ہے

سر سبز گل جو مثل تھی بے برگ آج ہیں
اے دل خزاں بہار ہمیشہ چمن میں ہے

صیاد آشیان سے اوجاڑ کے ہی ہوگا یا
ہر عندلیب کا رگ و ریشہ چمن میں ہے

شبنم کو جو گذر میں اوس گل تر سے ہوا مقیم
عقل نے کہا کہ شیر کا بیشہ چمن میں ہے

۳۵۶

ابرو کا عکس ہے رخ شیریں جمال میں
یا نور کوہکن کا یہ تیشہ چمن میں ہے

۱۵

مٹی دینے کو نہ جب وہ بت شیریں آئے
جین میت کو مرے کیا نہ مدفن آئے

ملکہ پھر دامنوں میں مٹی سے گلشن آئے
پھر اوڑا نے کو وہ رنگ گل سو سن آئے

کب لیا بوسہ رخسارہ گلگون مین نے
مجھپہ فقرا یہ بنا اسے بت پرفن آئے

بلبلین چہکین ابھی باغ مین دہلی ہو بہار
سیر گلشن کو جو وہ غیرت گلشن آئے

قتل گہ مین جو کیا ہمکو طلب قاتل نے
یہ شمشیر چمکاتے ہوے گردن آئے

ٹہر ٹہر اکر کہا یا حیدر صفدر مدد دے
جب نظر مجکو فرشتے تہ مدفن آئے

سوختہ بخت وہ ہون نام جو یون دانے کا
برق گردون سے تڑپ کر سوی خرمن آئے

پہر جمائین لب نازک پہ وہ مسی کی دہڑی
پہر بدخشان مین بہار گل سوسن آئے

طائر باغ جنان عشق سہی قامت مین
شاخ طوبا پہ بنانے کو نشیمن آئے

آمد موسم گل مین جو ہوا مجکو جنون
لیکے حداد وہین زیور آہن آئے

آمد فصل بہاری جو سنے گلشن مین
کیا چہکتے ہوے مرغان نوا زن آئے

زلف کے بعد پڑی آنکھ رخ روشن پر
ہم ختن سے جو پہرے وادی ایمن آئے

نور کی شمع سر طور پہ گلکاری ہے
بازو نو شیر وہ نہین باندہ کی جوشن آئے

ڈہکر مین ہلگئی حسرت سے نسیم سحری
صبح دم وہ جو اوڑاتے ہوے توسن آئے

وصل مین مین نے جو چہیڑا تو بگڑ کر بولے
تم بھی ای نور مری جان کو دشمن آئے

وصل مین نالہ و فریاد و فغان بھول گئے
عیش مین رنج ہم ای راحت جان بھول گئے

منتین سنکے تم ای جان جہان بھول گئے
سر جہکا کر وہ لگے کہنے کہ ہان بھول گئے

داستان سنکے مری عشق کی یہ محو ہوے
قصہ گو قصۂ الفت کا بیان بھول گئے

جب تری مانی و بہزاد نے کہینچی تصویر
یہ اوڑے ہوش کہ اور دہان بھول گئے

محو الفت نہ جہان مین کوئی ہمسا ہوگا
دل ہمین دیکے ہم ای جان جہان بھول گئے

لطمے سنے یہ جوانون کی اوڑی اوسان
بیخودی مین کرم پیر مغان بھول گئے

اونکی تکبیر سے یہ محو ہوے وقت سحر
نوبتی نوبتین کیا مرغ اذان بھول گئے

کہتے ہو مین تری صورت سی بہی آگاہ نہین
چار ہی دن مین تم ای جان جہان بھول گئے

تہا یقین دیکہین گے پہر سبزۂ عارض کی بہار
وہ زمرد کی انگوٹھی ہمو بہیان بھول گئے

ہجر مین کثرت افکار سے نسیان یہ بڑہا
نامہ بر ٹہرا تو ہم گہر کا نشان بھول گئے

خال ابرو ہے ترا ہوش ربا کس درجہ
یکقلم تیز بری زاغ کمان بھول گئے

یاد مطلق نہ رہی وصل مین تکلیف فراق
ہے چین مین ہم ستم و جور بتان بھول گئے

اب تو کچھ اور ہی انداز کی تقریرین ہین
صبح کے ہوتے ہی وہ شب کا بیان بھول گئے

وہ حسین تو ہے کہ ہم دیکھکے تیری صورت
یوسف مصر کو ایجان جہان بھول گئے

فاتحہ کے لیے کیا خاک سر قبر آتے
تربت عاشق بیکس کا نشان بھول گئے

ہم سا عالم مین نہوگا کوئی گم کردہ حواس
یہ نہین یاد کہ ہم دل کو کہان بھول گئے

۳۵۱ نور کہنے لگے اشعار وہ میرے سنکر
حسن بندش کے سوا لطف زبان بھول گئے ۱۹

ظلمت زلف جنون خیز ہے اوس مہرو کی
ہوش پران کیے دیتی ہے مہک گیسو کی

شعلہ ور رنگ حنائی جو ہوا ہاتھون مین
مچھلی بن جائیگی اے بحر کرم بازو کی

چشم و گیسو کا انہین میری طرح سودا ہے
وحشت آگین ہو نہ کیون آنکھ ہر اک آہو کی

ذرے افشان کے چمکتے ہین ستارون کیطرح
روشنی ہے شب ظلمت مین غضب گیسو کی

اے جنون کیون نہو مجموعۂ خاطر برہم
آج چلتی ہے پریشان ہوا گیسو کی

تازہ مضمون کمر ہاتھ نہین آنے کا
دل کو رہتی ہے عبث فکر نئے پہلو کی

قرب عارض نہین ملتی ہے ہوا سے زلفین
آندھی کعبہ سے یہ اوٹھی ہے سیہ گیسو کی

اشک گرم اپنے کسی دن جو حرارا لائے
پردے آنکھون کے جلادیگی تپش آنسو کی

نور کے سانچے مین ہر عضو ڈھلا ہے اونکا
زنگ آئینہ کو کرتی ہے صفا زانو کی

شب کو سلک در دندان کا تصور جو بندھا
تا سحر ٹوٹی نہ آنکھون سے لڑی آنسو کی

دہن تنگ اگر غنچۂ سربستہ ہے
صاف بینی مین شباہت ہے گل شبو کی

سحر سے کم نہین عشاق کو تزئین اونکی
سرمہ آنکھون مین دیا موٹھ چلی جادو کی

سرمہ دینے سے نہین اشک بھی گالو نہی
چمن حسن مین پیدا ہوئی شاخ آہو کی

درد سر نکہت کاکل سے ہوا ہے پیدا
عطر گل سے بھی سوا تیز ہے بو گیسو کی

طاق محراب حرم مین ہین چڑہاون چلے
مجکو مل جائے اگر کوئی کمان ابرو کی

ایک موذی ہو تو کچھ ڈر ہکی مین کیلون بھوجنگون
زلف مین سانپ کی اب رہتی ہی جو جو کی

عکس رخسارۂ انور مین نہین ہاتھون کا
مچھلیان چشمۂ خورشید مین ہین بازو کی

چشم جانان کو چھلاوا جو کہون زیبا ہے
شوخیان نرگسی آنکھون مین ہین ہست آہو کی

۳۵۹ بارش اشک کی کثرت یہ شب ہجر رہی
تھمی تا بہ سحر نور جھڑی آنسو کی ۱۷

ہوا سے آتش گل کا عیان شعلہ بھڑکتا ہے
قفس مین داغ بلبل صورت لالہ دہکتا ہے

وہ یوسف ہو کس غیرت کا دل جسپر شہد ٹپکتا ہے
زلیخا کیا کہ آئینہ بھی حیرت سے تکتا ہے

اٹھا دیتے ہین ہم زر ریزی مین پر سکے ٹھیکرون کی شب و ملت
دو شیشہ دیکھا شیشی مین اگر اونکا سکتا ہے

نہ کیونکر مے پرستی سے کرون توبہ ضعیفی مین
لبالب جام ہستی کا ہی کوئی دم مین چھلکتا ہے

لگائی آگ قصر تن مین میرے گرم آہون نے
جگر بھنکتا ہے انگاری کی صورت دل دہکتا ہے

جو برتر تیرا تاک ہم وہ بادہ نوشی کرتے ہین باہم
دل حاسد برنگ دانۂ انگور پکتا ہے

تمہارا قہقہہ اے غیرت گل یاد آتا ہے
مین ڈاڑھین مار کر روتا ہون جب غنچہ چٹکتا ہے

نزاکت سے میان یار کے ڈر مجکو رہتا ہے
وہ جب اوٹھتی ہین تب بند کمر اونکا چٹکتا ہے

وہ گل گلگشت مین کہتا ہے کس نازک دماغی سے
طپنچہ سر پہ چلتا ہے اگر غنچہ چٹکتا ہے

قیامت کیا جو بھولا کوچۂ گیسو کی راہون کو
ہر اک رہبر و شب تاریک مین رستہ بھٹکتا ہے

ہماری جان پر بنتی ہے دلکی بیقراری سے
جو دم بھر کے لیے پہلو سے وہ دلبر سرکتا ہے

مرے ہوتے ہوئے دیتا ہے جام اوروں کو بھر بھر کر
تماشا ہے کہ ساقی ہوشیاری مین بہکتا ہے

پہونچنا سہل ہے عشق مجازی سے حقیقت تک
یہ وہ دشوار رستہ ہے کہ سالک بھی ٹھٹکتا ہے

جو رونے مین تصور باندھتا ہون لعل جانان کا
تو اشک خون برنگ لالہ آنکھون سے ٹپکتا ہے

کلیجے مین تپک ایجان ہجر رہ کی ہوتی ہے
جگر کیا دل بھی پھوڑے کی طرح پہلو مین پکتا ہے

نظر آتی نہین ہے خیر ای رب جان عاشق کی
خدا شاہد ہے دلمین درد رہ رہ کر چمکتا ہے

۳۶

جو قصہ چھیڑتا ہون زلف کا جھنجلا کے کہتے ہین
تجھے سودا ہے کیا ای نور آپ ہی آپ بکتا ہے

۱۵

سختیان سہنے کا تب ہو متحمل کوئی
اے بتو رکھتا ہو پتھر کا اگر دل کوئی

رونق افروز جو وہ شمع شبستان ہوگا
شکل پروانہ جلے گا سر محفل کوئی

برہمن دیر مین کعبہ مین ہین ہم سر بسجود
بندگی سے تری بندہ نہین غافل کوئی

اے مسافر یہ خطرناک بہت ہی رستہ
منزل گور سے بڑھکر نہین منزل کوئی

تنگ کا کوچۂ گیسو سے لگا ہے پہرا
کالے کوسون تو نہین عشق کی منزل کوئی

ناتوانی مین ہوا موئے کمر کا سودا
رگ گل کی مجھے پہنائے سلاسل کوئی

تھوکتا ہون مین لہو شدت تپ فرقت سے
مرض دق کوئی سمجھا ہے اسے سل کوئی

زمزمے سنکے مرے ہنسکے وہ گل کہنے لگا
بات میں کرتا ہے تقلید عنادل کوئی

دم گلگشت چمن میں جو چلو ناز کی چال
پس نہ جائے کہیں مہندی کی طرح دل کوئی

اسقدر اسکے تڑپنے سے ہیں تنگ آئے ہوئے
مفت دے دیوے ابھی مانگے جو مرا دل کوئی

آئینہ جان کے لیں مول حسینان جہان
چوک میں بیچنے جائے جو مرا دل کوئی

عشق ابرو میں ہے یہ شوق شہادت دلکو
ڈھونڈھتا پھرتا ہوں ملتا نہیں قاتل کوئی

حور و غلمان ہو پری ہو کہ اجی یوسف ہو
چار حد میں تو نہیں تیرے مقابل کوئی

اک فدا ناقہ کو اے غیرت لیلی ٹھہرا
دیر سے خاک بسر ہے پس محمل کوئی

٣٦١

میرے دم تک ہے فقط شہرت حسن جانان
نور پھر ہوگا مرے بعد نہ مائل کوئی

ی

شگفتہ دل ہے نسیم بہار چلتی ہے
چمن میں آج ہوا خوشگوار چلتی ہے

بگاڑ پر ہے مقدر بنا و مشکل ہے
کہ کوئی فکر نہ تدبیر یار چلتی ہے

دم اخیر تو ٹھہرو ذرا چلے جانا
ابھی تو سانس مری اے نگار چلتی ہے

وہ گالی جھوٹے یہ دیتے ہیں گالیاں لاکھون
ہمارا ہاتھ نہ زبان نگار چلتی ہے

دماغ کیون نہ معطر ہو صورت نافہ
ہوائے گیسوئے مشک تتار چلتی ہے

ہزاروں جنبش ابرو سے ہوتے ہیں کشتہ
تمہارے کوچہ میں تلوار یار چلتی ہے

ہیں دور ساقی میں بیہوش اک ہیں محروم
شراب غیر سے تو بار بار چلتی ہے

تمہاری شکل سے کرتی ہے ناز کیا یہ بھی
جو تیغ حلق پہ رک رک کے یار چلتی ہے

پسے گا صورت برگ حنا دل عاشق
خرام ناز نسیم بہار چلتی ہے

نگاہ کے سرمہ جو دیتے ہو چشم کو گردش
مرے گلے پہ چھری آبدار چلتی ہے

نہ کس طرح دم تقریر دل کے پرزے ہوں
زبان صورت مقراض یار چلتی ہے

قمار خانہ دنیا غضب کی چوسر ہے
کسیکی چال نہیں زینہار چلتی ہے

٣٦٢

نگہ جو نور وہ لڑنے میں پھیر لیتے ہیں
جگر پہ برچھی دم کارزار چلتی ہے

ہ

خوش رہیے آپ کو جو محبت نہیں رہی
ہنسنے کی بھی کچھ اب وہ طبیعت نہیں رہی

آئینہ اونکا ٹوٹ گیا میرے ہاتھ سے
اب کوئی منہ دکھانے کی صورت نہیں رہی

بس بس نہ میرے لب سے لب ابھی ملائیے
منہ پھیر لیا بھلا کی یہ رغبت نہین رہی

غیرون کے پاس بیٹھ کے تم بھی بگڑ گئے
ہرگز وہ آنکھہ آپ کی حضرت نہین رہی

٣٦٣ — ١٥

ٹکتی کسیطرح بھی نہین کور آنکھہ یار کی
اگلی سی اب وہ چشم عنایت نہین رہی

سنتے ہی چپ نغمۂ دل رہ گئے
کھول کر سینہ کو عنادل رہ گئے

اوسنے جو عشاق چہانٹے بہر قتل
دیکھکر ہم روسے قاتل رہ گئے

کھیلتی جو سر تو پہر جاتے نہ وہ
حال ہم اے حضرت دل رہ گئے

اک زمانے کو کیا اوسنے شہید
جان بلب کچھ نیم بسمل رہ گئے

وہ پری رو جب نظر آیا ہمین
تہام کر ہاتھون سے بس دل رہ گئے

داستان عشق ہمنے ختم کی
پڑھ کے بسم اللہ بسمل رہ گئے

گور کی بستی بسائی بعد مرگ
ہو چکی جب ختم منزل رہ گئے

ہمنے وہ کڑیان اوٹھائین عشق مین
کٹ کٹا کر دانت قاتل رہ گئے

خال کے نقطے گئے گو خط کے ساتھ
اوسپہ بھی دو آنکھہ کے تل رہ گئے

ضعف نے یہ پاؤن پکڑے دشت مین
چلکے ہم دو چار منزل رہ گئے

دیکھکر میرا تڑپنا بزم مین
آہین بھر کر اہل محفل رہ گئے

کونسی سیفی پڑی تھی وقت قتل
تولکر تلوار قاتل رہ گئے

کر لیا یارون کا ہمنے امتحان
جب ہوئے درپیش مشکل رہ گئے

جب نہ دی خیرات اوسنے حسن کی
ہاتھ کو پھیلا کے سائل رہ گئے

٣٦٤ — ١٣

نوحہ بہر گل مین وہ نالے کیے
نغمہ سنجی مین عنادل رہ گئے

نہین معلوم کیا بغض و حسد کا فیصلا ٹھہرے
مری تقصیر ثابت ہو کہ غیرونکی خطا ٹھہرے

جنون کم ہو مزاج اپنا ابھی اصلاح پر آئے
جو فصل گل مین دم بھر زلف جانان کی ہوا ٹھہرے

لیا بوسہ تو صحت ہو گئی درد جدائی سے
تمہارے خال عارض اے حسین حب شفا ٹھہرے

نسیم صبح کا جھونکا تھا آنا یار کا اے دل
اگر دم بھر مرے پہلو مین وہ ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

تڑپتا ہون برنگ مرغ بسمل بستر غم پر
جو تم پہلو سے لگ بیٹھو تو درد دل ذرا ٹھہرے

بھلا کس طرح بھٹکے کوچۂ گیسو کی دل راہین / کہ خضر شوق راہ عشق مین جب رہنما ٹھہرے
نہ پوری بات کی مجھسے نہ میرا حال کچھ پوچھا / جو وہ آئے تو کیا آئے جو وہ ٹھہرے تو کیا ٹھہرے
کیا کرتے ہین سجدے کیون برہمن روبرو اونکے / معاذ اللہ بت تیہر گئے کیا ٹھہرے خدا ٹھہرے
ابھی سر بیچ کر لین مول بازار محبت مین / کہ سستا زلف کا سودا جو ای یوسف لقا ٹھہرے
جو وہ جور و جفا کرتے ہین ہم پر دل مین کہتے ہین / جو دوہرائین کسی سے حال اونکا تو گلا ٹھہرے
ہتیلی صورت آئینہ ایسی ہے صفا اونکی / بھلا کیا دخل وہم بھر ہاتھ مین رنگ حنا ٹھہرے
پیام وصل مین نے اوس پری پیکر کو بھیجا ہے / مری تشویش اسکی ہی نہین معلوم کیا ٹھہرے

۳۶۵ — ۱۲
شروع عشق مین اے نور اک سودے کا عالم ہے
خدا جانے کہ اس آغاز کا انجام کیا ٹھہرے

شب درد و غم یون بسر ہو گئی / تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی
مرا دل جو دھڑکا وہ کہنے لگے / گجر بج رہا ہے سحر ہو گئی
بگڑ کر شب وصل کروٹ جو لے / مناتے مناتے سحر ہو گئی
نہ کہتے کیا راز الفت کو فاش / مرے دل کی اونکو خبر ہو گئی
رہا مبتلائے غم ہجر یار / مصیبت مین اپنی بسر ہو گئی
جو آئینہ مین حسن پر کی نگاہ / تو خود اونپہ اونکی نظر ہو گئی
شب ہجر مین یہ تمنا رہی / کہے کوئی آکر سحر ہو گئی
ہوئی شام بکھرے جو چوٹی کے بال / ہٹی زلف رخ سے سحر ہو گئی
شب وصل گھبرا کے کہنے لگے / اذان ہو رہی ہے سحر ہو گئی
شب وصل رنگت مری فق ہوئی / کہا جب کسی نے سحر ہو گئی
جو گنجہ ہوائی چوٹی شب وصل مین / نزاکت سے دوہری کمر ہو گئی

۳۶۶ — ۱۱
ہوے بال غفلت مین سر کے سفید
اوٹھو نور جاگو سحر ہو گئی

نظارے ہونگے جی بھر کے رخ لیلےٰ شمائل کے / اولٹ دیگی ہوا سے آہ مجنون پردے محمل کے
حضور روے روشن کیا فروغ اپنا دکھائیگی / دھوئین اکھڑن اوڑا دونگا مین جلکر شمع محفل کے
نگہ چاہ زنخدان ہے کہ گیسو [illegible] / بنی ہین تیلیان گویا فرشتے چاہ بابل کے

اثر ہے بعد فنا دلسوزی عاشق دکھاتی ہے
سلگتے ہیں سر پروانہ آنسو شمع محفل کے

کیا سنگ جفا سے کسنے چکنا چور حیران ہوں
کھٹکتے ہیں مری پہلو میں ٹکڑے شیشہ دل کے

جھکا رہتا ہے سر قدموں پہ زور ناتوانی سے
نمی ہیں طوق گردن گے یہ حلقے سلاسل کے

لگی مسی چھڑانے صبح دم جو دست نازک سے
بنے داغ نگینے یار کے یاقوت لب جل کے

مئے انگور کی خواہش اگر ہے بادہ خواروں کو
تو ہر میکشی حاضر ہیں میرے آبلے دل کے

تمہیں نے خانہ آباد عاشق مفت لوٹا ہے
تمہیں باعث ہوئے ہو جان من بربادی دل کے

برنگ مرغ بسمل تا سحر تڑپا ہوں بستر پر
مزے ہوئے جگر نے رات بھر بیتابی دل کے

ادائے ناز نے غمزے نے عشوے نے کرشمے نے
انہیں دو تین نے بیجرم مارا ہی مجھے بل کے

معمائے دہن کے مرحلے باتوں ہی میں ہونگے
کھلیں گے ناخن تدبیر سے عقدے ہی مشکل کے

نقاب اوٹھی کسی شب رخ سے گروہ غیرت یوسف
ابھی ہو جائیں ٹھنڈے نور شہر یا ماہ کامل کے

١٥ — ٣٦٧

جو برہم کر اوسنے تیوری کردی تو ٹکڑے ہیں مرے دل کے
کھلے چلنے سے جوہر خنجر ابروی قاتل کے

تہی دستان قسمت کو عبث ہے خواہش دنیا
ہمیشہ زر سے خالی ہاتھ پائے ہمنے سائل کے

نگاہ ناز ہی سے عاشقوں کو قتل کر ڈالا
تفنگ و تیر و سنگ و خشت کب تھے پاس بسمل کے

خدا نے آبرو رکھ لی بڑا احسان ہے اوسکا
شہیدوں میں ہوئے مشہور کشتے تیغ قاتل کے

دم آخر دیا الفت نے خاک روح کو صدمہ
جو دیکھا نزع میں مجکو لگے رونے گلے مل کے

نہیں ہے سبزہ عارض کا پرتو چشم جاناں میں
خضر کے ہاتھ میں دو جام ہیں زہر ہلاہل کے

تصدق حسن روز افزوں پہ افزوں ہے دل اپنا
تدرو آسا پھرا کرتا ہوں گرد اوس ماہ کامل کے

ہوا پابند زلف عنبریں اے دل مضطر
اسیروں کے پاے لاغر ہیں کہاں پھندے سلاسل کے

لٹا کر قبر میں مردہ مرا رو کر لگے کہنے
نہ کیونکر بیخبر سوئیں تھکے ماندے ہیں منزل کے

رکی جو چلتے چلتے ناز سے حلق بریدہ پر
دہان زخم سے بوسے لیے شمشیر قاتل کے

کیا خالق نے جامہ قطع مجھ پر خاکساری کا
جدا ہوتے ہی دھڑ سے سر گرا قدموں پہ قاتل کے

ہوئی کم سوزش داغ جدائی بادہ خواری سے
مئے انگور کے پیتے ہی پھوٹے آبلے دل کے

ہوا سامان جشن عید قرباں گھر میں غیروں کے
کیا کشتہ مجھے جو تیغ قاتل نے گلے مل کے

ملا تب ایک بوسہ ساقی مے نوش کے لب کا
بنائے کاسہ گر نے جبکہ پیمانے مری گل کے

٣٦٨ — ١٣

پھر پیرا انور سمجھا میں نشان فوج وحشت کا
اسر پہر خار پر جو آبلوں سے رہ گئی چھل کے

وہ آئیں کے نگاہ شوق اونکی راہ تکتی ہے
بیاں تو دل پھڑکتا ہے زباں بلبل پھڑکتی ہے

خدا محفوظ رکھے صدمۂ درد جدائی سے
کہ بائیں آنکھ میری آج رہ رہ کر پھڑکتی ہے

وہاں بکھرا رہی ہیں بال وہ چوٹی کے شانے پر
یہاں بازو کی مچھلی صید کی خاطر پھڑکتی ہے

سوا جوبن ہوا اونکا مسی کے لگانے سے
وہ کیا ہنستے ہیں گویا ابر میں بجلی چمکتی ہے

مال کار کی کر فکر کیا مصروف زینت ہے
لحد کھودے ہوئی آغوش ہے منہ موت تکتی ہے

جو بوسہ مانگتا ہوں ہونٹ کا منہ کر وہ کہتے ہیں
تماشا ہے زباں لے دے ہے تیری یا بہکتی ہے

پھڑک کر آتش گل نے جلایا عندلیبوں کو
یہ شمع حسن پروانوں کی جانب خود لپکتی ہے

جو اک بوسہ وہیں حاصل ہو مزا قند مکرر کا
کہ ان شیریں لبوں پر بال حسرت سے ٹپکتی ہے

خلش مژگان جاناں کی یہی عاشق قیامت ہے
پیا دم سے پھانس جو دل میں مری ہر دم کھٹکتی ہے

خدا کیوا سطے اولٹو نقاب اپنا ان چہرے سے
تمہارے دیکھنے کو روح قالب میں پھڑکتی ہے

خدا جانے نظر کسکی لگی ہے چشم جاناں کو
وہ کہتے ہیں کہ میری آنکھ مچھ کل سے کھٹکتی ہے

جو میں چمٹا گلے سے وہ خفا ہو کر لگے کہنے
مجھے چھوڑو ہٹو سر کو مری انگیا مسکتی ہے

٣٦٩ — ١٤

لچک کر پانیچے جب ناز سے وہ نور چلتے ہیں
نزاکت کے سبب کیا کیا کمر اونکی لچکتی ہے

پری ابن بن کے بیٹھا ئے دل ناکام میں آئے
کیے سو پیچ جب یہ چوٹی والے دام میں آئے

ضیائے رخ جو پڑ کر زلف عنبر فام میں آئے
چراغ منتظر دن کو دیار شام میں آئے

ستو گلشن تلاش ساقی گلفام میں آئے
کھلے دل کا کنول گر گلبدن بھر جام میں آئے

جو بوسہ دو کسی دن مجکو اپنی میٹھی آنکھوں کا
کبھی تلخی نہ اس شکر نبی یا دام میں آئے

یقیں دل کو ہوا برج قمر میں آفتاب آیا
نہانے کو جو وہ وقت سحر حمام میں آئے

فراق غیرت مہ میں گر دن گر زور سے نالے
زمیں کیا زلزلہ اس چرخ نیلی فام میں آئے

جو ہو نکوں صبح بر نالہ کو تو برپا اک قیامت ہو
لحد کے سونے والونکی خلل آرام میں آئے

دم آخر دیا صدمہ دکھا کر شکل نورانی
عیادت کے لیے وہ نزع کے ہنگام میں آئے

مفصل حال بیتابی دل کیونکر لکھوں خط میں
خدا جانے کہ کیا ذہن بہت خود کام میں آئے

دوپٹہ تان کر جو شام سے وہ بے خبر سوئے
ہزاروں وسوسہ میرے دل ناکام میں آئے

دل پر داغ لیکر کوچۂ گیسو میں ہم ہو لیے
جلا کر مشعل حسرت دیار شام میں آئے

جو ساقی کو کسی دن اپنا جوش جذب دکھلاؤں
تو شیشے سے لبالب اوڈھلکے مے کھچکر جام میں آئے

کسی کی گیسوئے مشکین کا یہ سودا چڑھا سر پر
ختن میں ہم خیال زلف عنبر فام میں آئے

تپ فرقت کی میں نے ایسی تکلیفیں اٹھائی ہیں
جو نام عشق لوں لرزہ مری اندام میں آئے

محبت کا وہ سودا ہے کہ یوسف سا حسیں بیدل
سر بازار بکنے کو ہجوم عام میں آئے

دیا بوسہ نکوئی پارچہ پہنے کفن ہمکو
عدم سے ہم امید خلعت و انعام میں آئے

۱۰

پھنسا کر حلقۂ گیسو میں بو سے طائر دل کو
بڑے پیچوں سے تم اے نور میرے دام میں آئے

۱۱

اگر تیرے دل صیاد نا فرجام میں آئے
وہ چھپا کر ہاتھ پھر باندھ کی مچھلی دام میں آئے

مصائب پیش کیا کیا گردش ایام میں آئے
کسی کے پیچ میں آئے کسی کے دام میں آئے

فلک جب مثل آب چاہ چشم عام میں آئے
عجب کیا یوں بلند ہو کر آفتاب اس جام میں آئے

قبائے نیلگوں کیا ٹھیک سر اندام میں آئے
اگر ہیبت اٹھی تیری صمصام میں آئے

وہ غمگین ہیں ازل سے ہم کہ پیدا ہوتی ہی رو دیے
یہ کسکا سوگ لیکر چرخ نیلی فام میں آئے

تری چشم غضب آلود سے انکھیں چراتا ہوں
کہ میٹھا زہر ہے تلخی جو اس بادام میں آئے

قیامت لاگ ہے خورشید سے ان کی حسینوں کو
جو وہ میزان میں آیا تو یہ حمام میں آئے

علی اشعر کا بھی نام ہے نام علی بھی ہے
علی مسجد میں آئے خانۂ ہمنام میں آئے

تلاوت مصحف رخسار کی حاجت روا کر دے
جو یہ صورت خیال عاشق ناکام میں آئے

بنا کر خط ابھی رخسار کو صاف آئینہ کر دے
یہ باغ سبز کیونکر قبضۂ حجام میں آئے

۱۲

قیامت کیوں نہ برپا نور ہو زنجیر کے غل سے
جو رشک آفتاب صبح محشر شام میں آئے

۱۳

ہے دل عاشق تجلی گاہ تیرے نور سے
کم نہیں ہے شعلۂ رخسار برق طور سے

تو وہ میکش ہے جو تاکے دیدۂ مخمور سے
مے ابھی گلشن میں ٹپکی دانۂ انگور سے

کیوں مری جانب سے منہ پھیرے ہوئے بیٹھے ہو تم
بے رخی لازم نہیں ہے عاشق رنجور سے

یاس رعب حسن ہے اور اس سے کہہ جا سکتے نہیں
دل تڑپتا ہے تو کرتے ہیں اظہار سے دور سے

خاک کر ڈالا جلا کر شعلہ رویوں نے مجھے
کیون دھوان اوٹھے نہ رہ رہ کر دل مغرور سے

بے سبب لکھو نہین بنت العنب کی تاک جہان تک
آسلے ہو بیٹھینگے دل ہمکے بادۂ انگور سے

بیخبر کیون پاؤن پھیلا کر نہ سوئے قبر مین
خستہ ہوتا ہی جب آتا ہے مسافر دور سے

بوجھتے کیا ہو کٹی کیونکر شب تار فراق
بن گئی دم بر درازی شب دیجور سے

اے پری کچھ غم نہین مرنے کا جنت مین بھی ہم
دل سلامت ہی تو کرینگے محبت حور سے

کیا گنہ مینے کیا تقصیر کیا مجھسے ہوئی
کرتے ہو بیکار رنجش عاشق رنجور سے

سوف زخمون مین بھرا ہی یار کی موباف کا
آ رہی ہی مشک کی بو زخم کے انگور سے

ہم وہ ہین بے شغل جنت مین بھی رہنے کی نہین
ای پری پر دوستی پیدا کرینگے خور سے

۳/۲۰ — بیکر دست ساقی کوثر سے اک جام شراب
نور جنت مین اوڑائینگے مزے ہم حور سے — ۱۳

سینکیے آنکھین چراغ عارض پرنور سے
ٹھنڈا دل سوزان کو شمع طور سے

داغ حسرت ہی گل خورشید تیرے نور سے
ہوگیا دل کا کنول روشن چراغ طور سے

شکل کا مشتاق ہون مین لن ترانی تا کجا
مثل موسے مجکو بھی صورت دکھاو دور سے

عکس حسن روے جانان مین ہی تجلی کی تڑپ
چاند شرمائے نہ کیونکر عارض پرنور سے

استخوان سرمہ کفن بوسیدہ بستر خاک ہے
یہ صدا آتی ہے قبر قیصر و فغفور سے

سو رہا ہے زاہد مکار کا عالم مرید
راست کہتے ہین کہ ہاتھ آتی ہی دنیا زور سے

مرگ کی لذت تڑپنے سے زبان پر آگئی
درد فرقت کا مزا پوچھو دل مہجور سے

جل رہا ہے آتش فرقت سے قصر تن تمام
شعلے آہون کے نکلتے ہین دل محرور سے

شوق نظارہ مین آنکھین بصنم تہرا گئین
یاس اگر آتے نہین صورت دکھا دو دور سے

ابر مین قوس قزح کا جھاف دکھو شاخ سا ہوا
مانگ کو اپنی بجا دو اس بت نے بھر اسپید ور سے

تو وہ ہی گو ہی میان پردۂ ہفت آسمان
حسن چھپتا ہی نقاب عارض پرنور سے

تیر سا نظارے کو آنکھو مین بصارت چاہیے
کیا تجھے دیکھیگی نرگس دیدۂ بے نور سے

۳/۲۳ — نور پڑھا اس غزل کو محفل فردوس مین
داد لینگے ہم جناب ناسخ مغفور سے — ۲۱

کسطرح راہ حقیقت کو بھلا دل ہو سکے
جو کہ سالک ہو وہ کیا عشق کی منزل ہوسکے

دخل کیا رنگ رخ حور شمائل ہوے
کیا بہار چمن عشق عنادل ہوے

ہمسا عالم میں نہوگا کوئی گم کردہ حواس
مطلقاً یاد نہیں ہم کو کہاں دل ہوے

کوچۂ عشق ہے وہ بھول بھلیان ایدل
حضرت عشق بھی رستہ کبھی منزل ہوے

گوش گل میں جو صدا آہ و فغان کی پہونچی
سنکے نالے مری فریاد عنادل ہوے

فائدہ زر سے ہوا خاک گلہ دن کو حاصل
مال دنیا یہ ہیں کیون شمع غافل ہوے

مین نے اوس سے جو کہا عشق میں بیدل ہوں میں
ہنس کے کہنے لگے بتلاؤ کہاں دل ہوے

تیکو ہی ہے سپر حفظ خدا ہر غم سے
آبداری یہ نہ شمشیر کے قاتل ہوے

یاد ہیں فقرہ مکتوب محبت ہمکو
یہ سبق وہ نہیں پڑھکر جسے ایدل ہوے

دیکھہ ڈرا ہے ہیں ان آنکھوں سے ہزاروں ہیں جبین
حسن پر اپنے نہ وہ حور شمائل ہوے

ڈر یہ ہے مجمع مشتاق شہادت سے مجھے
ذبح کے دم نہ مجھے بھیڑ میں قاتل ہوے

تو وہی چودھوین کا چاند فلک پر یار
دیکھکر تجھکو فروغ مہ کامل ہوے

ابھی کم سن ہیں پشیمان کا یہ عالم ہے
ڈھونڈنا یاد جو آیا تو حمائل ہوے

مین وہ ہون زمزمہ پرداز کہ میری آ کے
باغ میں نغمہ سرائی کو عنادل ہوے

چہکے جیتی جو نہ ہم گھر سے نکلنے دیتے
چال بازی اگر عالم میں یہ ایدل ہوے

کہتے ہو یاد نہیں مین نے کہاں دیکھا تھا
چار ہی دن میں تم اے حور شمائل ہوے

گالیان دینے لگے وہ ہیں بے حد و حساب
گنتی بوسون کی شب وصل جو ایدل ہوے

آج ہم قائم و سنجاب توکل بستر خاک
اپنی انسان حقیقت کو نہ ایدل ہوے

جوش دیوانگی کا یاد دلا ہے اوسکو
اپنے مجنون کو اگر صاحب محمل ہوے

یہ سرا وہ ہے کہ جسمیں [illegible] مقام
منزل گور کو کیا رہرو منزل ہوے

۱۵ سامنا نور بلاؤں کا رہا ہے برسوں
کوچۂ گیسوئے محبوب کو کیا دل ہوے ۳۷۴

سایا ہی زلف یار کا بار گران سے مجھے
کر دیگا کل عدم غم ہوے میان سے مجھے

ڈر دل کا ہو درون یہ نکیونکر گمان مجھے
بے یار بہار سے کہاتا ہے خالی مکان مجھے

لطف شراب ناب ہے فصل بہار میں
ترغیب دے رہا ہے یہ پیر مغان مجھے

ابکی دہائی تھی نہ گردش تقدیر کی خبر
پیسے گا آسیا کی طرح آسمان سے مجھے

عاشق کی قدر تھا کہ وہ یوسف لقا کری
سمجھا ہوا ہے گرد رہِ کاروان مجھے

بکھرا کے بال چشمۂ عارض پہ وہ حسین
تڑپا رہا ہے صورت موج روان مجھے

جسکا پڑا ہے بوسۂ لب کا غضب ہوا
منہ کے کہین کہلائے نہ میری زبان مجھے

آگاہ رنج سے عدم آباد مین نہ تھا
تقدیر میری لائی کہان سے کہان مجھے

کیونکر شمال مین نہ پڑہی جائین میرے شعر
اہل زبان سمجھتے ہین اہل زبان مجھے

عشق کمر ہی ہے تو اک روز دیکھنا
کر دیگا چشم وہم گمان سے نہان مجھے

کہتا ہے سنکے نالۂ عاشق وہ تند خو
بھاتی نہین کسیکی یہ آہ و فغان مجھے

کس طرح نشہ ہو نہ ہرن میری آنکھ سے
نرگس کی یاد آتی ہین بدمستیان مجھے

حاصل ہی زندگی مین مزا اب فنا کا
سینہ پہ داغ ہجر ہے سنگ گران مجھے

دریا مین غسل دینا مجھے ناتوان کو
لیجائین لگے ہما کے مری ہڈیان مجھے

۲۷۵ اے نور شغل شعر و سخن ہے تو اک دن
مل جائیگا کوئی نہ کوئی قدردان مجھے ۱۳

دیتا نہین ہے بوسہ جو چشم و دہان مجھے
باتین مجھے سناتا ہے وہ بدزبان مجھے

ساقی نہ دیگا جام اگر تو یہان مجھے
پھر پھر کے دین کی ساقی کوثر وہان مجھے

مانگا جو مین نے بوسۂ رخسار آتشین
کہنے لگے خوش آتی نہین گرمیان مجھے

نالہ کسی کو قلق شعلے وا سے جو کہتے ہین
سمجھے ہوئے ہین کیا جرس کاروان مجھے

دی ہی مین نے جان عشق مین اک بحر حسن سے
دنیا کفن مین جامۂ آب روان مجھے

کہتی ہی عندلیب یہ دن ہین بہار کے
رہنے دے شاخ گل پہ تو اے باغبان مجھے

پیری مین ہے شباب کا دھڑکا لگا ہوا
فصل بہار مین بھی ہی خوف خزان مجھے

تمنا بھی ہو زبان نہو گا جہان مین
دیتے ہو بات بات پہ تم گالیان مجھے

کہتا ہے پردے کا تنک بیٹھتے ہین جب یہ ہم رہو
بھاتا ہے وہ حسین جو گرم فغان مجھے

شب بھر [illegible] بازار مین [illegible] گنونگا مین
یاد آئینگے جو گیسوئے عنبر فشان مجھے

کہ رہا کیا اہل [illegible] نہ تو دیکھنا
دے جائیگا یہ توسن عمر روان مجھے

پھر خدا نقاب نہ منہ سے ہٹا ہے
تکلیف دیگا آتش رخ کا دھوان مجھے

۲۷۶ اے نور میں تیر سا قد تھا شباب مین
پیری نے خم کیا ہے مثال کمان مجھے ۱۱

حاجت نہیں بیان کی ہو کس کا خود پسند سے
دوہرا ہو دل کا [illegible] کسی بلند سمند سے

جھگڑا کسی کی رہے زین زینت تاجدار
الجھیگا ہاتھ بام حقیقت کمند سے

پوچھو گناہگار سے ایذا فشار کی
آتی ہے الاماں کی صدا بند بند سے

اے شہسوار بعد فنا بھی مرا غبار
ہوگا جدا نہ دامن زین سمند سے

لیتا ہے میری شکل بلائین خضور کی
چٹ چٹ کی آ رہی ہے صدا جو سپند سے

بوسہ بھی دو ہو نہ جو لالی جمالی ہے
پھیرو نہ منہ کو عاشق زینت پسند سے

توبہ کرینگے مے سے نہ رندان بادہ نوش
اے زاہدو حصول تمہیں وعظ و پند سے

آنکھیں ہین موتی جو رقو ہر بات ہے نبات
شیرینیٔ دہن کہیں شیرین ہے قند سے

موسے کو حق نے جلوہ دکھایا تھا طور پر
دکھلائین شکل آپ بھی بام بلند سے

تار نظر کا عکس ہے موئے کمر نہیں
ہاتھ آئی بات یہ دل نازک پسند سے

۲۷۷ ۱۳

محفوظ اپنی شعر سے ہوتے ہین نور ہم
رکھتے نہیں ہین کام کسی کی پسند سے

جلایا میرے لیے کیا یہ شعلہ رو کم ہے
اجی لگائی بجھائی کو کیا عدو کم ہے

یقین ہے کوئی گیسوی یار الجھتا
بلا کشان محبت کو جستجو کم ہے

وہ میرے آنسوون کو پوچھتے ہین دامن سے
گہرے [illegible] اشکون کی آبرو کم ہے

جو بہشت و شوق کی ہے رندون کو زاہد اخوار
تو کیا شراب کا چلو پئے وضو کم ہے

جو بوسہ گوہر دندان مین عذر کرتے ہین
تو کیا رقیب سے بھی میری آبرو کم ہے

کسی کے سامنے کیون ہاتھ اپنا پھیلاؤن
کہ پرورش کے لیے ای کریم تو کم ہے

مقابلہ کرے خورشید ماہ کس منہ سے
کسی سے حسن مین کیا میرا ماہرو کم ہے

خدا کے واسطے اب مان تو مرا کہنا
سحر قریب ہے [illegible] ای خجستہ خو کم ہے

ہے شوق وصل مین بس حال ایک سا دل کا
بڑھی ہوئی ہے نہ حسرت نہ آرزو کم ہے

کلام کرنے مین ہے تنگی دہن مانع
یہ وجہ ہے جو دہن مین شوق گفتگو کم ہے

نہ کیون ہو نغمہ سرائی سے وجد زہرہ کو
نہ تھا آج زمانے مین [illegible] کم ہے

حجاب ذبح کے دم ہوگا روسپید [illegible]
[illegible] کم ہے

بدلی گی قافیہ [illegible] غزل کی [illegible]
کہ کیا کسی سے سخن [illegible]

یہ کس کے سوگ ہیں گلشن میں کسکا ماتم ہے
پیالہ لالہ کا شبنم سے چشم پر نم ہے

وہ عندلیب ہوں میرا چمن چمن غم ہے
ہے چاک دامن گل آبدیدہ شبنم ہے

یہ میرے غم میں حسینونکا نور عالم ہے
ہے آنکھہ صرف بکا ہاتہ صرف ماتم ہے

اوٹھہ رہے ہیں وہ گیسو کی شکل شانہ سے
کچہ آج صبح سے اونکا مزاج برہم ہے

نہا کے کسنے نچوڑے ہیں بال گلشن میں
عرق عرق جو خجالت سے آج شبنم ہے

خبر یہ دیتے ہیں میرے سفید بال مجھے
زمانہ شام شب وصل کا بہت کم ہے

خزاں نے حیف بہار چمن کو لوٹ لیا
چمن پہ اوس پڑی ہے نہ گل پہ شبنم ہے

شہید کرتے ہیں وعدہ خلافیاں اونکی
یہ دم دلاسا ہے یا کوئی تیغ کا دم ہے

ملیں نہ حال پہ کیوں برگ گل کف افسوس
کہ سرد آہ نہیں ہے یہ نخل ماتم ہے

وہ تیغ ناز سے مجھکو ڈرا کے کہتے ہیں
کہ ایک وار میں بس قطع نسل آدم ہے

وہ ذبح کرکے مجھے تیغ ناز سے بولے
یہ دم چرائے ہو گویا کہ اب نہیں دم ہے

غریق چشمہ الفت ہیں حاجیان حرم
کنواں ذقن کا نہیں ہے یہ چاہ زمزم ہے

دہن پہ عاشقوں کی رال ٹپکی پڑتی ہے
کہ بوسہ کیا لب شیریں کا جان آدم ہے

قشون یاس ہی خالی نہیں تکلف سے
کہ شعلہ آہ کا فوج الم کا پرچم ہے

یہ چھیڑتا ہوں اونہیں تو بگڑ کے کہتے ہیں
تمہارے ہاتہ سے اب میرا ناک میں دم ہے

طواف کعبہ ابرو کریں نہ کیوں حجاج
یہ بیت پاک جناب خدائے اکرم ہے

ہے غمزوں جوانی لیسے نہ دل کیونکر
غضب کا حسن قیامت کا اوسکا عالم ہے

عروج پا رہیں ہے وہی طنطنہ جوانی کا
کمر کے غم کو سمجھتا ہوں تیغ کا خم ہے

ہوا اعتبار ہے ابرو یہ طاق کسرا کا
تو جام دیدہ مخمور کاسہ جم ہے

جھکی ہوئی ہے صراحی جام گردن مینا
حضور یار سدا سرکشوں کا سر خم ہے

۳۷۹

نہ کیوں ہو مانگ سے اسکی گلستان مجذوب
تجلی ہے چاند پہ حسن جبین کا عالم ہے

ے

نہ ہو آدمی سے جدا آدمی
کہ ہے آدمی کی دوا آدمی

یہ گردن کشی اے بت خیرہ سر
کریگا تجھے کیسا تنہا آدمی

کروں آہوے چشم کو کیسے رام
ہرن مارتا ہے [illegible] آدمی

و [illegible] آہ علوم ہے
زمانہ سے مہر و وفا تو اُٹھ گئی
جو نقصان صحت نہ ہوتا یہ [illegible]
کسی سے لڑائی کسی سے تپاک
بُرا آدمی ہے نہ بھلا آدمی
گیا آدمیت گئی آدمی
مرض کی دوا مانگتا آدمی
بس اے نوبہ تم بھی ہو گیا آدمی

۱ مخمس بر غزل نواب شاہ میرزا خان بہادر متخلص آزاد شاگرد میر وزیر علی صبا

کب عیش باغ ہجر میں بیت الحزن نہیں
عشرت نصیب قیدئی رنج و محن نہیں
گویا بسورتے ہیں یہ گل خندہ زن نہیں
آنکھوں میں گل ہیں خار جو وہ گلبدن نہیں
۲ دریا ہے خون رواں ہے بہار چمن نہیں

یہ نوک جھونک اور ہیں یہ بانکپن نہیں
یہ بات تو کسی میں بھی اے جان من نہیں
یہ حسن یہ جمال نہیں یہ پھبن نہیں
ایسا تو خوبرو کوئی شیریں سخن نہیں
۳ ہے چشمۂ حیات تمہارا دہن نہیں

پاجامیوں کا طرز کوئی تم سے سیکھ لے
چلتے ہو پائنچوں کو جو ہاتھوں سے تھام کے
سب سے تمہاری چال کے انداز ہیں نئے
دل عاشقوں کے لیتے ہیں رفتار ناز سے
۴ محشر بپا ہے یار تمہارا چلن نہیں

اوس میرے گلعذار سے نسبت ہو کیا اوسے
سچ یہ ہے اوس نگار سے نسبت ہو کیا اوسے
اوس غیرت بہار سے نسبت ہے کیا اوسے
روئے صبیح یار سے نسبت ہو کیا اوسے
۵ کیا لطیف کوئی گل یاسمن نہیں

بالا تو اب بتاتی ہیں کانوں کی بالیاں
آفت کی ان بتوں نے زباں ہیں نکالیاں
اک روز رنگ لائیں گی ہونٹھوں کی لالیاں
بوسہ کا نام سنتے ہی دیتے ہیں گالیاں
۶ یہ طرفہ ماجرا ہے زباں ہے دہن نہیں

یہ وہ کنواں ہے چاہ ذقن جسکا نام ہے
بے موت ڈوب مرنے میں کچھ کسکو کلام ہے
وارفتہ اسپہ خضر علیہ السلام ہے
یوسف کو پانی بھرتے ہیں یہ وہ مقام ہے
۷ دنیا میں کسکو الفت چاہ ذقن نہیں

[illegible] گل کو گریبے ہیں بہ چنگ و رباب و سنے
اودیکھے سر دھنیں فرمزا وسے [illegible]

موجود وہ ہے عیش کی دنیا میں جو ہے شے — سبزہ ہے مے ہے ابر ہے بزم نشاط ہے

۸ یاد شش بخیر آج وہ رشک چمن نہیں

مرجھا گئے وہ گرم ہوا بس چلی جہان — پہنے جو ہار جسم پہ سب بنگئے نشان
کم تازیانون سے نہیں ہے نکہت جنان — موج نسیم خلد سے پڑتے ہین بدن پہ نشان

۹ اوس رشک حور سا کوئی نازک بدن نہیں

بگڑا جو مین منونگا نہ کوئی اگر منائے — بہتر یہی ہے مجھے غصہ کہین نہ آئے
انسان روندے کوئی آستانہ گدگدائے — اے یار باتون باتون مین تکرار بڑھ نہ جائے

۱۰ کچھ آپ بے زبان نہیں ہین کم سخن نہیں

تجھسے یہ میری عرض ہے اے میری کردگار — جانے سوئے عدم جو یہ بندہ گناہگار
اسکے سوا نہیں ہے ہوس اور زینہار — وہ کوچہ جائے دفن ہو خلعت لباس یار

۱۱ کچھ اور مجکو حاجت گور و کفن نہیں

وہ دن ہین درد ہجر نے ایسا گھلا دیا — اونگلی ہلانا بھی مجھے دشوار ہو گیا
ظاہر ہے بات جیت سے احوال ضعف کا — کیا پوچھتا ہے حال دل ناتوان مرا

۱۲ اے یار جان بوجھ کے نادان بن نہیں

سودائی جو کہ یار کی زلف رسا کے ہین — ہر روز سامنے اونہین جور و جفا کے ہین
آفت مین مبتلا ہین حوالے خدا کے ہین — ایک ایک لٹ مین سیکڑون پھندے بلا کے ہین

۱۳ پھانسی ہے اونکی زلف شکن در شکن نہیں

ہے عشق ناوک مژۂ یار سے بلا — کوئی ہو سینہ دیدہ و دانستہ مبتلا
دیکھو تو ہے بڑھا ہوا کس درجہ حوصلا — تیر نگہ کے شوق مین دل ہے پھڑک رہا

۱۴ افسوس سا اس گھڑی کوئی ناوک فگن نہیں

مجھ مین ہے وصل زلف نہ فرقت مین کسطرح — آئے قرار جوشش محبت مین کسطرح
سودا سوا ہوا در غربت مین کسطرح — جی بہلے سیر وادی و وحشت مین کسطرح

۱۵ وامق نہیں ہے قیس نہین کوہکن نہیں

معشوق سے نہ قصہ بیجا کو طول دو — سچ کہہ رہا ہے نور سے کہنے کو ہان تو
وہ وقت اب نہیں ہے نہ تکرار تم کرو — آزاد تم بھی چھوڑ دو اس آن بان کو

اب وہ مزاج یار مین بھی بانکپن نہین

مخمس بر غزل نواب اشرف علیخان بہادر متخلص بہ اوج

۵۱
اوس رشک مہر و مہ کی ادا کچھ نہ پوچھیے
ہر آن اس پہ ہے جان فدا کچھ نہ پوچھیے
خدمت مین لطف شرم و حیا کچھ نہ پوچھیے
آپسکی جھجتون کا مزا کچھ نہ پوچھیے
تنہا ملے جو یار تو کیا کچھ نہ پوچھیے

۵۲
پستان کا حسن زنخ کی ضیا کچھ نہ پوچھیے
کیا چیز ہے وہ ماہ لقا کچھ نہ پوچھیے
اک آئینہ ہے ہوش ربا کچھ نہ پوچھیے
سینہ کی اوس پری کی صفا کچھ نہ پوچھیے
ظاہر ہو راز پوچھیے یا کچھ نہ پوچھیے

۵۳
دل جانتا ہے شب کو جو حاصل ہوا مزا
جائیگا تا بہ زیست زبان سے نہ ذائقا
کہنے کی جو نہ بات ہو اوسکو کہون مین کیا
ناگفتنی ہے لطف شب وصل یار کا
ناز و نیاز جو کہ ہوا کچھ نہ پوچھیے

۵۴
آزردہ ہو نہ گر تو کرے عرض کچھ غلام
کہتا ہون راست طول سخن مین نہین کلام
آسان نہین ہے قصۂ الفت کا اختتام
برسون کے بعد ہوگی مری داستان تمام
یا سب کو سنیے غور سے یا کچھ نہ پوچھیے

۵۵
زلفون کے عشق مین جو ہوا ہون نحیف و زار
غش ضعف کے سبب مجھے آتی ہین بار بار
امید زیست تا بہ سحر تھی نہ زینہار
مر مر کے رات کاٹی ہے مین نے بغیر یار
کیونکر ٹلی ہے سر سے بلا کچھ نہ پوچھیے

۵۶
لکھی تھی بے قصور جو تقدیر مین قضا
بیدرد تیغ ناز سے سر کو جدا کیا
جب ذبح کر چکا تو اوسے رحم آگیا
پوچھا اگر کہ تھی گنہ مجھ شہید کا
قاتل نے سر جھکا کے کہا کچھ نہ پوچھیے

۵۷
ممکن نہین کہ نفع کے بدلے ضرر نہو
برعکس ہو علاج دوا کارگر نہو
کس کام کا طبیب توجہ اگر نہ ہو
عیسی جو درد عشق سے اپنے خبر نہو
مرجائیے تڑپ کے دوا کچھ نہ پوچھیے

۵۸
دل دکھ رہا ہے اسکو دکھاتی ہین اور آپ
مین غمزدہ ہون مجھکو ستاتی ہین اور آپ
ذکر گذشتہ یاد دلاتے ہین اور آپ
تفتیش حال کر کے جلاتے ہین اور آپ

۹	بس جانیے بلاے فدا کچھ نہ پوچھیے	
میری علوی طبع یہ شاعر گرین نثر		ایسے نہ ہونگے شعر کسیکے بلند تر
چوٹی کے مین نے باندھے ہین مضمون سربسر		طرہ کیا ہے زلف کو زنجیر عرش پر
۱۰	پہونچی کہان یہ فکر رسا کچھ نہ پوچھیے	
کس زور شور سے ہے روان آبشار جو		ہے سطح آب آئینہ آبدار جو
نشو و نماے گل کا سبب ہی بہار جو		لہرا رہا ہے باغ مین سبزہ کنار جو
۱۱	چھائی ہے کس طرح کی گھٹا کچھ نہ پوچھیے	
لکھی ہے خط مین شربت دیدار کی صفت		ہی فرض عین نرگس بیمار کی صفت
مصری کی اک ڈلی ہی لب یار کی صفت		تحریر کی ہے لعل شکر بار کی صفت
۱۲	لوٹا ہے جو قلم نے مزا کچھ نہ پوچھیے	
بخشے نہ بخشے لطف کرے یا نہ وہ کرے		جنت سے گے بدلے وادی دوزخ مین بھیجدے
بیجا نہین ہے حشر کا دھڑکا جو ہے مجھے		امید اوسکے رحم سے ہی ڈر ہے قہر سے
۱۳	بندے سے حال خوف و رجا کچھ نہ پوچھیے	
بہتر ہے اسکی سمت جو مائل نہین ہی اوج		پستی شعار روز ہے حاصل نہین ہی اوج
ہے کون فضل نور جو قابل نہین ہی اوج		دنیا تو بود و باش کے قابل نہین ہی اوج
	کیونکر مین چند روز رہا کچھ نہ پوچھیے	

۱	مخمس بر غزل شیخ امام بخش متخلص بہ ناسخ انار اللہ برہانہ	
عشق گیسو کا دکھاتا ہی عجب آفت ہمین		اپنے سائے سے بھی کیونکر ہو بھلا وحشت ہمین
پہاڑ سے کھاتی ہے شب تاریک کی ظلمت ہمین		اسے سحر ابنی نورانی دکھا صورت ہمین
۲	کب سے کالا منہ دکھاتی ہی شب فرقت ہمین	
رنگ لائی عاقبت دست نگارین یار کے		ہر مین دل عشاق کے شکل حنا پسنے لگی
بخت تھے تقدیر مین خلاق عالم نے لکھے		چھوڑ دیتے دست جانان کیون نہ اپنے ہاتھ سے
۳	زندگی بھر ہاتھ ملنے کی رہی حسرت ہمین	
ہجر مین جاتی رہی دل مین ابھری تھی جو امنگ		کھاتے کھاتے غم ہوا ہی زرد رخسار و نگار رنگ
موت کا ہی سامنا ہجر کی زندگی سے تنگ		فرقت محبوب مین مثل جنازہ ہی پلنگ

٤ہ — کیون نظر آئین نہ کیسی صورت تربت ہمین

خوش سادگی مین ہے زہر ہلاہل آفتاب
خواہش سے سب ہے نہ ہر پھر گزک فلک کباب
تا نمک لذت مین اونکا ہوا جب سر عتاب
خاک ڈالین سر پہ اپنے ہجر مین کیسی شراب

٥ہ — شیشۂ مے کی عوض دو شیشہ ساعت ہمین

کیا بیان حال غم فرقت کرین ہم بیقرار
خط کے لکھنے کی نہین ہاتھون مین طاقت زینہار
پیرہن مین تن ہوا ہے سوکھ کر جامی کا تار
غم سے قاصد ہوگیا کاغذ ہمارا جسم زار

٦ہ — ہاتہ مین لے لین قلم اتنی کہان طاقت ہمین

وادئ وحشت مین چلتے چلتے آخر تھک گئے
سیکڑون مجنون صفت تلوون مین کانٹے ہین چبھے
حق نے کیا پیدا کیا تھا ہر زرہ گرد کی لیے
خار صحرا بیٹھ کر دم بھر نکالین پاؤن سے

٧ہ — ہو اگر سر پیٹنے سے اے جنون فرصت ہمین

نار دوزخ سے نہین سوز فراق یار کم
کم نہین تنور سے کچھ تن ہمارا اے صنم
دود آہ آتشین سے ہر گھڑی رکتا ہی دم
جل رہے ہین آتش داغ جدائی سے جو ہم

٨ہ — وادی دوزخ ہوا ہی وادی غربت ہمین

اپنے میخانے مین وہ میکش بلائیگا ہمین
مصری کی ڈلیان گزک کی جا کہلائیگا ہمین
یاد پہر عہد ہوس کی صحبت دلائے گا ہمین
ساقی شیرین ادا پانی پلائے گا ہمین

٩ہ — صاف وہ معلوم ہوگا میکشو شربت ہمین

کردیا ہے جان بلب شوق وصال یار نے
ہر سحر اپنی دعا ہے اب یہی اللہ سے
جان بچ جائے نظارے ہون جو رو صاف کے
چشمۂ خورشید کا چشمۂ حیوان کرے

١٠ہ — ورنہ یارب مار ڈالے گی شب فرقت ہمین

وہ خدا کے فضل سے ناصح ہمارا اے صنم
جانتے ہین خاک اوس کوچے کی خاک پاک ہم
جسکے نظارے کو آتے ہین ملائک دمبدم
نقش پای یار پر کیونکر بہلا رکہین قدم

١١ہ — سر سے کوے یار مین چلنی کی ہی عادت ہمین

حال جوش شوق ظاہر ہی بیان کیا کیجیے
اب نہ وہ دل ہی رہا جانی نہ وہ ہم ہی رہے
بے چلے ہمراہ ہر محفل مین جیتے ایک سے
وہ جنون تھا جو برنگ سایہ تیری ساتھ تھے

١٢ہ — اے پری اب تو ترے سایے سے ہی وحشت ہمین

دم ہی آنکھون مین ہمارا ہے حسرت دیدار سے
صاف نقشہ یار کا پھر جائے آنکھون کے تلے
آرزو ہے روئے تابان کی نظارہ کیجیے
کھینچیے تصویر یار دل مین تصور باندہیے

۳۴ھ یار کی صورت نظر آئے کی یہ صورت ہین

نور کے مانند ہم ہین قید سے رنج و محن
ہمسے موزون ہو سکے کس طرح وصف گلبدن
سامنا ہے غم کا جیسے ہے خفا وہ سیم تن
کیجیے کسوقت اے ناسخ بہلا فکر سخن

نامہ لکھنے سے کبھی ملتی نہین فرصت ہمین

۱ھ مخمس غزل میرزا حاتم علی مرحوم متخلص بہ مہر

شانہ سے ذرا موئے سر یار نہ ٹوٹے
سر رشتۂ وحشت ہی خبردار نہ ٹوٹے
یہ سلسلۂ تازہ گرفتار نہ ٹوٹے
اوس زلف کا مشاطہ کوئی تار نہ ٹوٹے

۲ھ دیوانون کی زنجیر ہے ہشیار نہ ٹوٹے

کیون بدلی مین عہد ای بت عیار نہ ٹوٹے
کیون شیشہ کے مانند دل زار نہ ٹوٹے
کیون مستون کا روزہ سر بازار نہ ٹوٹے
کیون ابر و ہوا مین برن آیا ر نہ ٹوٹے

۳ھ کیون توبۂ رندان قدح خوار نہ ٹوٹے

یہ شیشہ ہے دیکھہ اسے بت عیار نہ ٹوٹے
نازک ہے نہایت سے یہ غفار نہ ٹوٹے
یہ ظرف محبت ہے خبردار نہ ٹوٹے
میرا دل شفاف کہین یار نہ ٹوٹے

۴ھ بتخانہ سے رشتہ کبھی زنہار نہ ٹوٹے

عاشق بیکس کا خبردار نہ ٹوٹے
دل شوق کا ہے شوق تو زنہار نہ ٹوٹے
یہ سلسلۂ جلوۂ رخسار نہ ٹوٹے
دیکھہ آئینہ اسکے شوخ طرحدار نہ ٹوٹے

۵ھ اے شمع حرم دوش کا زنار نہ ٹوٹے

وہ ہی کہ عالم ہے ترا طالب دیدار
ہین مشتری حسن ہزارون تری ای یار
ہے شمع سر طور ہر اک شعلۂ رخسار
تیری سی حسینون کی کہان گرمی بازار

۶ھ یون مصر مین یوسف سے خریدار نہ ٹوٹے

ناخن ہین ہلال فلک حسن تمہارے
حیرت سے ہر اک آئنہ رو کہتا ہے پیارے
پا بوس مین خورشید کے انداز ہین ہمارے
جس طرح تری کفش سے چھڑتے ہین ستارے

۷ھ یون چرخ سے تارے کبھی زنہار نہ ٹوٹے

بنجاے گہر گر یہ قوام لب شیرین
دے لطف سراسر یہ قوام لب شیرین
بہتر سے ہو بہتر یہ قوام لب شیرین
آجائے مزے پر یہ قوام لب شیرین
شہ — بوسون کا جو دو چار گھڑی تار نہ ٹوٹے

مینائے بلورین کی حفاظت کرو مستو
جام مے گلرنگ کو ہاتھون سے سنبھالو
رندو یہ کلالون سے مری سمت سی کہدو
توڑون گا دل بادہ کش ای بادہ فروشو
فہ — یہ شیشہ مے ہے سر بازار نہ ٹوٹے

بوسہ جو طلب کرتا ہون شرماتی ہین مجھسے
رنجش سے کے سخن لب پہ وہ پھر لاتی ہین مجھسے
سر در سے جو ٹکراتا ہون جھگڑاتی ہین مجھسے
قربان مین کس ناز سے فرماتی ہین مجھسے
نلہ — سر پھوڑ لیے لیکن مری دیوار نہ ٹوٹے

اس درجہ شب ہجر صنم نے ہے گھلایا
دو دن مین ہوا پھول سا تن ہو گئی کانٹا
ہو جائیگی صحت دل بیمار نہ گھبرا
وعدہ تو کرے آنیکا وہ رشک مسیحا
للہ — اللہ امید دل بیمار نہ ٹوٹے

گلزار مین تو فصل بہاری کی ہے اک دہوم
ہم کنج قفس مین ہین یہ اپنی ہے مقسوم
قسمت مین اسیری ہے نہ ہو مضطر و مغموم
کاہے کو تڑپتا ہے قفس ٹوٹنا معلوم
ملہ — پابند کہین اے مرغ گرفتار نہ ٹوٹے

تیرے ہنر و حلم کا مداح ہے عالم
آفاق مین انسان ہو تجھسا تو بہت کم
ہے نور کا بہی قول یہی کہتے ہین جو ہم
دشمن سے بھی کر دوستی ای مہر مجسم
خاطر تو کسی کی بہی خبر دار نہ ٹوٹے

رباعیات عزاے جناب سید الشہدا علیہ الف الف التحیۃ والثناء

رباعی
معراج کی شب رتبہ برتر پایا
تھے فرش پہ یا عرش کے اوپر پایا
کیا جلد گئے اور پھر آگئے احمد
ہلتی زنجیر گرم بستر پایا

ولہ
حیدر کو سدا پیش پیمبر پایا
کرسی پہ بھی مقام حیدر پایا
تہا فرق نبوت و امامت ورنہ
پایا دونون کو جب برابر پایا

ولہ
بچے کے لیے صدمہ پیکان ستم تہا
وہ شدت تشنگی سے خود بیدم تہا
کیا اوسکی بساط ہائے کیا اوسکا سن
اک تیر سے بہی کچہ قد اصغر کم تہا

شبیر نے حال کربلا بعض کہا جب اپنے رفیقوں کو سلح دیکھا	رباعی	مخفی کہیا لبعض بر ملا بعض کہیا فضلنا بعضکم علا بعض کہیا
گھبرا گئی تھی دل سے کرکے نالے اپنی قسمت میں کچھ نہ تھا یا قسمت	وله	کرتے ہیں جہاں میں عیش قسمت والے ساچق مہندی برات ہو تھی جانے
موزون جو علمدار کے انداز ہوے ذاکر کو ملا رتبۂ جعفر اے نور	وله	شبیر کے صدقے سے سرفراز ہوے منبر کے علم شہپر پرواز ہوے
ہوں روز ازل سے میں نثار حیدر کہدونگا نکیرین اگر پوچھینگے	وله	ہو قبر مری قرب مزار حیدر بندہ ہوں خدا کا دوستدار حیدر
رومال نہ اشکوں سے بھگونے پائے کیا جلد ہوا ماہ محرم آخر	وله	ہنہ آب گہر سے ہم نہ دہونے پائے جی بہر کے حسین کو نہ رونے پائے
اللہ کی ہے نور عنایت کیا کیا بے منت غیر آسیا کی صورت	وله	بندے سے وہ کرتا ہے محبت کیا کیا. ہر روز وہ کہلواتا ہے نعمت کیا کیا
ظاہر ہوں نکیوں بجر شرف ہیں آنکھیں موتی کی طرح نور بھرے ہیں آنسو	وله	درج در شہوار نجف ہیں آنکھیں ہیں اشک گہر اور صدف ہیں آنکھیں
اللہ کی جانب سے یہ رتبے ہاتھ آئے تھی عشق علی جو آب و گل میں ای نور	وله	مداح ہوے اشک غم شہ میں بہائے جب خاک ہوے تو بوترابی کہلائے
عابد کی سدا یاد خدا میں گذری رویا ہے نہ روئے گا پدر کو کوئی	وله	طاعات میں یا خوف ورجا میں گذری چالیس برس عمر بکا میں گذری
حیدر کے فضائل کا جو میں طالب تھا دنیا سے اوٹھا نور تو بولے احباب	وله	اک جوش [illegible] دل پہ مرے غالب تھا مداح علی ابن ابی طالب تھا
مرتے ہیں اسی بات پہ شیدائی بہشت قابل ہیں جہنم کے عجب کیا اسکا	وله	صورت کیصورت ہمیں دکھلائے بہشت حیدر کی محبت میں جو ہاتھ آئے بہشت
آفت یہ کہاں سے ناگہانی آئی امداد کرو جلد رسول اکرم	وله	فصل الم و اشک فشانی آئی امت پہ بلائے ناگہانی آئی

رباعیات عاشقانہ

ایام نشاط یار جب آتے ہین بجھنے کی نہین یہ درونی آتش	رباعی	اک داغ نیا مثل قمر کہاتے ہین سوزش ہے کلیجہ مین سنکے جاتے ہین
مصروف نزاکت دل غمدیدہ ہے بیکار ہے نور موشگافی اسمین	وله	یہ رمز وہ سمجھیگا جو سنجیدہ ہے مضمون کمر یار کا پیچیدہ ہے
شعرون مین بہار نو جو پیوستہ ہے کہتا ہون کہلے عدو ادہر آئے کیونکر	وله	دیوان چمن عشق کا گلدستہ ہے ہر طائر مضمون مرا پر بستہ ہے
ہر روز بدلتے رنگ دنیا دیکہا جو تخت نشین تہے اب ہین وہ خاک نشین	وله	اعلے جسے دیکہا اوسے ادنا دیکہا ان آنکہون سے نور ہمنے کیا کیا دیکہا
دل چاہ محبت مین ڈبو بیٹہے ہم یعقوب صفت چاہ مین اک یوسف کے	وله	خود ہاتہون سے نقد دل کو کہو بیٹہے ہم یہ روئے کہ آنکہون ہی کو رو بیٹہے ہم
عمدہ جو شراب ہو پلا دے ساقی ہون نشہ کے ڈورون سے گلابی آنکہین	وله	ساغر مرے ہونٹون سے لگا دے ساقی پہر جام مین پہول بہر کے لا دے ساقی

قطعہ تہنیت شیرافزونی نواب محمد حسن خان بہادر عرف کنجن صاحب خلف نواب [illegible] وزیر مرزا بہادر

عروس فکر مسرت سے ہے بلبل گلشن	صدائے خندۂ گل ہے کمال دل کو پسند
چٹک مین غنچون کے اک لطف ہے ترانہ کا	یہ وہ ہین زمزمے جنسے ہین گوش گل خرسند
شگفتگی سے گلون کے چمن مین ثابت ہے	ہے موج نکہت گل مین بہار کا پیوند
کہا یہ دل نے بہار یہ شعر سے حاصل	وہ تہنیت کے ہون اشعار خاص و عام پسند
کہ جسکا ذائقہ حاصل ہو تلخ کامون کو	ترا کلام ہے شیرین یہ از نبات و قند
خوشی ہے دودہ بڑہائی ہے شاہزادی کی	صدائے رقص و طرب چار سو ہے آج بلند
خدا نے اپنے کرم سے یہ دن دکہایا ہے	چمن مین غنچہ گل کس طرح نہون خورسند
جو ملک فیض کے سلطان وزیر میرزا ہین	اونہین کے یہ مرے چہوٹے حضور ہین فرزند
پدر کے سایہ مین پروان یہ چڑہین یارب	عطا ہو عمر خضر کی یہ ہون سعادتمند
برائے نذر کہین ہین یہ نور نے بیتین	مرے حضور مبارک ہو شادی دلبند

تاریخ وفات والد ماجد مصنف

صد حیف مانوس انیس ہیہات اے آہ		طبیب طاہر نفیس ہیہات اے آہ

سهو یک سال کرده نور بگفت — عابده در جنان مقام گرفت ۱۲۷۲ھ

تاریخ وفات زکی الدوله بهادر داروغه اخبار ملکی اوده

حیف اے نور زکی الدوله — ناظم شرع حقایق بوده
راز عالم نه از و مخفی بود — حکم او بر همه ناطق بوده
کلک تاریخ وفاتش بنوشت — پیر و مخبر صادق بوده ۱۲۷۲ھ

تاریخ وفات پسر خواجه محمد بشیر صاحب

پسر نو جوان خواجه بشیر — شد بباه سفر سفر بجنان
گفت دل نور از سر افسوس — ماتم نامراد پیر ارمان ۱۲۷۲ھ

تاریخ ولادت نواب محمد حسن خان بهادر خلف نواب والا قدر وزیر بهادر

داد فرزند خالق عالم — به وزیر یگانه شاهی
بیت ابروست مطلع انوار — رخ او صاف غیرت ماهی
عمر او مثل خضر باد دراز — سبزهٔ خط برخ کند راهی
نور تاریخ گفت مشعوف — رشک خورشید و آسمان جاهی ۱۲۷۳ھ

تاریخ وفات تاج الدین حسین خان در صنعت توشیح

نور تاج الدین حسین اهل وضع — ناگهان از دار دنیا در گذشت
حرف آخر کن ز هر مصرعه حساب — از نظر این طرز نو کمتر گذشت
بهر سال فوت هاتف زد ندا — رشک سلما غیرت نور ز گذشت ۱۲۷۳ھ

تاریخ وفات بنت سید محمد سوداگر

بنت سید محمد مرحوم — خیر اندیش فاطمه رفته
نور تاریخ رحلتش بنوشت — مومنه پیش فاطمه رفته ۱۲۷۳ھ

تاریخ رحلت جناب سید العلما مجتهد العصر و الزمان

نور جناب مولانا — مهر هدایت بوده آه
سال وفاتش بنوشتم — رکن شریعت بوده آه

ایضاً

قبله و کعبه جناب مجتهد سید حسین — عالم علم شریعت تابع حکم خدا ۱۲۷۳ھ
بهر تاریخ وفاتش نور دل فریاد زد — عابد شب زنده دار و مرد عارف با حیا ۱۲۷۳ھ

بگذشت چو میر بادشاه از دنیا — بوده یوم خمیس هیهات اسے آه
۱۲۵۲ھ

تاریخ انتقال شیخ امام بخش ناسخ مرحوم

رفت ناسخ بجنان وا ویلا — شیعه و صاحب ایمان بوده
گفت تاریخ وفاتش هاتف — آه استاد سخندان بوده
۱۲۵۴ھ

تاریخ رحلت مولوی خدابخش مرحوم

چون عبد جناب عبد باسط — در علم کمال بوده گفتم
اے نور نداچنین بزد دل — درویش خصال بوده گفتم
۱۲۵۹ھ

تاریخ ارتحال خواجه حیدر علی آتش مغفور

نور آتش چو رفت از دنیا — در غمش تیره گشت کون و مکان
در فنون شاعری نظیر نداشت — راست گویند شاعران جهان
غیرت بیت خلد بیت غزل — مصرعه اش رشک سرو باغ جنان
بهر تاریخ سال رحلت او — دلم از من بگریه کرد بیان
آه گل شد ز صرصر گردون — نور مضطر بگو چراغ جهان
۱۲۶۴ھ

تاریخ وفات منشی محمد سعید

چون محمد سعید نیک خصال — رفت سوے جنان بزینت و زین
گفت هاتف سبیل راه نجات — شد بگو عشق سید الثقلین
۱۲۶۵ھ

تاریخ تعمیر مسجد شیخ امداد علی عظیم آبادی

شیخ امداد علی ساخته این — بهر طاعات خدا زیبا هست
نور بنوشته چنین تاریخش — مسجد از عرش علا زیبا هست
۱۲۷۱ھ

تاریخ وفات حکیم نور الدین اکبر آبادی

در فن طب بود کامل حیف نور الدین طبیب — صاحب کشف و کرامات باحیا [illegible] آه بود
بهر تاریخ وفاتش نور زد هاتف ندا — مرد عارف پاکباز و باخدا ای آه بود
۱۲۷۱ھ

تاریخ رحلت مادر مصنف

مادر نور تا [illegible] مریم — منزل ورد سے اسلام گرفت
نصف ماه جمادی الاول — موت دست خجسته فام گرفت

تاریخ وفات بڑی بیگم منظور نظر حضرت سلطان عالم

بعمر بست ساله آه گردید
ندا از دہر سال فوت ہاتف

شریک بزم رضوان بہشتی
بڑی بیگم ز حوران بہشتی

١٢٧٤ھ

تاریخ وفات مولوی سید حسن رضا

نور سید حسن رضا فاضل
زد رقم کلک سال رحلت او

کرد رو جانب جنان ہیہات
بجنان رفت از جہان ہیہات

١٢٧٤ھ

تاریخ وفات میرزا محمد رضا برق استاد مصنف

رفت مرزا برق از دار فنا
بانگ ہو گشتی چون بگوش من رسید
بہر سال فوت ہاتف زد ندا

سوے جنت پیش محبوب الاہ
نور عالم گشت در چشمم سیاه
شاعر بے مثل بوده حیف آه

١٢٧٤ھ

تاریخ تعمیر بنگلہ نواب سعید الدولہ بہادر

بنا کرد نواب بنگلہ لطیف
پے سال آن برج خورشید زا
کہ ناگاه ہاتف چنین زد ندا

حباب از خجالت شده آب آب
غریق یم فکر گشتم شتاب
بگو نور عشرت سرا لاجواب

١٢٧٤ھ

تاریخ تعمیر مسجد شیخ منو نور باف

شیخ منو مومن با اعتقاد
بہر طاعات خدا مثل خلیل
نور نے تاریخ کیا اچھی کہی

زندگے مین یہ کیا کار ثواب
کعبۂ ثانی بنایا لاجواب
مسجد زیبا بنی کیا انتخاب

١٢٧٤ھ

تاریخ ارتحال سید آغا حسن امانت

چون امانت شاعر شیرین بیان
اول ماه جمادے وقت شام
یوم شنبہ کہ آمد بر سرش
سید آغا حسن اسم شریف
بہر تاریخ وفاتش گفت نور

بست و ہشتم داد بر دلہا ملال
کرد از دنیا بجنت انتقال
آه شد آن مہر کامل در زوال
بود در شعر و سخن حاصل کمال
حیف بوده آه شاعر بے مثال

١٢٧٤ھ

تاریخ طبع دیوان حضرت بہادر شاه بادشاه دہلی

نورہ دیوان ظفر چون طبع شد	شوق تاریخش شده در دل کمال
شهر زا استادم بحافظ درگذشت	آنکه بوده سیف عمیل و بے مثال
بهر سال طبع آن کلک مین نوشت	جنت عنین ورا و مین و با و دال

[illegible]

تاریخ انتقال مسماۃ بنی جان طوائف

جب کیا بنی جان نے کلکتہ سے جنت کا سفر	مرگ کی افسوس مہ کے آئی تار برقی پر خبر
لکھنؤ میں عاشقون نے ماتم تازہ کیا	چاک کرتے تھے گریبان صورت گل ہر جگر
آج تک ایسا نہین معشوق دیکھا آنکھ نے	نوجوان و جامہ زیبا و خوبرو نیکو سیر
دور کرکے نور فرق آہ بینی سے کے دعا	یا خدا اچھی رہی اب میری بنی جان پر

تاریخ انتقال مولوی محمد بخش شہید

رفت چون مولوی شہید افسوس	زین سرای فنا بدار بقا
نور تاریخ رحلتش بنوشت	در جہان بود شاعر یکتا

۱۲۷۷ھ

تاریخ تعمیر چاہ حاجی حرمین شریفین زائر سبط رسول الثقلین منشی فضل حسین صاحب

معدن خلق حسن فضل حسین ذی ہمم	سطح پر جود و کرم کیا ذات عالی جاہ ہے
ہو چکا طیار جب یہ کنوان دل نے کہا	اس کوئین کا آب پیا سو فی سبیل اللہ ہے
واہ کیا تاریخ منقوطی صفائی سے کہی	نور عکس چشمہ خورشید آب چاہ ہے

۱۲۷۸ھ

تاریخ وفات محمدی بنارسی

محبوب زمان ہائے برفتہ گفتم	از دور جہان ہائے برفتہ گفتم
چون نور حساب سال مرگش کردم	معشوق جوان ہائے برفتہ گفتم

۱۲۷۹ھ

تاریخ انتقال میان نبی بخش

یکایک دار دنیا سے صد افسوس	سوئے جنت گئے جب دم نبی بخش
کہی یہ عیسوی تاریخ اے نور	[illegible] نبی بخش

تاریخ وفات مرزا آغا جان کمل پوش

نقل روضہ مین ہوا مدفن جو آغا جان کا	سچ ہے ہو جاتا ہے عالم اور ہی کچھ پاس مین
نور بہر سال دی آواز ہاتف نے مجھے	رات دن حاضر ہے کہ اب خدمت عباس مین

تاریخ غدر نامہ موسوم بہ آئینہ حیرت نما تصنیف خواجہ محمد بشیر صاحب

محمد بشیر خوش افعال و اطوار
دبیر خامک سال اتمام پر رسید
نوشته بسالہ چه خوش بهر احباب
همین نور گفتم تو تاریخ نایاب

تاریخ طبع

نور وہ نثر عدہ رنا مہ ہے
جب یہ نسخہ چھپا خرد نے کہا
جسکی کہنا محال ہے تاریخ
دفتر بے مثال ہے تاریخ

١٢٨٢ھ

تاریخ انتقال اللہ رکھی طوائف

چو اللہ رکھی بہ تپ مبتلا شد
چهارم ز ذیقعدہ اے نور بودہ
پئے سال تاریخ آن دلربا ئے
رسیدہ پیام اجل ناگہان آہ
برفتہ سوئے خلد چون از جہان آہ
چنین گفت ہاتف دریغا جوان آہ

١٢٨١ھ

تاریخ انتقال قاری مرزا حسن بیگ

قاری و فاضل حسین ابن امان
نوبت سرسام چون از تپ رسید
عالم شرع سنی و فقہ دان
بہر تاریخ وفاتش گفت نور
چار شنبہ بست و ہفتم از صیام
از جہان شد راہئے دار السلام
عارف حق زائر شاہ انام
بود شیدائے حسین تشنہ کام

تاریخ ولادت نواب سلیمان میرزا خلف سوم جناب والاقدر نواب پیر میرزا صاحب بہادر

١٢٨١ھ

ہوا خورشید رو نواب کے گھر پسر پیدا
سلیمان میرزا ہے نام اوس لختِ جگر کا
نواسنجی کریں بلبل چمن میں کیوں نہ خوش ہوکر
کھلیں ہو لیں جوان کرتے ہیں اب الا کی
براے نذر کا جو فکر تاریخ ولادت کیا
نکلیوں مشرق کی جانب سے ہو نورانی سحر پیدا
ہوا برج حمل سے نیک ساعت وہ قمر پیدا
ہوا ہے گلشن اقبال میں تازہ ثمر پیدا
عجائب نور کا ہو باغ عالم میں اثر پیدا
پکارا یہ سروش دل ہوا لخت جگر پیدا

تاریخ ختنہ نواب محمد حسن خان فرزند جناب نواب والاقدر وزیر میرزا بہادر

١٢٨٢ھ

چھوٹے نواب کا ہوا ختنہ
جلد صحت ہوا اسے خندہ انگہ
فکر تاریخ تھی کہ دل نے کہا
شاد مان ہے ہر اک ... خواہ
سر پہ سہرا بندھے بنیں نوشاہ
کی ادا سنت خلیل اللہ

تاریخ ولادت نواب جمشید میرزا فرزند نواب والاقدر وزیر میرزا بہادر

١٢٨٢ھ

چھٹی ہوئے شہزادہ عالم پیدا	اب کہنا باغ کا گھر ہے	کس حسن کی تاریخ ... کہی	... خورشید ... گہرا ہے

١٢٨٢ھ

تاریخ ولادت پسر نور محمد

خورشید وه هوا نور محمد کا پسر	ہر چشم کو جام مے گلگون کہیے
منقوط مین اسے نور یہ تاریخ ہوئی	خورشید جمال ذرشک گردون کہیے

۱۲۸۳ ھ

تاریخ انتقال پری وش بیگم محل نواب والاقدر وزیر میرزا بہادر

رشائل حور جنان چون گردید	غیرت ماہ پری وش بیگم
سال شد از سر اعمال نکو	رفت با جاہ پری وش بیگم

۱۲۸۳ ھ

تاریخ بنائے مسجد نواب اشرف النسا بیگم عرف نیا محل

چو مشکوے ولمیر الدولہ بنمود	برفعت از فلک بالاست مسجد
چہ خوش اسے نور گفتہ سال تعمیر	پئے طاعات رب زیباست مسجد

۱۲۸۳

تاریخ وفات سلطان العلما مجتہد العصر والزمان

قبلہ و کعبہ جناب مجتہد	مرد عارف با خدا و دین پناہ
بست و دوم اول ماہ ربیع	شد بجنت پیش محبوب الاہ
نور بہر سال زد ہاتف ندا	عالم علم شریعت بودہ آہ

۱۲۸۴ ھ

تاریخ وفات میرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی

صد افسوس خورشید اوج کمال	بہ پیک اجل جان خود را سپرد
پے سال آن شاعر بیعدیل	فلک زد ندا آہ غالب بمرد

۱۲۸۵ ھ

تاریخ ضریح کربلاے نواب سعید الدولہ بہادر مرحوم

نواب مستطاب نے بنوائی کربلا	تاریخ اوسکی نور مجھے فرض عین ہے
داخل ہوا حرم مین تو ہاتف نے دی ندا	اچھی ضریح پاک امام حسین ہے

۱۲۸۵ ھ

تاریخ مسجد سید احمد حسین تعلقدار مصطفی آباد پرگنہ سلون

ساختہ مسجد جناب سید احمد حسین	صرف زر ہم ہست در راہ خدا خیر العمل
نور گفتہ سال تاریخش بحسن اعتقاد	شد بنائے مسجد اقصای ثانی بیبدل

۱۲۸۵ ھ

تاریخ وفات دختر نواب میر محمد حسین خان صاحب

در ماہ عزا چو دخت نواب	رو سوے جنان نہاد افسوس
از کثرت انہاے ہیچکیب	دلسوز چہ داغ داد افسوس

یک لحظہ دم اخیر اے نور — چشم حسرت کشاد افسوس
از روے یکا ندا زد دل — بشکست گل مراد افسوس ۱۲۸۶ھ

تاریخ طبع دیوان نواب مجید الدولہ بہادر

دیوان چھپا وہ نور شفاف — ہر سطر ہے موج بحر الفت
ہر شعر کے حرف آخری سب — کر جمع تو سن میں ہو بوقت
تاریخ لکھی یہ حسب ارشاد — بشیرازۂ دفتر فصاحت ۱۲۸۶ھ

تاریخ وفات مرزا حسنو داروغہ توپخانہ

مرزا حسنو سہ محرم — اے نور شدہ چو راہی خلد
رضوا بن جنان سنین سالش — گفتا اے آہ داخل خلد ۱۲۸۶ھ

تاریخ ولادت پسر نواب سید محمد مہدی صاحب خویش نواب ملکہ زمانی خاقان بیگم صاحبہ

نبیرہ نواب خاقان ہو — عطا کرد خالق بحسن انتخاب
زروے جانش فلک زد ندا — ولہ — بر آمد ز برج قمر آفتاب ۱۲۸۶ھ
ہین جو نواب محمد مہدی والا حشم — چاند سا بیٹا دیا نہیں خلاق عالم نے دیا
بہر تاریخ ولادت دی یہ ہاتف نے ندا — جلوہ گر اے نور کہ اب نیر اعظم ہوا ۱۲۸۶ھ

تاریخ دیوان میر وزیر علی صبا مرحوم

صبا پر ختم ہے رنگین بیانی — نہیں دیوان مضامین کا چمن ہے
ہوئی جب فکر سال طبع اے نور — کہا دل نے گلستان سخن ہے ۱۲۸۶ھ

تاریخ انتقال حسینی طوائف منکوحہ نواب صادق علیخان بہادر عرف منجھلی صاحب

نور محبوبہ منجھلی صاحب — بیشتر زہر کے زعقیدت رفتہ
بہر تاریخ ندا زد ہاتف — مومنہ آہ بجنت رفتہ ۱۲۸۷ھ

تاریخ وفات نواب سرفراز الدولہ بہادر

جناب سرفراز الدولہ ہیہات — رئیس نام آور خرد نو بجاہ
قضا چون ہشتم شوال فرمود — بروز پنجشنبہ حیف ناگاہ
بحزنش نور گفتہ سال تاریخ — زدنیا سوے جنت رفتہ اے آہ ۱۲۸۸ھ

تاریخ وفات عمارالدولہ حضور عالم نواب علی نقی خان بہادر

حیف نواب مدار الدوله از دنیاے دون — کرد رحلت جانب فردوس آن عالی همم

نور تاریخش گرفت از حروف سفر راست — ہائے حسرت فانی فرقت را ز جنت عنبرین خم

۱۲۸۸ھ

تاریخ طبع اخبار کارنامه سنه ۱۸ ... آگره

شد درج کارنامه چون پر ضیا مضامین — وا از نقد پر شبارت ارواح الوری شد

محمود و ثنا خباب یعقوب پاک طینت — از حسن انتظامش هر سال برتری شد

اخبار مثل یوسف چون شد عزیز دلها — هر قدر دان بعالم از شوق مشتری شد

آغاز سال هشتم از فضل رب بیچون — شکر خدا که اکنون از ماه جنوری شد

در سجبه مسیحی تاریخ نور گفتم — بر آسمان طلوع خورشید خاوری شد

۱۸۷۲ع

تاریخ وفات حجة الاسلام مجتهد العصر کربلاے معلے

حجة الاسلام اهل علم و فضل — هادے راه طریقت بود هاے

آسمان شال عزا در بر کشید — طرفه محشر وقت رحلت بود هاے

هر یکے بر نعش پاک آنجناب — شکل باران صرف رقت بود هاے

دفن شد در روضهٔ سبط نبی — روح او مشتاق جنت بود هاے

سال تاریخ وفاتش گفت نور — عالم علم شریعت بود هاے

۱۲۸۹ھ

تاریخ وفات ممتاز العلما مجتهد العصر والزمان

قبله سن مولوے سید تقی — رخ سوے فردوس از دنیا نمود

نور هاتف بهر سالش زد ندا — متقی و مجتهد دیندار بود

۱۲۸۹ھ

تاریخ رحلت نواب میرزا والا جاه بهادر

حیف والا جاه بست و ششم ماه صیام — ناگهان از دار دنیا مایل فردوس شد

نور تاریخ وفاتش چون ز رضوان خواستم — گفت با صوت حزین او داخل فردوس شد

۱۲۸۹ھ

تاریخ ارتحال نواب سعید الدوله بهادر

بسوے خلد جناب سعید دوله رفت — بهفتم مه شوال از جهان ای واے

چو نور فکر پئے سال رحلتش کردم — بگفت دل که بگو اسے امیر اعظم هاے

۱۲۸۹ھ

تاریخ وفات میرزا محمد اخباری

نور میرزا محمد مرحوم — بود لاشک محدث یکتا

مبتلا شد بہ پیچش و اسہال   سلخ ماہ صیام کرد قضا
گفت تاریخ رحلتش ہاتف   سوے جنت برفتہ از دنیا
۱۲۸۹ھ

تاریخ وفات سید عسکری اثیر رضوان مآب

بود سید عسکری از خاندان مجتہد   عالم و فاضل محب خمس آل عبا
نور فرق آہ از تیغ الم ببرید و گفت   آہ بودہ شرع دان و با حیا و با خدا
۱۲۸۹ھ

تاریخ انتقال مشکور الدولہ

تھی بہت مشکور دولہ سے بے عدیل   کرتے تھے کس مرتبہ توقیر دوست
چارم ماہ محرم حیف آہ   کی اجل نے اور ہی تدبیر دوست
مر کے پہونچے پیش محبوب الہ   اے خوشا طالع زہی تقدیر دوست
قبر روشن حب حیدر سے ہوئی   شمع تربت بن گئی تنویر دوست
نور کیا تاریخ منقوطے سے کھلے   آہ زیبندہ مٹی تصویر دوست
۱۲۸۹ھ

تاریخ وفات مہدی بیگم فیض آبادی

کہ چون زوجہ سید نیک ذات   شب جمعہ بگرفت راہ عدم
جمادی آخر بہ بست و ششم   برفتہ سوے خلد آن محترم
دریغا کہ سید اشت اطفال خرد   زخش دیدہ و بگریست با فرط غم
زبس ماتم نو جوان ست قہر   پی فکر تاریخ اکنون کنم
پی سال اے نور رضوان خلد   ندا زد کہ داخل بہ بیت الارم
۱۲۹۰ھ

تاریخ ولادت فرزند منشی فضل حسین

در بیت جناب منشی فضل حسین   فرزند شریفہ و حسین پیدا شد
تاریخ بہ نعمہ نوشتم ای نور   خورشید جمال و مہ جبین پیدا شد
۱۲۹۰ھ

تاریخ رحلت ولایتی جان طوائف شہر اپنا

روز یکشنبہ چہار دہ تاریخ   بہ ربیع دوم نمود وفات
فکر سالش بہ غم بسر بنمود   دل بخ اندوہ آن خجستہ صفات
سر آہ کشید و نور بگفت   پاک طینت ولایتی ہیہات
۱۲۹۰ھ

تاریخ وفات میرزا ولیعہد بہادر

افسوس کہ از دار جہان مرزا ولیعہد برانا — رفتہ سوی باغ جنان ای نور آن خورشید جاہ
ہاتف آواز حزین گفتہ ببیہوسال این — ای وا سے رنگ آسمان در ہجر کوکب شد سیاہ

ولہ

کوکب برج شرف نور نگاہ اختر — راہی گلشن فردوس از دنیا شد ہائے
نور آواز چنین داد بسالش ہاتف — کہ بارم رفت ولیعہد بہادر ای وائے

۱۲۹۱ھ

ولہ

نوجوان نور کوکب ذیجاہ — سوئے ملک عدم سدھارے ہائے
فکر تاریخ تھی کہ دل نے کہا — بجھ گیا کہ چراغ سعد اے وائے

۱۲۹۱ھ

تاریخ وفات حکیم مرزا باقر حسین شاگرد شیخ ناسخ

سن ہجر ماہی طبیب سبزی عاریل — داشت در این ہر دو فن حاصل کمال
بست و چارم بود از ماہ صیام — کرد از دار جہان او انتقال
دل سر آہ کشیدہ بہر سال — گفت مرزا باقر شیرین مقال

۱۲۹۱ھ

تاریخ وفات میر ببر علی انیس

چون انیس نام آور نیک نام — ناگہان در بیت جنت رخ نمود
نور بہر سال ہاتف زد ندا — مرثیہ گو پاک طینت آہ بود

۱۲۹۱ھ

تاریخ وفات میرزا امیر علی گھڑی ساز

شیرین سخن آہ — ز ملک نظم رفتہ سوی جنت
بہم لفظ امیر با علی کن — برآید نام او تا بی مشقت
بہ بست و ہشتم شعبان ز دنیا — بروز چارشنبہ کرد رحلت
کشم چاک گریبان در عزائش — کہ مرگ او شدہ بر من قیامت
ہمین اے نور گفتم سال فوتش — جوان نیک خو و نیک نیت

۱۲۹۲ھ

تاریخ انتقال امیر نواب مونس مرحوم

مونس شیرین سخن آنکہ ز دنیا در گذشت — گلشن نظم فصاحت شد خزان در ہم تا
نور تاریخ وفاتش بہ رضوان خواستم — گفت بودہ مدح خوان بادشاہ کربلا

۱۲۹۲ھ

تاریخ وفات جانا میر اسرہ فرخ آبادی

بود جانا چو بلبل آہ نثار زہرا — شد روان جانب فردوس بریں از دنیا
نور تاریخ پئے سال وفاتش گفتم — طوطی ہند بگلزار ارم رفت ای وا

۱۲۹۲ھ

تاریخ وفات حکیم وزیر میرزا قائم مقام حکیم میرزا ... علی مرحوم

بود کامل بہ فنون طب وزیر میرزا
نور با حزن چنین سال وفاتش گفتہ

بسکہ بسیار مسیحاے زمان بود دریغ
رشک بقراط ارسطوے جہان بود دریغ
۱۲۹۲ھ

تاریخ وفات میرزا سلامت علی دبیر

از جہان سوے ارم رفت دبیر خوشگو
از فلک نور ندا بہر سنینش آمد

عابد و زاہد و مداح حسین ذیجاہ
بشہ اقلیم سخن بود دبیر اے آہ
۱۲۹۲ھ

ولہ

برفت نور چو آن ناظم سخن بجنان
سروش غیب بہ تاریخش نوشت از سر دل

نہ لطف شعر و سخن ماند ہم نہ لطف زبان
مزار پاک جناب دبیر خلد مکان
۱۲۹۲ھ

تاریخ مسجد داروغہ حیدر بخش

کہ ہیں جو بانی مسجد جناب حیدر بخش
کہی یہ نور نے برجستہ مجھ تاریخ

خجستہ خصلت و نیکو صفات نیک اسلوب
شبیہ مسجد پاک نبی ہے بیشک خوب
۱۲۹۳

تاریخ عطاے سند قیصری بہ میرزا حاتم علی مہر مرحوم

جناب قیصر ہندوستان ز مہر و کرم
بگفت نور ز ما بہر تاریخ

سند بمہر عطا کرد بر ہنا اکنون
کہ شان و شوکت و اقبال او بیاد فزون
۱۲۹۳ھ

تاریخ انتقال سماۃ امیر بنت گوہر طوائف

بنت گوہر بود امیر صاحبہ نیکو سیر
نور بہر سال تاریخش سروش آواز داد

فوت شد بست و نہم در ماہ صفر وای وای
سوگوار فاطمہ شد سوے جنت ہای ہای
۱۲۹۳ھ

ولہ

امیر صاحبہ شیداے شبیر
بدل میداشت او شوق زیارت
بجز نش نور گفتہ سال تاریخ

بصحن کربلا شد دفن با جاہ
مزارش شد قریب روضۂ شاہ
ز دنیا سوے جنت رفتہ اے آہ
۱۲۹۳ھ

تاریخ انتقال فرزند میرزا نادر حسین کمیدان

تصدق حسین ابن نادر حسین
ز دار جہان چون بجنت رسید
پے سال آن نور رضوان خلد

کہ بود او برادر ز ... حسین رشک ماہ
بچشم پدر گشت عالم سیاہ
بگفتہ ز رعنا جوان بود آہ
۱۲۹۳

تاریخ وفات ملک العلما سید بندہ حسین مجتہد العصر و الزمان

قبلہ و کعبہ جناب مجتہد بندہ حسین — عالم علم شریعت متقی و دین پناہ

سے ام ماہ جمادی آخر و آدینہ حیف — شد نہان زیر زمین آن تابع امر اللہ

نور بہر سال فوتش زد ندا رضوان خلد — پیشوای مومنین رفتہ ز دنیا آہ آہ

۱۲۹۴ھ

تاریخ وفات سید محمد امیر پسر کوچک مصنف

شش سالہ چو از زار جہان رفت بجنت ای وا پسر ما — می برد ز چشم من غمدیدہ بصارت نور نظر ما

پر داغ نمودی دل صد پارہ ما را این ماتم جانکاہ — ای ماہ جبین مہر لقا سرو تمنا خالیست بر ما

در ماتم تو چاک گریبان بنمودم ای راحت جانم — صد حیف ہزاری خبر گشتہ ماتم ای بیخبر ما

در تار نظر چون گہر اشک بسفتم ای نور بصد غم — این مادہ نوحہ جانسوز بگفتم لخت جگر ما

۱۲۹۴ھ

تاریخ انتقال مسماۃ حسو جان طوائف

بود در دار جہان حسو جان — کم سخن ماہ لقا نیک صفات

نور در ماتم او گفت سروش — نوجوان رفتہ ز دنیا ہیہات

۱۲۹۴ھ

تاریخ گنج نجستہ تعمیر میرزا محمد علی بیگ تعلقدار اورنگ آباد ملک اودہ

ہین محمد بیگ جود الاہم — یہ کیا سامان بقا ہے نام کا

ہے گر گذشتہ زمینداری کا گانون — گنج اوسمین اک بنایا دلفریب

جمع ہون تا مشتری گنج حسن — روسے گندم گون کا سودا ہو سوا

نور اب تاریخ ہو انشا کوئی — خوب اس وادی مین جو گان ہو چکا

بولا ہاتف یہ لب افلاک سے — گنج کیسا خوشنما عالی ہے وا

۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات والدہ مرزا وزیر جان وکیل عدالت

رفت چون ام وزیر از دنیا — تار دامن گہر اشک بسفت

نور تاریخ سنینش از رضوان — آہ شد داخل فردوس بگفت

۱۲۹۵ھ

تاریخ مکتب نشینی فرزند منشی فضل حسین زائر سبط رسول ثقلین

کہ بسم اللہ سید عابد حسین پارۂ دل کی — جناب منشی صاحب کو نہ کیون حد کی خوشی ہو

خیر ہین ہر جوان سایے مین پدر کے یا الٰہی یہ — برنگ خضر انکو عمر طولانی عنایت ہو

عیان سے ہے خوش نصیبی بچپنی ہین نور پیا سے — یہ خوش اقبال ہین انسے پدر کو کیون نہ الفت ہو

یہی اپنے دعا ہے ہر نماز پنجگانہ مین — صد و سی سال کی ہو عمر افزون شان و شوکت ہو

کہی ہے معجمہ میں نور نے تاریخ کیا اچھی — مبارک یہ سرور علم و فضل و جاہ و دولت ہو

تاریخ کتخدائی نواب سید عابد علیخان خلف نواب میر محمد حسین خان ۱۲۹۵ھ

بنا ہی خوبصورت سید عابد علی دولہ — لڑی کا سہرے کی ہے یا یہ شعاع خور کی طلعت ہے

کہی ہے نور نے بے مثل کیا تاریخ منقوطی — قران مشتری و ماہ ہے اب اچھی ساعت ہے

ولہ ۱۲۹۵ھ

بشادی عابد علیخان بہادر — کہ بولی گردون چو گردید بیتاب

بنظارہ روے زیباے نوشاہ — بشوق از در حسرخ بکشاد جلباب

سروش از سر آسمان داد آواز — بگو نور عشرت مبارک بہ نواب

قطعہ تاریخ طبع دیوان از نتائج افکار جناب مرزا حاتم علی مرحوم متخلص مہر استاد و ذربانہ بند ۱۲۹۵ھ

وہ سراپا نور ہیں سید وزیر — شاہد مضمون بھی جنکا حور ہے

واہ وا کیا نور کا دیوان چھپا — سنگ مطبع جو ہے سنگ طور ہے

مصرع تاریخ دیوان سے کہے مہر — عالم دیوان بیاض نور ہے

قطعہ تاریخ آغاز طبع دیوان از فکر رسای مرزا عنایت علی صاحب متخلص بہ ماہ برادر خورد جناب مہر ۱۲۹۶ھ

لفظی نقطی سے اسی دیوان کے — اختر ثابت کی صورت سب ہے تمام

کیا چھپا ہے کیا چھپا ہے واہ واہ — رشک نقش مدعا اسکا ہے نام

مصرع تاریخ تو اے ماہ کہہ — نور کا دیوان ہے خیر الکلام

قطعہ تاریخ طبع زاد گلشن الدولہ بہادر عرف مرزا علی متخلص بہ بہار ۱۲۹۶ھ

کلام نور برق حسن تابید — بانوار رشش رسیده جا بجا نور

بہار اتمام سال طبع بنوشت — شیوع نور بل نور علی نور

قطعہ تاریخ منظومہ جناب سید اسمعیل حسین صاحب متخلص بہ منیر صاحب دیوان شاگرد رشید میر علی اوسط رشک مرحوم ۱۲۹۶ھ

گشت چون مطبوع این دیوان نورانی تمام — در فشان گردید از فضل خدا نیسان نور

حسب مایش چنین تاریخ گفتم ای منیر — آفتاب اوج طبع شد ہمہ دیوان نور

سید وزیر نور کے دیوان سے ہوئی — ولہ — جلوے دوبارہ جا بجا برق طور کے ۱۲۹۶ھ

تاریخ یوں منیر نے ترتیب کی کہی — دیوان نور کا ہے یہ سب شعر نور کے

قطعہ تاریخ شاعر شیرین مقال حکیم میر ضامن علی صاحب متخلص بہ جلال شاگرد رشید مرزا محمد رضا برق ۱۲۹۶ھ

زیب ہے خود گئے علی نور سکو کہیے دیکھکر — آج تک بہ شعار کی ہر ہا ہر اسعال نور کا

کیا جواب کر طبع کی تاریخ نکلی ہے جلال … نور کا جشن دیوان اب ہے دیوان نور کا

تاریخ طبع زاد حکیم سید کاظم علی صاحب متخلص بہ مثال برادر خورد و ہم شاگرد حکیم سید ضامن علی صاحب جلال ۱۲۹۶ھ

ہست چو دیوان نور گلشن اہل سخن … ہست بہ بزم سخن شمع فروزان نور
مصرع تاریخ گفت از پی طبعش مثال … برق تجلائے طور باد ا دیوان نور

قطعہ تاریخ مصنفہ جناب منشی مرزا محمد رضا صاحب متخلص بہ معجز شاگرد شیخ امام بخش ناسخ مرحوم ۱۲۹۶ھ

زہے حسن و خوبی دیوان والا … کہ ہے موج زن صاف دریائے نور
جو معجز نے ہاتف سے تاریخ پوچھی … ندا دی یہ چھپی نظم زیبائے نور ۱۲۹۶ھ

قطعہ تاریخ آغاز طبع دیوان منظومہ جناب نواب میرزا خیرات علیخان صاحب متخلص بہ نجم شاگرد جناب بحر مرحوم

تخلص نور نام او وزیر است … بعالم سید ذی قدر مشہور
بہ نظم آورد ابیات مسلسل … سنین خمسہ او گردید منظور
زہے تاریخ دیوان ضیا بخش … ہمہ اشعار آن نور علی نور

قطعہ تاریخ از نتائج افکار جناب وارث علیخان صاحب متخلص بہ فہم شاگرد جناب بحر مرحوم

کریں ملاحظہ جب تک نہ اہل علم سخن … عیاں ہو نظم سے کیسے کس طرح معنی روشن
یہ ختم طبع کا تب کلک فہم سال لکھے … بہار حسن صبح ہو دیوان نور چھپ چھپ کے ۱۲۹۶ھ

تا رشعاع مہر ہیں سطریں یا نقط نجوم | ولہ | اوراق جز و کل ہیں ورق نخل طور کے
یوں کلک دو زبان کہی ای فہم سال طبع … خورشید مہ دو حرف ہیں دیوان نور کے

بزم ارباب سخن چون مطلع تصنیف دید | ولہ | مصرع ہر بیت روشن گشتہ شکل شمع طور ۱۲۹۶ھ
سال ختم انطباع ای فہم این جلوہ نمود … آفتاب عز و جاہ از طبع شد دیوان نور

قطعہ تاریخ از نتائج افکار سید ذاکر حسین متخلص بہ یاس اولاً شاگرد میر اصغر صاحب مونس ثانیاً شاگرد میر ضامن علی صاحب جلال ۱۲۹۶ھ

عجب نور دیوان پر نور گفت … مجلی ز معنی رنگین چو حور
چو از برق کسب فن شعر کرد … بلند است کوہ فصاحت ز طور
پے سال طبع آتش رقم کرد یاس … چہ زیبا مضامین دیوان نور ۱۲۹۶ھ

تاریخ تصنیف نواب مہدی حسن خان عرف ننھو صاحب نبیرہ نواب حسین علیخان اثر مرحوم شاگرد میان جلال

ستا محمد نکتہ سنج سیر و زیر … ذی شرف آسمان عز و جاہ
نور ان کا نہ کیوں تخلص ہو … جب ہو روشن کلام مثال ماہ

لکھو یہ سال طبع ای رفعت — چھپ گیا ہے نقطہ دیوان واہ

تاریخ طبعزاد جناب شیخ بہادر حسین صاحب متخلص بہ وحید در صنعت توشیح و عنوان ۱۲۹۶ھ
اگر اول و آخر ہر مصرع یک یک حرف از تمامی قطعہ بگیرند دو تاریخ در توشیح
بر مے آیند و یک یک تاریخ از ہر دو مصراع آخر قطعہ مے بر آید

شاعر بے نقط سپہر وزیر — نور ذیجاہ و صاحب توقیر
شرف خاص خاصگان دیار — سید پاک مومن دیندار
نظم دیوان بے مثال نمود — پیر سخندان عیان کمال نمود
شہرۂ یافت نظم در آفاق — در جہان اہل فہم شد مشتاق
ساخت در ہر غزل چو فکر سخن — عزتی یافت پیش اہل سخن
گفت نادر سخن عجب کلام — لطف مضمون پسند خاص و عام
جان و دل را سرور گشت پدید — جار تاریخ نظم کرد وحید
دفتر داد عاشق نالان ۱۲۹۶ھ — معدن فکر شاعر دوران ۱۲۹۶ھ

قطعہ تاریخ نواب احمد حسین خان عرف اچھے صاحب متخلص بہ جوش
خلف نواب محمد مقیم خان ابن نواب محبت خان بہادر مرحوم

چو مطبوع گردید در مطبعے — کلام سخندان عالی شعور
چہ تاریخ اسے جوش کلکم نوشت — بشد طبع بے مثل دیوان نور ۱۲۹۶ھ

ولہ

فکر سال طبع ہجری میں ہوئی — اسطرح تاریخ خوش اسلوب کہ
کچھ نہیں حاجت کم و بیشی کی ہے — جوش دیوان نور کا کیا خوب کہ ۱۲۹۶ھ

قطعہ تاریخ تصنیف شیر علیخان شوکت تخلص شاگرد جناب سید حسن متخلص بہ لطافت ابن میر امانت مرحوم

نور بے مثل و نظیر و بے عدیل اہل زبان — شاعر شیرین بیان شیرین سخن شیرین مقال
بے بدل استاد و استاد سخن فہم و بلیغ — خوش بیان کان فصاحت منبع فضل و کمال
صاحب طبع سلیم و صاحب طبع رسا — نکتہ سنج و نکتہ دان باریک بین نازک خیال
طبع با صحت ضیائے نور شد دیوان او — بہر تاریخش ہوا ازمن کردای شوکت سوال
خواستم از فکر در منقوطہ سال ہجریش — گفت دیوان طبع گشتہ بے عدیل و بے مثال

تاریخ طبعزاد یعقوب علیخان متخلص بہ نصرت شاگرد جناب سید حسن لطافت ۱۲۹۶ھ

ہوا جب کہ تیار دیوان نور
زمانے مین ج
کہ نصرت لکھو بینات وزبر
عیان سال فصلی گل نظم ہے ۱۲۹۶ف

ولہ

خوشنما و خوش خط و شیرین کلام
چاپ شد دیوان گوہربار نظم
بہر طبعش سال ہجرے بعد ختم
گفت نصرت بی بدل گلزار نظم ۱۲۹۶ھ

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب نصیر احمد خانصاحب رامپوری متخلص بہ سحاب شاگرد رشید جناب منیر

چھپ چکا دیوان انروزون جناب نور کا
اوج شوکت جسکے ہر مضمون پر قربان ہے
مصرع تاریخ کہتا ہے سحاب خاکسار
مخزن معنی نورانی ہے یا دیوان ہے ۱۲۹۶ھ

ولہ

چاند سے روشن کلام آج جو چھپوا دیا
اہل سخن پر بڑا نور کا احسان ہے
مصرع فصلی سحاب تو یہی رقم کر شتاب
مخزن معنی نو نور کا دیوان ہے ۱۲۹۶ف

ولہ

مژدہ نو قدردانان سخن کے واسطے
ہو چکا مطبوع دیوان اب سراپا نور کا
باغ جنت کی روش گویا ہے ہر بیت ا سطور
نقطہ نقطہ دانہ ہے فردوس کے انگور کا
ماہ نو سے مصرع برجستہ کی بڑھکر نمود
بیت ابروے پری ہر ایک مطلع نور کا
خیال بانکی اداؤنکی ہین معنی ہین نہان
پیچ ہر مضمون مین گویا ہے زلف حور کا
فصلی نظم کرتا ہے سحاب خستہ دل
نور شمع طور ہے دیوان زیبا نور کا ۱۲۹۶ف

قطعہ تاریخ از نتائج افکار سید محمد نصیر خلف مصنف دیوان ہذا متخلص بہ ضیا

ضیا بہر تاریخ دیوان والد
کیا توسن فکر جو مین نے جولان
پکارا یہ ہاتف کہ سر آسمان سے
چھپا خوب اے واہ بے مثل دیوان ۱۲۹۶ھ

نتیجہ فکر شاعر شیرین تقریر جناب فرزند احمد صاحب صفیر بلگرامی

جناب نور دیکھا
ہین قابل صاد جملہ اشعار
کہنا اونکی شاعری کا
ہر شعر ہے پختہ اور پرکار
شک یہ کلام نور کا ہے
ہر مطلع ہے ظہیر انوار
ہفتہ مین اک ورق جو اسکا
مشہور ہوا میان اخبار
ہوئین صفیر آنکھین
تاریخ سنو مراد انظار ۱۲۹۶ھ

تاریخ طبع دیوان از نتائج افکار جناب اچھی صاحب متخلص بہ عیش

مین سخن سنج نیر نکتہ دان
فاطمی مین وہ سراپا مین ہے جلوہ حور کا
شہ نور علی نور اونکا دیوان ہے
ہے ہر اک مہ
باشتیاق صاف ایسا کہ نظارے کو وقت
آنا نور کا۔
اہل بینش

۔۔۔ تاریخ مین رقم اشعار مین ۔۔۔ ہر غزل کی بحر مین جاری ہے دریا نور کا
نور افشان مصرعہ تاریخ لکہا عیش نے ۔۔۔ نور کا دیوان بہی اب کیا خوب چہاپا نور کا

قطعہ تاریخ طبعزاد شاعر عالی فکر جناب سید عباس حسن صاحب متخلص فصاحت برادر خورد و ہم شاگرد جناب سید حسین صاحب لطافت بسران امانت ۱۲۹۶

مشتاق اور شاعر شیرین زبان جو ہین ۔۔۔ یعنی جناب میر وزیر سخن سرا
یکتاے دہر خود جو فن شاعری مین ہین ۔۔۔ تو نظم لاجواب ہے دیوان بہی کیا
روشن جو ہے کلام تخلص بہی نور ہے ۔۔۔ جو شعر ہے وہ صورت خورشید پر ضیا
نقطے ہین نجم دایرے ہین صورت ہلال ۔۔۔ ہر اک ورق جواب ہوا آسمان کا
مشتاق دید دوست بہی اہل سخن بہی تہے ۔۔۔ واقع مین اس کلام کا چہپنا ضرور تہا
اب طبع ہونے کی جو فصاحت سنی خبر ۔۔۔ تہی جستجو کہ مصرع تاریخ ہو بنیا
کی فکر سال جب زبر و بینات مین ۔۔۔ آئی صدا یہ ہے چمن بیخزان چہپا

ولہ

اے فصاحت یہ نور کا دیوان ۔۔۔ تازہ اک بوستان مضمون ہے ۱۲۹۶
آسمان ہے ہر اک غزل کی زمین ۔۔۔ واہ کیا عز و شان مضمون ہے
عیسوی سال معجمہ مین کہا ۔۔۔ گلشن بیخزان مضمون ہے

تاریخ طبعزاد میر بادشاہ علی صاحب متخلص بہ بقا خلف الرشید میر وزیر علی صاحب مرحوم ۱۸۷۹ء

واہ کیا دیوان چہپا ہے کیا کلام نور ہے ۔۔۔ نور کا دیوان گویا ہے مرقع نور کا
کیا فروغ نظم ہے مضمون نیا ندیشی کی ۔۔۔ نور کامل ماہ نو اک ایک مصرع نور کا
انجم الفاظ مین خورشید معنی کی ضیا ۔۔۔ ہے یہ بیتون مین چراغان وہ ہے مجمع نور کا
نور سے نور کے نقطے نور اب و چند ان ہی فروغ ۔۔۔ مطلع انوار ہے اک ایک مقطع نور کا
اے بقا چمکا وہ ماہ مصرع سال طبع ۔۔۔ نور کی بیتین یہ دیوان ہے وہ مطلع نور کا

قطعہ تاریخ از نتایج افکار جناب علی محمد خان صاحب متخلص بہ ولی شاگرد نواب ظفر یاب جنگ صاحب متخلص بہ راسخ مرحوم ۱۲۹۶

خوش فکر خوش مزاج خوش اخلاق خوش بیان ۔۔۔ نازک خیال شاعر نامی جناب نور
دیوان مین لکہے وہ مضامین آبدار ۔۔۔ ہر بیت کی سواد مین ہے رنگ زلف حور
ہر شعر سے تراوش نور اسقدر ہوے ۔۔۔ ہوتا ہے دائرون پہ گمان چراغ طور
ہو کیون نہ سامعون کو سرور سن کلام ہے ۔۔۔ نقطے ہین ہر خم حروف ہین ایاغ بلور
تاریخ طبعزاد یعقوب علیخان صاحب متخلص بہ ہلی کی ۔۔۔ آئی ندا فلک سے چہپی ہے یہ نظم نور ۱۲۹۶ھ